بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡد

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 74

شمارہ 11-12

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly BADAR Qadian

ایڈیٹر

منصور احمد

شرح چندہ

سالانہ 850 روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک

50 پاؤنڈ یا

80 ڈالر امریکن

یا 60 یورو

www.akhbarbadr.in

12-19 رمضان 1446 ہجری قمری ● 13-20/امان 1404 ہجری شمسی ● 13-20/مارچ 2025ء

## ارشاد باری تعالیٰ

اَیَّامًا مَّعۡدُوۡدٰتٍ ؕ فَمَنۡ کَانَ مِنۡکُمۡ مَّرِیۡضًا اَوۡ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنۡ اَیَّامٍ اُخَرَ ؕ

(سورۃ البقرۃ:185)

ترجمہ: گنتی کے چند دن ہیں۔

پس جو بھی تم میں سے مریض ہو یا سفر پر ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اتنی مدت کے روزے دوسرے ایام میں پورے کرے۔

## مسیح موعودؑ نمبر

## اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 07/مارچ 2025 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 36 پر ملاحظہ فرمائیں۔

اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 36 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت و تندرستی، فعال درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

**جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم سے میرے ساتھ معاملہ کیا، یہاں تک کہ اِس مُدت دراز میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا**
**اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کیلئے اُٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رُسوا کیا**
**اگر اس مُدت اور اس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو**
**ورنہ بموجب آیت لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا یہ نشان بھی ثابت ہو گیا اور تم اِس سے پوچھے جاؤ گے**

## ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

خدا تعالیٰ کا یہ قول ہے وَلَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِیۡلِ○ لَاَخَذۡنَا مِنۡہُ بِالۡیَمِیۡنِ○ ثُمَّ لَقَطَعۡنَا مِنۡہُ الۡوَتِیۡنَ○ یعنی اگر یہ نبی ہمارے پر افترا کرتا تو ہم اس کو دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے پھر اس کی وہ رگ کاٹ دیتے جو جان کی رگ ہے یہ آیت اگرچہ آنحضرت ﷺ کے بارے میں نازل ہوئی ہے لیکن اس کے معنوں میں عموم ہے جیسا کہ تمام قرآن شریف میں یہی محاورہ ہے کہ بظاہر اکثر امر و نہی کے مخاطب آنحضرت ﷺ ہوتے ہیں لیکن اُن احکام میں دوسرے بھی شریک ہوتے ہیں یا وہ احکام دوسروں کے لئے ہی ہوتے ہیں جیسا کہ یہ آیت فَلَا تَقُلۡ لَّہُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡہَرۡہُمَا وَقُلۡ لَّہُمَا قَوۡلًا کَرِیۡمًا○ یعنی اپنے والدین کو بیزاری کا کلمہ مت کہو اور ایسی باتیں اُن سے نہ کر جن میں اُن کی بزرگواری کا لحاظ نہ ہو۔ اِس آیت کے مخاطب تو آنحضرت ﷺ ہیں لیکن دراصل مرجع کلام اُمت کی طرف ہے کیونکہ آنحضرت ﷺ کے والد اور والدہ آپ کی خوردسالی میں ہی فوت ہو چکے تھے اور اس حکم میں ایک راز بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ اس آیت سے ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ جبکہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ تو اپنے والدین کی عزت کر اور ہر ایک بول چال میں ان کے بزرگانہ مرتبہ کا لحاظ رکھ تو پھر دوسروں کو اپنے والدین کی کس قدر تعظیم کرنی چاہئے اور اسی کی طرف یہ دوسری آیت اشارہ کرتی ہے۔ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعۡبُدُوۡۤا اِلَّاۤ اِیَّاہُ وَبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا ؕ یعنی تیرے ربّ نے چاہا ہے کہ تو فقط اُسی کی بندگی کر اور والدین سے احسان کر۔ اِس آیت میں بُت پرستوں کو جو بُت کی پوجا کرتے ہیں سمجھایا گیا ہے کہ بُت کچھ چیز نہیں ہیں اور بُتوں کا تم پر کچھ احسان نہیں ہے۔ انہوں نے تمہیں پیدا نہیں کیا اور تمہاری خوردسالی میں وہ تمہارے متکفل نہیں تھے اور اگر خدا جائز رکھتا کہ اس کے ساتھ کسی اور کی بھی پرستش کی جائے تو یہ حکم دیتا کہ تم والدین کی بھی پرستش کرو کیونکہ وہ بھی مجازی ربّ ہیں اور ہر ایک شخص طبعاً یہاں تک کہ درند چرند بھی اپنی اولاد کو اُن کی خوردسالی میں ضائع ہونے سے بچاتے ہیں۔ پس خدا کی ربوبیت کے بعد اُن کی بھی ایک ربوبیت ہے اور وہ جوش ربوبیت کا بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

اس جملہ معترضہ کے بعد پھر ہم اصل کلام کی طرف رجوع کر کے کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی نسبت جو فرمایا کہ اگر وہ ہمارے پر کچھ افترا کرتا تو ہم اُس کو ہلاک کر دیتے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ صرف خدا تعالیٰ آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ غیرت اپنی ظاہر کرتا ہے کہ آپ اگر مفتری ہوتے تو آپ کو ہلاک کر دیتا مگر دوسروں کی نسبت یہ غیرت نہیں ہے اور دُوسرے خواہ کیسا ہی خدا پر افتراء کریں اور جھوٹے الہام بنا کر خدا کی طرف منسوب کر دیا کریں اُن کی نسبت خدا کی غیرت جوش نہیں مارتی۔ یہ خیال جیسا کہ غیر معقول ہے، ایسا ہی خدا کی تمام کتابوں کے برخلاف بھی ہے اور اب تک توریت میں بھی یہ فقرہ موجود ہے کہ جو شخص خدا پر افترا کرے گا اور جھوٹا دعویٰ نبوت کا کرے گا وہ ہلاک کیا جاوے گا۔ علاوہ اس کے قدیم سے علماء اسلام آیت لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا کو عیسائیوں اور یہودیوں کے سامنے آنحضرت ﷺ کی سچائی کے لئے بطور دلیل پیش کرتے رہے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ جب تک کسی بات میں عموم نہ ہو وہ دلیل کا کام نہیں دے سکتی۔ بھلا یہ کیا دلیل ہو سکتی ہے کہ آنحضرت ﷺ اگر افترا کرتے تو ہلاک کئے جاتے اور تمام کام بگڑ جاتا لیکن اگر کوئی دوسرا افترا کرے تو خدا ناراض نہیں ہوتا بلکہ اس سے پیار کرتا ہے اور اُس کو آنحضرت ﷺ سے بھی زیادہ مہلت دیتا ہے اور اُس کی نصرت اور تائید کرتا ہے اِس کا نام تو دلیل نہیں رکھنا چاہئے بلکہ یہ تو ایک دعویٰ ہے کہ جو خود دلیل کا محتاج ہے۔ افسوس میری عداوت کیلئے اِن لوگوں کی کہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ آنحضرت ﷺ کی سچائی کے نشانوں پر بھی حملے کرنے لگے۔ چونکہ ان لوگوں کو معلوم ہے کہ میرے اِس دعویٰ وحی اور الہام پر پچیس سال سے زیادہ گزر چکے ہیں جو آنحضرت ﷺ کے ایام بعثت سے بھی زیادہ ہیں کیونکہ وہ 23 برس تھے اور یہ 30 سال کے قریب اور ابھی معلوم نہیں کہ کہاں تک خدا تعالیٰ کے علم میں میرے ایام دعوت کا سلسلہ ہے اسلئے یہ لوگ باوجود مولوی کہلانے کے یہ کہتے ہیں کہ ایک خدا پر افترا کرنے والا اور جھوٹا ملہم بننے والا اپنے ابتدائے افترا سے تیس سال تک بھی زندہ رہ سکتا ہے اور خدا اس کی نصرت اور تائید کر سکتا ہے اور اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کرتے۔ اَے بیباک لوگو! جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔ جو کچھ خدا نے اپنے لطف و کرم سے میرے ساتھ معاملہ کیا یہاں تک کہ اِس مُدت دراز میں ہر ایک دن میرے لئے ترقی کا دن تھا اور ہر ایک مقدمہ جو میرے تباہ کرنے کے لئے اُٹھایا گیا خدا نے دشمنوں کو رسوا کیا۔ اگر اس مُدت اور اس تائید اور نصرت کی تمہارے پاس کوئی نظیر ہے تو پیش کرو۔ ورنہ بموجب آیت لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَیۡنَا یہ نشان بھی ثابت ہو گیا اور تم اِس سے پوچھے جاؤ گے۔

(حقیقۃ الوحی رُوحانی خزائن جلد 22 صفحہ 213)

......☆......☆......☆......

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

**عورتوں کے خوشبو لگانے کی واضح ممانعت مستند احادیث میں بیان نہیں ہوئی**

**اور جن احادیث میں عورتوں کے خوشبو لگانے کی ممانعت آئی ہے، ایسی احادیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج نہیں کیا**

قرآن میں جہاں فرشتوں کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد کا مضمون بیان ہوا ہے،
اس سے یہ مراد نہیں کہ فرشتے اپنے شخصی وجود کے ساتھ زمین پر آ کر کفار سے جنگ کریں گے، بلکہ یہ ایک تمثیلی کلام ہے

میدانِ بدر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض صحابہؓ کو فرشتوں کا نظر آنا سب کشفی نظارے تھے، انہیں حقیقت پر محمول کرنا درست نہیں ہے

بیہقی وغیرہ کی روایات کہ غزوہ بدر میں جن کفار کو فرشتوں نے قتل کیا تھا وہ زخموں کے نشان سے پہچانے جاتے تھے جو ان کی گردنوں پر ہوتا
یہ روایتیں ناقابل اعتبار ہیں

مذہبی تعلیمات کے مطابق ہم جنس پرستی چونکہ قانون قدرت کی خلاف ورزی ہے، اس لیے اسلام نے اس سے منع فرمایا ہے، اور عیسائیت اور یہودیت میں بھی اس کے خلاف تعلیم دی گئی ہے، علاوہ ازیں پھر اس قانون قدرت کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں برائیاں اور بیماریاں بھی پھیلتی ہیں، اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ ہم جنس پرست لوگ ایڈز وغیرہ کی بیماری کا زیادہ شکار ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے جنسی اعضاء بھی خاص مقصد کے لیے بنائے ہیں، لیکن ہم جنس پرستی کے شکار لوگ صرف شہوت کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں
اصل میں تو یہ سب دجالی چالیں ہیں جن کے ذریعہ دجال انسان کو اس کی پیدائش کے اصل مقصد سے دُور ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے، خدا اور مذہب سے دُور کرنے کی کوشش کر رہا ہے

ہم جنس پرستی پیدائشی طور پر کسی انسان میں ودیعت نہیں کی گئی، یہ سب غلط سوچیں ہیں
اس برائی کے شکار لوگوں میں سے اکثر کو بچپن میں غلط قسم کی فلمیں وغیرہ دیکھ کر یہ گندی عادت پڑ جاتی ہے اور کچھ معاشرہ بھی انہیں خراب کر رہا ہوتا ہے

جب انبیاء کے مخالفین انبیاء کے حق میں کھلے کھلے دلائل موجود ہونے کے باوجود انبیاء کی مخالفت کا راستہ چنتے ہیں تو
اس میں ان کا کلیۃً اپنا اختیار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کسی قسم کا جبر نہیں ہوتا
یہ لوگ فرشتوں کی طرف سے کی جانے والی تحریکات کو پس پشت ڈال کر شیطانی تحریکات کو قبول کرتے اور شیطان کے قبضہ میں چلے جاتے ہیں

صحابہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اشیاء کو تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھا کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی صحابہ کو بطور تبرک اشیاء عطا فرمایا کرتے تھے
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وسیلہ سے جو برکت خلفائے احمدیت تک پہنچی ہے،
خلافت کی محبت اور اس کے ساتھ منسلک ہونے کی بنا پر لوگ ان وجودوں سے جو برکت حاصل کرتے ہیں،
اس میں نہ تو شرک والی کوئی بات ہے اور نہ ہی اس میں کوئی حرج ہے

## سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

### بنیادی مسائل کے جوابات (قسط 83)

**سوال:** جامعہ احمدیہ یوکے کے ایک طالبعلم نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ جب انبیاء کی اللہ تعالیٰ خود حفاظت کرتا اور انہیں شیطان کے حملوں سے بچاتا ہے۔ تو کیا انبیاء کے مخالفین کو بھی اللہ تعالیٰ ہی بھیجتا ہے کیونکہ ان کا موجود ہونا بھی ضروری ہوتا ہے تو کیا یہ ان کی بدبختی نہیں کہ وہ مخالفین بن گئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 26 مارچ 2023ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا۔ حضور نے فرمایا:

**جواب:** قرآن کریم نے یہ امر خوب کھول کر بیان کر دیا ہے کہ دین کے معاملہ میں کسی قسم کا جبر نہیں، نیکی اور بدی کے راستے اور ان کے فوائد و نقصانات خوب واضح کر دیے گئے ہیں اور انسان کو کلّی اختیار دے دیا کہ وہ جس راستہ کو چاہے اپنے لیے منتخب کر سکتا ہے۔ جس راستہ پر وہ چلے گا، اسی کے مطابق اس کے لیے نتیجہ ظاہر ہو جائے گا۔

(سورۃ البقرہ: 257 تا 258)

پھر دنیا جو دار الابتلاء ہے اس میں انسان کے امتحان کے لیے نیکی اور برائی کی تحریکات پیدا کی گئی ہیں کیونکہ کوئی بھی اگلا درجہ امتحان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ جہاں شیطان اس دنیا میں لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے ذریعہ انسانوں کے دلوں میں نیکی کی تحریکات بھی پیدا کرتا ہے۔

پس جب ایک انسان اپنے لیے کوئی راستہ چنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسی راستہ کے مطابق اس انسان کے لیے نتائج ظاہر کر دیتا ہے۔ لہٰذا جب انبیاء کے مخالفین انبیاء کے حق میں کھلے کھلے دلائل موجود ہونے کے باوجود انبیاء کی مخالفت کا راستہ چنتے ہیں تو اس میں ان کا کلیۃً اپنا اختیار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر کسی قسم کا جبر نہیں ہوتا۔ البتہ چونکہ یہ لوگ فرشتوں کی طرف سے کی جانے والی تحریکات کو پس پشت ڈال کر شیطانی تحریکات کو قبول کرتے اور شیطان کے قبضہ میں چلے جاتے ہیں۔ اس لیے مخالفین کا انبیاء کو نہ ماننا دراصل ان کے شیطان کے قبضہ میں جانے اور ان میں پائے جانے والے تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے جو ان کو نیکیوں کی طرف قدم بڑھانے کی توفیق نہیں دیتا۔ اور وہ خیال کرتے ہیں کہ نبوت کے دعویدار اور خدا تعالیٰ کی طرف بلانے والے کو ماننے والے تو بہت غریب لوگ ہیں جبکہ ہم بڑے لوگ ہیں اور ہم صاحب علم بھی ہیں، ہمیں دین کا زیادہ علم ہے اس لیے ہم کس طرح اس جماعت میں شامل ہو جائیں یا اس شخص کی بیعت کر لیں۔ آج بھی جو لوگ زمانہ کے امام کو نہیں مان رہے تو اس کی بھی یہی وجہ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں: تکبر ایسی بلا ہے کہ انسان کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ یاد رکھو تکبر شیطان سے آتا ہے اور تکبر کرنے والے کو شیطان بنا دیتا ہے۔ جب تک انسان اس راہ سے قطعاً دُور نہ ہو قبول حق و فیضان الوہیت ہرگز پا نہیں سکتا کیونکہ یہ تکبر اس کی راہ میں روک ہو جاتا ہے۔ پس کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہیے۔ علم کے لحاظ سے نہ دولت کے لحاظ سے، نہ وجاہت کے لحاظ سے، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے کیونکہ زیادہ تر تکبر انہیں باتوں سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک انسان اپنے

باقی صفحہ نمبر 26 پر ملاحظہ فرمائیں

# خطبہ جمعہ

## اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ سے ایسے ایسے علمی اور دینی اور انتظامی کام کروائے ہیں کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے بھی آپؓ کے سامنے طفلِ مکتب لگتے ہیں، بالکل بچے لگتے ہیں اور آپؓ کا باون سالہ دورِ خلافت اس کا منہ بولتا ثبوت ہے

آج پہلے سے بڑھ کر مسلمان دنیا اور عرب دنیا کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ صرف نعرے لگانے سے، میٹنگیں کرنے سے کام نہیں بنے گا۔ عملی اقدام اٹھانے پڑیں گے۔

’’مسلمان اپنی غلطی سے تائب ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں
اور خود اسلام کو سمجھیں اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہوں اور دوسروں کو آگاہ کریں
تا کہ وہ نکبت و اِدبار جو اس وقت مسلمانوں پر آ رہا ہے وہ دُور ہو......اگر مذہب کی خاطر انہوں نے تبلیغ نہیں کی،
اگر خدا کے حکم کے ماتحت انہوں نے اس بے نظیر تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا تو اب اپنی حیات کے قیام کے لیے ہی کچھ کوشش کریں
کیونکہ ان کی زندگی اور اسلام کی تبلیغ دونوں لازم و ملزوم ہو گئے ہیں۔‘‘ (حضرت مصلح موعودؓ)

## تجارت اور صنعت و حرفت میں بھی مسلمانوں کی ترقی کے لیے خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے

حضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ وہ باہمی تفرقہ اور اختلافات کو ترک کر دیں اور قومی مفاد کی خاطر اتفاق اور اتحاد سے کام کریں۔
صرف اسی طریق پر وہ مخالف قوم کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے

تفسیر کبیر پرانی پہلے دس جلدوں میں تھی اور اب آپؓ کے نوٹس سے اس میں مزید کچھ شامل کیا گیا ہے
تو پندرہ جلدوں میں نئی چھپ چکی ہے اور مضامین مزید تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔
پھر اور مزید سورتوں کی تفسیر میں بھی بعض نوٹس آپ کے ملے ہیں جن کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔
شاید جب ان کو شائع کیا جائے تو اس کی بھی تیس جلدیں بن جائیں گی کیونکہ تیس ہزار صفحات ہیں

حضرت مصلح موعودؓ کے علم و عرفان کے اس لٹریچر کو ہمیں پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے
اور بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو آجکل کے حالات میں بھی منطبق ہو رہی ہیں اور اس سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں

## پیشگوئی مصلح موعود کی مناسبت سے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے حیرت انگیز علمی کارناموں کا مختصر اور پُر معارف تذکرہ

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 21 فروری 2025ء بمطابق 21 تبلیغ 1404 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے)، یوکے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ○ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ○

کل 20 فروری تھی۔ یہ دن جماعت میں پیشگوئی مصلح موعود کے حوالے سے جانا جاتا ہے۔ اس حوالے سے اس دن یا ان دنوں میں آگے پیچھے جماعتوں میں پیشگوئی مصلح موعود کے جلسے بھی ہوتے ہیں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک لمبی پیشگوئی ہے جس میں ایک بیٹے کی پیدائش اور اس کی خصوصیات کا ذکر ہے۔ 20 فروری 1886ء کو اس کو اشتہار کی صورت میں شائع کیا گیا۔ اس پیشگوئی میں لڑکے کی خصوصیات کے بارے میں الہامی الفاظ کا ایک حصہ اس طرح سے ہے کہ ’’وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا‘‘ اور پھر ہے کہ ’’......علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔‘‘

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 647)

اور اللہ تعالیٰ نے اس کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیٹا عطا فرمایا جو ان خصوصیات کا حامل تھا جن کا نام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد تھا، جن کو مصلح موعود بھی کہا جاتا ہے۔ جو بچے بھی جماعت کی تاریخ سے واقفیت رکھتے ہیں، بڑے تو رکھتے ہی ہیں اس پیشگوئی سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اطفال میں خدام میں

ہر جگہ ہی جلسے ہوتے ہیں۔

جیسا کہ پیشگوئی کے الفاظ ہیں کہ وہ لڑکا علومِ ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا خدا تعالیٰ نے خود ان کی ذہانت کو جلا بخشی اور علوم سے پُر کیا۔ دنیاوی لحاظ سے تو آپ کی تعلیم شاید پرائمری تھی بلکہ یہ بھی نہیں تھی۔ ہاں سکول جاتے رہے لیکن امتحانوں میں حضرت مصلح موعودؓ نے خود لکھا ہے، بتایا ہے کہ کبھی پاس نہیں ہوتے تھے۔ دنیاوی مضمونوں میں بہت کمزور تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؓ سے ایسے ایسے علمی اور دینی اور انتظامی کام کروائے ہیں کہ بڑے بڑے پڑھے لکھے بھی آپؓ کے سامنے طفلِ مکتب لگتے ہیں، بالکل بچے لگتے ہیں اور آپؓ کا باون سالہ دورِ خلافت اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

آپؓ نے دنیا کے مختلف موضوعات پر بے شمار تقاریر کیں، مضامین لکھے۔ دینی اور قرآنی علوم کی تو کوئی انتہا ہی نہیں ہے۔ آپؓ نے دنیاوی موضوعات پر بھی، ملکی سیاست، بین الاقوامی سیاست کے بارے میں تقاریر کیں، مضمون لکھے۔ تاریخی حوالے سے غیر معمولی معیار کے مضامین لکھے اور تقاریر کیں۔ اقتصادی امور اور دنیا کے مختلف نظاموں سوشل ازم، کمیونزم، کیپٹل ازم کے بارے میں بھی ان کا تجزیہ کیا اور ایک تقریر کی جو بعد میں کتابی صورت میں بھی چھپ گئی۔ یہ جماعت کے لٹریچر میں موجود ہے۔ حتٰی کہ عسکری معاملات، فوجی معاملات اور سائنسی اور علمی موضوعات پر بھی علم و معرفت کی وہ باتیں بیان فرمائیں کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ بہت سی تقاریر آپؓ نے غیروں کے سامنے کیں اور وہ ان کی گہرائی اور معرفت کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکے۔ ہزاروں صفحات پر یہ مضامین اور تقاریر حاوی ہیں۔ مختصر وقت میں ان کی تفصیل بیان کرنا ممکن نہیں بلکہ صرف تعارف بھی ممکن نہیں ہے۔ نمونۃً میں چند نمونے یہاں پیش کروں گا جو صرف تعارف پر مبنی ہیں۔

''اسلام کا اقتصادی نظام''، ''نظام نَو''، ''اسلام میں اختلافات کا آغاز'' یہ موضوعات تو ایسے ہیں جن کا اکثر جماعت میں ذکر ہوتا ہے۔ ان سے ہٹ کر بعض دوسرے مضامین عموماً لوگوں کے سامنے نہیں آتے ان کا تعارف میں پیش کروں گا۔

آپؓ نے 'ترکی کا مستقبل اور مسلمانوں کا فرض' کے نام پر ایک مشورہ دیا، اس پر تبصرہ کیا اور یہ 1919ء کی بات ہے یعنی آپؓ کی خلافت کے ابتدائی دور کی۔ اس کا خلاصہ یا تعارف یہ ہے کہ اتحادِ ملت کے ہر موقع سے پوری طرح فائدہ اٹھانے کے لیے حضورؓ نے ایسے وقت میں جبکہ ترکیہ حکومت خطرے میں تھی نہایت مدبّرانہ راہنمائی کرتے ہوئے 18/ستمبر 1919ء کو یہ کتاب تحریر فرمائی۔ مختلف الخیال مسلمانوں کے اتحاد و اجتماع کے لیے آپؓ نے یہ راہنما اصول بیان فرمایا کہ ''میرے نزدیک اس جلسہ کی بنیاد صرف یہ ہونی چاہیے'' ، ایک جلسہ ہونا تھا وہاں ترکی حکومت کے حق میں ''کہ ایک مسلمان کہلانے والی سلطنت کو...... ہٹا دینا یا ریاستوں کی حیثیت دینا ایک ایسا فعل ہے جسے ہر ایک فرقہ جو مسلمان کہلاتا ہے ناپسند کرتا ہے اور اس کا خیال بھی اس پر گراں گزرتا ہے''۔

پھر آپؓ نے یہ بھی فرمایا کہ ترک سلطنت اور مرکزِ اسلام حجاز کے متعلق جو میری راہنمائی ہے وہ اس طرح ہے۔ آپؓ لکھتے ہیں کہ ''عرب کی غیرتِ قومی جوش مار رہی ہے اور اس کی حریت کی رَگ پھڑک رہی ہے ...... تیرہ سو سال کے بعد اب وہ پھر اپنی چار دیواری کا آپ حاکم بنا ہے اور اپنے حسنِ انتظام اور عدل و انصاف سے اس نے اپنے حق کو ثابت کر دیا ہے۔ اس کے متعلق کوئی نئی تجویز نہ کامیاب ہو سکتی ہے نہ کوئی معقول انسان اس کو قبول کر سکتا ہے''۔

ترکیہ کی بہتری کے لیے آپؓ نے ایک یہ مشورہ بھی دیا کہ ''صرف جلسوں اور لیکچروں سے کام نہیں چل سکتا، نہ روپیہ جمع کر کے اشتہاروں اور ٹریکٹوں کے شائع کرنے سے...... بلکہ ایک باقاعدہ جدوجہد سے جو دنیا کے تمام ممالک میں اس امر کے انجام دینے کے لیے کی جاوے۔ یہ زمانہ علمی زمانہ ہے۔'' آپؓ فرماتے ہیں'' یہ زمانہ علمی زمانہ ہے اور لوگ ہر ایک بات کے لیے دلیل طلب کرتے ہیں...... پس اس مشکل کام کو پورا کرنے کے لیے باقاعدہ انتظام ہونا چاہیے...... بے فائدہ کام دانا کا کام نہیں''۔

یہی بات آج بھی مسلمانوں کو سوچنی چاہیے یہ تو اس زمانے میں صرف ترکی حکومت سے تعلق تھا۔ آج پہلے سے بڑھ کر مسلمان دنیا اور عرب دنیا کو اس طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ صرف نعرے لگانے سے، میٹنگیں کرنے سے کام نہیں بنے گا۔ عملی اقدام اٹھانے پڑیں گے۔

ترکوں یا اسلام کے خلاف بغض و تعصب کی وجہ بیان کرتے ہوئے آپؓ نے فرمایا کہ'' آبا ؤ اجداد سے ان کے دل میں'' یعنی اسلام مخالف لوگوں کے دلوں میں ''اسلام کی نسبت اس قدر بدظنیاں بٹھائی گئی ہیں کہ وہ اسلام کو ایک عام مذہب کے طور پر خیال نہیں کرتے بلکہ ایک ایسی تعلیم خیال کرتے ہیں جو انسان کو انسانیت سے نکال کر جانور اور وہ بھی وحشی جانور بنا دیتی ہے ...... اسلام کے سوا دوسرے مذاہب سے وہ ڈرتے نہیں...... مگر قابل نفرت سمجھتے ہیں مگر اسلام سے وہ خوف کھاتے ہیں۔'' یعنی جو اسلام مخالف لوگ ہیں'' اس کی ترقی کو تہذیب و شائستگی کے رستہ میں روک ہی نہیں خیال کرتے بلکہ خود انسانیت کے لیے اسے مہلک یقین کرتے ہیں''۔

اور آجکل تو اس پر پہلے سے زیادہ زور دیا جا رہا ہے۔ ہر جگہ ہر ملک میں جو رائٹ وِنگ (right wing) ہیں یا دوسرے، وہ اسلام کے خلاف بڑی مہم چلا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف مہم چلا رہے ہیں۔ اس صورتحال کی تبدیلی کے لیے یہ راہنمائی فرمائی کہ

''مسلمان اپنی غلطی سے تائب ہو کر خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کریں اور خود اسلام کو سمجھیں اور اس کی حقیقت سے آگاہ ہوں اور دوسروں کو آگاہ کریں تا کہ وہ نکبت وادبار جو اس وقت مسلمانوں پر آ رہا ہے وہ دُور ہو...... اگر مذہب کی خاطر انہوں نے تبلیغ نہیں کی، اگر خدا کے حکم کے ماتحت انہوں نے اس بے نظیر تعلیم کو دنیا کے سامنے پیش نہیں کیا۔'' عملاً تو یہی ہوا ہے ناں۔ اسلام انہوں نے کب پیش کیا ہے'' تو اب اپنی حیات کے قیام کے لیے ہی کچھ کوشش کریں۔'' زندہ رہنا ہے تو اس کے لیے کچھ کوشش کریں'' کیونکہ ان کی زندگی اور اسلام کی تبلیغ دونوں لازم و ملزوم ہو گئے ہیں''۔

(ترکی کا مستقبل، انوار العلوم جلد 4 صفحہ 16-18)

پس یہی اصول آج بھی مسلمانوں کو اپنانے کی ضرورت ہے۔ نہیں تو اسلام مخالف دنیا مسلمان ممالک کے گرد گھیرا تنگ کرتی چلی جائے گی اور کر رہی ہے۔

پھر ایک موقع پیدا ہوا آل مسلم پارٹیز کانفرنس کا۔ اس پر آپؓ نے'' آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر'' کے عنوان سے ہدایات دیں۔ یہ پمفلٹ حضور نے آل انڈیا مسلم پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں پیش کرنے کے لیے 13/جولائی 1925ء کو تحریر فرمایا۔ منتظمین کانفرنس کی خواہش تھی کہ امام جماعت احمدیہ بنفس نفیس اس میں شریک ہو کر اپنے خیالات کا اظہار فرماویں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے تحریر فرمایا کہ میں خود اس میں شمولیت سے معذور ہوں لیکن اپنے نمائندوں کے ذریعہ سے اپنے خیالات پیش کر دیتا ہوں۔ اس پمفلٹ میں حضور نے سب سے پہلے اسلام کی مذہبی اور سیاسی تعریف بیان فرمائی اور فرمایا کہ اسلام کی ایک تو مذہبی تعریف ہے جس کا ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جو چاہے اس کی تعریف کرے۔ دوسری اسلام کی سیاسی تعریف ہے۔ سیاسی طور پر کون لوگ مسلمان ہیں؟ اس کا جواب صرف ہندو عیسائی اور سکھ ہی دے سکتے ہیں جن سے مسلمانوں کا سیاسی واسطہ پڑتا ہے کیونکہ اگر ایک جماعت کے پیرو جو خود کو مسلمان کہتے ہیں اور سمجھتے ہیں ان کو دوسرے فرقہ کے لوگ خواہ غیر مسلم ہی سمجھیں لیکن سیاست میں ہندو اور سکھ جب ان سے معاملہ کریں گے تو ان سے ایک ہی معاملہ کریں گے اور جو کارروائی وہ ایک قوم کے خلاف کریں گے وہی دوسری قوم کے خلاف بھی کریں گے۔ ہر فرقے کو انہوں نے مسلمان سمجھ کے کرنا ہے۔ پس سیاستاً ان کے مفاد ایک ہیں اور مسلمانوں نے اس نکتہ کو نہ سمجھا تو دوسرے ایک ایک کر کے ان کو کھا جائیں گے اور ان کو اس وقت ہوش آئے گی جب ہوش آنے کا کچھ بھی فائدہ نہیں ہو گا۔ اس لیے حضورؓ نے تمام مسلمان فرقوں کے سامنے یہ زریں

ارشاد باری تعالیٰ

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ

﴿سورۃ المجادلہ:22﴾

ترجمہ: اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول غالب آئیں گے

DAR FRUIT CO. KULGAM
B.O AHMED FRUITS
Prop. Khawaja Masood Ahmad Dar Asnoor (Kashmir)
Contact: 9622584733, 7006066375 (Saqib)

ارشاد باری تعالیٰ

وَمَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿النساء:۱۱۱﴾

ترجمہ: اور جو بھی کوئی بُرا فعل کرے یا اپنی جان پر ظلم کرے

پھر اللہ سے بخشش طلب کرے وہ اللہ کو بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پائے گا

طالب دعا: SUJAUDDIN SK صاحب مرحوم، شیخ شمس الدین صاحب مرحوم (KHARAGPUR صوبہ بنگال)

اصول پیش کیا کہ سیاسی معاملات میں مسلمان مکمل اتحاد اور یکجہتی کا مظاہرہ کریں کیونکہ سیاسی لحاظ سے اگر آپ کسی قوم کو الگ کر دیں گے تو یہ کیسے ممکن ہے وہ دوسری قوموں کی طرف رجوع نہ کرے۔

اس کے بعد اسلام کی ترقی اور ترویج اور اس کے سیاسی استحکام کے لیے بعض تجاویز دیں اور فرمایا کہ اسلام کے استحکام کے لیے ضروری ہے کہ تمام ملک ہند میں اسلام کی ترویج کے لیے تبلیغی نظام مقرر کیا جائے اور تبلیغی انجمنوں کے باہم اتحاد کی کوئی راہ نکالی جائے کیونکہ اسلام کی زندگی تبلیغ پر ہی موقوف ہے اور اس کے لیے مکمل نظام وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ (اور اب تو اس کا دائرہ عمل ساری دنیا ہو چکی ہے۔) نیز مسلمانوں کی صنعتی اور تعلیمی میدان میں ترقی کے لیے باقاعدہ صیغہ جات قائم کیے جائیں۔ ہر صیغے کا مطمح نظر ہو اور سال کے آخر پر بتایا جائے کہ مطمح نظر کو کس حد تک پورا کیا گیا ہے۔ اب تو یہ اسلام کی بڑی بڑی حکومتوں کا کام ہے۔ نیز اس وقت فوری طور پر ایک ایسی کمیٹی کا قیام بھی ضروری ہے جو اس امر کا جائزہ لے کہ مسلمانوں کو دوسری قوموں کے اثر سے کس طرح آزاد کروایا جا سکتا ہے اور کون کون سے شعبہ ہائے زندگی ایسے ہیں جن میں ماہر مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے۔ پھر وہ کمیٹی اس کمی کو پورا کرنے کے لیے کوشش کرے۔ اسی طرح حضرت مصلح موعودؓ نے مسلم بنک کے قیام کی ضرورت پر بھی زور دیا اور فرمایا کہ اگر بلاسود کی صورت نکل سکے جو کہ نکل سکتی ہے تو ہماری جماعت بھی اس میں شامل ہونے کے لیے تیار ہے اور آپؓ نے بیت المال اور مسلم چیمبر آف کامرس کے قیام کی بھی تجویز دی نیز آپ نے جہاں غیر مسلم حکومتیں ہیں وہاں فوجداری مقدمات کے علاوہ مسلمانوں کے دیگر تنازعات کو عدالتوں میں لے جانے کی بجائے باہم مل کر تصفیہ کے لیے بھی پنچایتی نظام وضع کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

آپؓ نے فرمایا کہ قیام امن کے لیے یہ ضروری ہے کہ ایک دوسرے کے مذہبی معاملات میں دخل نہ دیا جائے۔ وسعتِ حوصلہ کے ساتھ دوسروں کو ان کے عقیدہ کے مطابق کام کرنے دیں اور خود اپنے عقیدہ کے مطابق کام کریں۔ حضور نے تجارت اور صنعت وحرفت کے متعلق فرمایا کہ تجارت ایسا شعبہ ہے جس سے مسلمانوں نے سب سے زیادہ تغافل برتا ہے اور تجارتی لحاظ سے وہ ہندوؤں کے غلام بن کے رہ گئے ہیں۔ اس زمانے میں تھے۔ اب تو ہمیں نظر آرہا ہے کہ ہم دنیا کے بڑے بڑے جو امیر لوگ ہیں، مختلف مذاہب کے جو لوگ تجارت میں ہیں، چاہے وہ یہودی ہیں، عیسائی ہیں یا کوئی اور ہیں ان کے غلام بنے ہوئے ہیں۔ اس وقت یہی حالات تھے۔ آجکل اس معاملے میں دنیا کی حکومتوں اور تاجروں کے غلام ہم بن رہے ہیں جیسا کہ میں نے کہا۔ پس اس طرف مسلمان حکومتوں کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

تجارت اور صنعت وحرفت میں بھی مسلمانوں کی ترقی کے لیے خاص توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

آخر پر حضرت مصلح موعودؓ نے مسلمانوں کے باہمی تنازعات کو ختم کر کے باہم اتحاد اور یگانگت کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی اور فرمایا کہ پھر ایک دفعہ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے میں اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں کہ سب محنت رائیگاں اور سب تدبیریں عبث جائیں گی اگر اس امر کو اچھی طرح نہ سمجھ لیا گیا کہ ہم باوجود ایک دوسرے کو کافر کہنے کے اغیار کی نظروں میں مسلمان ہیں اور ایک کا نقصان دوسرے کا نقصان ہے۔ پس سیاسی میدان میں ہمیں مذہبی فتووں کو نظر انداز کر دینا چاہیے کیونکہ وہ ان کے دائرہ عمل سے خارج ہیں۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ تم اپنی سیاسی ضروریات کے لیے ان لوگوں سے مل کر کام نہیں کر سکتے جن کو تم مسلمان نہیں سمجھتے۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مشرکوں کے مقابلہ میں یہود سے سمجھوتہ کر سکتے ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ مسلمان کہلانے والے فرقے اسلام کی سیاسی برتری بلکہ کہو کہ سیاسی حفاظت کے لیے اس میں مل کر کام نہ کر سکیں۔ اگر ہم اس موقع پر اتحاد نہ کر سکیں گے تو یقیناً اس سے یہ ثابت ہوگا کہ ہمارا اختلاف اسلام کے لیے نہیں بلکہ اپنی ذات کے لیے ہے، اپنے نفسوں کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بدبختی سے محفوظ رکھے۔

(ماخوذ از آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے پروگرام پر ایک نظر، انوار العلوم جلد 9 صفحہ 8 تا 10)

پاکستان اور بعض مسلمان ممالک میں عمومی طور پر تو یہی صورتحال ہے۔ خاص طور پر احمدیوں کے لیے یہ سوچ کہ یہ کافر ہیں، ویسے تو ہر فرقہ دوسرے فرقے کو بھی کافر کہتا ہے اور غیر مسلم دنیا میں اسی وجہ سے جو غلط تاثر پیدا ہو رہا ہے اور وہ مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ پس اس نکتے کو آج بھی مسلمان حکومتوں کو اور مسلمانوں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔

ہندوستان کے حالات کے بارے میں، اس وقت جب پاک و ہند ایک تھے ایک گول میز کانفرنس ہوئی تھی اور مسلمانوں کی نمائندگی کا سوال اس میں اٹھا تھا۔ حکومت برطانیہ نے ہندوستان کی آزادی کے جائزے کے لیے ایک کمیشن مقرر کیا تھا جس نے ہر دس سال بعد جائزہ لینا تھا کہ کس حد تک لوگوں کو یہ اختیار دیے جا سکتے ہیں کہ وہ علیحدہ حکومت قائم کریں۔ اس کے پہلے صدر ایک انگریز بیرسٹر تھے اس کمیشن کے صدر جن کا نام سر جان سائمن تھا۔

(ماخوذ از مسلمانانِ ہند کے امتحان کا وقت، انوار العلوم جلد 10 صفحہ 2-3)

بہر حال اس کمیشن اور ان فیصلوں پر مختلف وقتوں میں بحث کی جاتی رہی اور حضرت مصلح موعودؓ نے مختلف وقتوں میں راہنمائی فرماتے ہوئے اپنے تفصیلی خیالات بھی پیش کیے اور مسلمانوں کی راہنمائی بھی کی۔ اس سلسلہ میں ایک گول میز کانفرنس ہوئی جس کی تفصیل کا ہماری تاریخ میں حضرت مصلح موعودؓ کے حوالے سے ذکر ملتا ہے۔ ”حکومت برطانیہ کے قائم کردہ سائمن کمیشن کی رپورٹ اہلِ ہند کی توقعات پر پوری نہ اتری اس لیے وہ انہیں قابلِ قبول نہ تھی۔ ان حالات میں حکومت کی طرف سے گول میز کانفرنس کے انعقاد کا اعلان ہوا“ اس کی تفصیل اس طرح ہے ”تاکہ برطانیہ اور ہندوستان کے نمائندگان ایک جگہ جمع ہو کر ہندوستان کے سیاسی ارتقاء کے بارے میں غور و فکر کر سکیں۔ اس موقع پر حضورؓ نے مسلمانوں کی راہنمائی کے لیے فوری طور پر یہ مضمون تحریر فرمایا اور انہیں نصیحت کی کہ وہ باہمی تفرقہ اور اختلافات کو ترک کر دیں اور قومی مفاد کی خاطر اتفاق اور اتحاد سے کام کریں۔ صرف اسی طریق پر وہ مخالف قوم کا مقابلہ کرتے ہوئے اپنے حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو سکیں گے۔

انہیں کوشش کرنی چاہیے کہ کانفرنس میں ایسے نمائندے جائیں جو قوم کی نمائندگی کا حق ادا کر سکیں۔ حضورؓ نے اس موقع پر گورنمنٹ کو بھی مشورہ دیا کہ وہ سیاسی جماعتوں کے مشورہ سے نمائندوں کا انتخاب کرے تاکہ کانفرنس کے فیصلوں کو لوگ خوش دلی سے قبول کر لیں۔

مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے سلسلہ میں حضور نے فرمایا: ”میرے نزدیک آل مسلم پارٹیز کانفرنس کے لیے کام کا وقت ابھی آیا ہے۔ خالی اس امر کو شائع کر دینا کہ مسلمانوں کے یہ مطالبات ہیں کافی نہیں ہے۔ اگر ایسے لوگ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں گئے جنہوں نے ان مطالبات کو پسِ پشت ڈال دیا تو آل پارٹیز کانفرنس کے فیصلہ کی قیمت کچھ بھی باقی نہیں رہتی۔ پس یہی وقت ہے کہ وہ ایک طرف گورنمنٹ کو غلط انتخاب کے بد نتائج سے آگاہ کرے اور دوسری طرف پبلک کو اس کے خطرات سے واقف کرے اور اس وقت تک آرام نہ لے جب تک مسلمانوں کی نمائندگی کا فیصلہ مسلمانوں کے منتخب نمائندوں اور ان کی اہم سیاسی انجمنوں کے ذریعہ نہ ہو۔“ (گول میز کانفرنس اور مسلمانوں کی نمائندگی، انوار العلوم جلد 11 صفحہ 13-14) اور یہ مشورے اس زمانے کے جو حالات تھے اس کے مطابق بہت سے حلقوں میں بڑی سنجیدگی سے لیے گئے۔

پھر ہندوستان کے اس وقت کے جو سیاسی حالات تھے ان کے حل کے بارے میں آپ نے مضمون لکھا۔ اس ضمن میں آپ نے مضمون میں اس وقت کے جو حالات تھے ان کا حل پیش کیا۔ ”سائمن کمیشن کی رپورٹ چھپنے کے کچھ دیر بعد“ اس رپورٹ کا بھی ذکر ہوا۔ ”حکومت برطانیہ نے لندن میں گول میز کانفرنس منعقد کرنے کا ارادہ کیا“ جیسا کہ ذکر ہوا ہے ”تاکہ ہندوستان کے سیاسی ارتقاء کے مختلف پہلوؤں پر غور کر کے آئندہ کے لیے لائحہ عمل تجویز کیا جائے۔ چونکہ سائمن کمیشن نے مسلمانوں کے حقوق کو پوری طرح مدنظر نہیں رکھا تھا اس لیے حضورؓ کو تشویش تھی اور آپ چاہتے تھے کہ آئندہ مسلمانوں کے حقوق کو نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس لیے حضور نے مناسب سمجھا کہ اس موقع پر سائمن کمیشن رپورٹ پر تبصرہ کر کے اس کے نقائص واضح کیے جائیں اور ہندوستان کے مسائل کا ایسا حل پیش کیا جائے کہ آئندہ زمانے میں سب قومیں صلح اور آشتی سے باامن زندگی گزار سکیں۔

چنانچہ حضورؓ فرماتے ہیں: ”میں سمجھتا ہوں کہ گو ایک مذہبی آدمی ہونے کے لحاظ سے مجھے سیاست ملکی سے اس قدر تعلق نہیں ہے جیسا کہ ان لوگوں کو جو رات دن انہی کاموں میں پڑے رہتے ہیں لیکن اسی قدر میری


**ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِیْرًا وَلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (صحیح بخاری، جلد 2، کتاب الاذان)

اے اللہ! مَیں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کی مغفرت کرنے والا نہیں ہے۔ سو اپنی جناب سے میری مغفرت فرما اور مجھے رحمت سے نواز۔ یقیناً تو ہی غفور رحیم ہے۔

طالبِ دُعا : نور الہدیٰ اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ سملیہ، صوبہ جھارکھنڈ)



**ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**

صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ کا بندہ جتنا کسی کو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اتنا ہی زیادہ اسے عزّت میں بڑھاتا ہے

(مسلم، کتاب البر والصلۃ، باب استحباب العفو والتواضع)

طالبِ دُعا : نصیر احمد، جماعت احمدیہ بنگلور (صوبہ کرناٹک)

ذمہ داری صلح اور آشتی پیدا کرنے کے متعلق زیادہ اور نیز میں خیال کرتا ہوں کہ شورش کی دنیا سے علیحدہ ہونے کی وجہ سے میں شاید کئی امور کی تہہ کو زیادہ آسانی سے پہنچ سکتا ہوں بہ نسبت ان لوگوں کے کہ جو اس جنگ میں ایک یا دوسری طرف سے شامل ہیں۔ پس اس وقت جبکہ راؤنڈ ٹیبل کانفرنس کے اعلان کی وجہ سے لوگوں کی توجہات مسئلہ ہندوستان کے حل کرنے میں لگی ہوئی ہیں۔'' اس زمانے میں یہ بہت بڑا ایشو تھا۔ ''میں یہی مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنے خیالات دونوں ملکوں کے غیر متعصب لوگوں کے سامنے رکھ دوں۔'' حضور نے اپنے تبصرہ میں مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات پر سیر حاصل بحث کی اور ان کی معقولیت کو اجاگر کیا۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے ہندوستان کے سیاسی مسائل کا نہایت معقول اور تسلی بخش حل پیش کیا۔ اس جامع و مانع تبصرہ کا انگریزی ایڈیشن'' میں شائع کرنے کے لیے'' فوراً شائع کر کے انگلستان پہنچا دیا گیا تا کہ گول میز کانفرنس میں شامل ہونے والے اسے پڑھ کر فائدہ اٹھا سکیں۔ مسلمان نمائندوں کو خاص طور پر اس سے فائدہ پہنچا۔ چنانچہ انہوں نے پہلی بار متفقہ طور پر کامیابی سے اپنے مطالبات کانفرنس میں پیش کیے۔'' فائدہ ہوا اس زمانے میں۔'' جس کا انگلستان کے صاحبِ رائے لوگوں پر گہرا اثر ہوا اور وہ ہندوستان میں مسلمانوں کی خصوصی حیثیت کے قائل ہو کر ان کے مطالبات کی معقولیت اور افادیت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے۔

حضورؓ کی یہ کتاب ہندوستان اور انگلستان دونوں جگہ بہت مقبول ہوئی اور اسے بڑی دلچسپی اور توجہ سے پڑھا گیا اور کئی مدبّر سیاستدانوں اور صحافیوں نے شاندار الفاظ میں حضور کو خراج تحسین پیش کیا۔''

(ہندوستان کے موجودہ سیاسی مسئلہ کا حل، انوار العلوم جلد 11 صفحہ 18-19)

تاریخ احمدیت میں کئی واقعات درج ہیں۔ یہ تبصرہ جیسا کہ میں نے کہا دونوں حلقوں میں بڑا مقبول ہوا۔ بڑی توجہ سے پڑھا گیا اور اس کے چند نمونے پیش کرتا ہوں:

لارڈ میسٹن (Meston) سابق گورنر یوپی کہتے ہیں'' میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے امام جماعت احمدیہ کی نہایت دلچسپ تصنیف ارسال فرمائی۔'' یہ بھیجنے والے کو لکھ رہے ہیں۔ ''میں نے قبل ازیں بھی ان کی چند تصنیفات دلچسپی سے پڑھی ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اس کتاب کا پڑھنا میرے لیے خوشی اور فائدے کا موجب ہوگا۔'' (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 214)

لیفٹننٹ کمانڈر کینوردی (Kenworthy) ممبر پارلیمنٹ کہتے ہیں'' کتاب ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل کے ارسال فرمانے پر آپ کا بہت بہت ممنون ہوں۔ میں نے اسے بہت دلچسپی سے پڑھا ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 214)

سر میلکم ہیلے (Malcolm Hailey) گورنر صوبہ یوپی اور سابق گورنر پنجاب لکھتے ہیں'' (امام مسجد لندن) اس کتاب کے لیے جو آپ نے امام جماعت احمدیہ کی طرف سے میرے نام بھیجی ہے میں آپ کا بہت ممنون ہوں۔ میں جماعت احمدیہ کے حالات سے خوب واقف ہوں اور اس روح کو خوب سمجھتا ہوں اور قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں جسے لے کر وہ ہندوستان کے اہم مسائل کے حل کے لیے کام کر رہی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ کتاب میرے لیے مفید ہوگی اور میں اسے نہایت دلچسپی کے ساتھ پڑھوں گا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 215)

پھر سر ہون اوملر (Millar.Sir Hone O) کہتے ہیں کہ'' اس چھوٹی سی کتاب کے ارسال کے لیے جس میں مسئلہ ہند کے حل کے لیے امام جماعت احمدیہ کی تجاویز مندرج ہیں میں تہ دل سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ سائمن کمیشن کی تجاویز پر یہی ایک مفصل تنقید ہے جو میری نظر سے گزری ہے۔ میں ان تفصیلات کے متعلق کچھ عرض نہ کروں گا جن کے متعلق اختلاف رائے ایک لازمی امر ہے لیکن میں اس اخلاص، معقولیت اور وضاحت کی داد دیتا ہوں جس سے کہ ہز ہولی نس (امام جماعت احمدیہ) نے اپنی جماعت کے خیالات کا اظہار کیا ہے اور میں ہز ہولی نس'' حضرت مرزا بشیر الدین''......کی بلند خیالی سے بہت متاثر ہوا ہوں۔'' (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 215)

پھر آنریبل پیٹرسن (Peterson) سی ایس آئی سی آئی ای کہتے ہیں'' کتاب ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل کے ارسال کا بہت بہت شکریہ۔ مجھے ابھی تک اس کے ختم کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ امید ہے کہ چند دنوں میں ختم کر لوں گا لیکن جس قدر میں نے پڑھا ہے اس سے ضرور اس قدر ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تصنیف موجودہ گتھی کے سلجھانے کے لیے ایک دلچسپ اور قابل قدر کوشش ہے۔ مسلمانوں کا نقطہ نظر اس میں بہت وضاحت سے پیش کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ میں آپ سے جلد ملوں گا''۔ (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 217) آگے لکھ رہے ہیں بھیجنے والے کو۔

ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب علی گڑھ کے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ'' میں نے جناب کی کتاب نہایت دلچسپی سے پڑھی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کی یورپ میں بہت اشاعت فرمائیں۔ ہر ایک ممبر پارلیمنٹ کو ایک ایک نقل ضرور بھیج دی جائے اور انگلستان کے ہر مدیر اخبار کو بھی ایک ایک نسخہ ارسال فرمایا جائے۔ اس کتاب کی ہندوستان کی نسبت انگلستان میں زیادہ اشاعت کی ضرورت ہے۔ جناب نے اسلام کی ایک اہم خدمت سرانجام دی ہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 218)

اب یہ غیر احمدی لکھ رہے ہیں کہ اسلام کی خدمت سرانجام دی ہے اور یہاں یہ غیر احمدی کہتے ہیں کہ احمدی غیر مسلم ہیں۔

سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون صاحب ایم ایل اے کراچی کہتے ہیں

'' میری رائے میں سیاست کے باب میں جس قدر کتابیں ہندوستان میں لکھی گئی ہیں ان میں کتاب ''ہندوستان کے سیاسی مسئلہ کا حل'' بہترین تصانیف میں سے ہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 218)

علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال لکھتے ہیں کہ

'' تبصرہ کے چند مقامات کا میں نے مطالعہ کیا ہے نہایت عمدہ اور جامع ہے۔''

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 218)

اخبار انقلاب لاہور نے لکھا۔'' جناب مرزا صاحب نے اس تبصرہ کے ذریعہ سے مسلمانوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ یہ بڑی بڑی اسلامی جماعتوں کا کام تھا جو مرزا صاحب نے انجام دیا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 218)

اخبار سیاست لاہور لکھتا ہے کہ'' مذہبی اختلافات کی بات چھوڑ کر دیکھیں تو جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے میدان تصنیف و تالیف میں جو کام کیا ہے وہ بلحاظ ضخامت و افادہ ہر تعریف کا مستحق ہے اور سیاست میں اپنی جماعتوں کو عام مسلمانوں کے پہلو بہ پہلو چلانے میں آپ نے جس اصول عمل کی ابتدا کر کے اس کو اپنی قیادت میں کامیاب بنایا ہے وہ بھی ہر منصف مزاج مسلمان اور حق شناس انسان سے خراج تحسین وصول کر کے رہتا ہے۔ آپ کی سیاسی فراست کا ایک زمانہ قائل ہے'' کہتا ہے کہ آپ کی سیاسی فراست کا ایک زمانہ قائل ہے'' اور نہرو رپورٹ کے خلاف مسلمانوں کو مجتمع کرنے میں سائمن کمیشن کے روبرو مسلمانوں کا نکتہ نگاہ پیش کرنے میں مسائل حاضرہ پر اسلامی نکتہ نگاہ سے مدلل بحث کرنے اور مسلمانوں کے حقوق کے استدلال سے مملو کتابیں شائع کرنے کی صورت میں آپ نے بہت ہی قابلِ تعریف کام کیا ہے۔ زیرِ بحث کتاب سائمن رپورٹ پر آپ کی تنقید ہے جو انگریزی زبان میں لکھی گئی ہے جس کے مطالعہ سے آپ کی وسعت معلومات کا اندازہ ہوتا ہے۔ آپ کا طرز بیان سلیس اور قائل کر دینے والا ہوتا ہے آپ کی زبان بہت شستہ ہے۔'' (تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 219)

یہ تھے کچھ تبصرے۔

پھر دنیا کی موجودہ بے چینی کا اسلام کیا علاج پیش کرتا ہے؟

اس بارے میں بھی آپؓ نے لکھا۔ عالمگیر امن کے بارے میں جو تقریریں ہوئی تھیں۔ خلاصۃً بیان کر دوں کہ'' حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے عالمگیر امن کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ پر معارف تقریر 9/ اکتوبر 1946ء کو بوقت شام ساڑھے پانچ بجے 8 پارک روڈ دہلی کے وسیع صحن میں ارشاد فرمائی۔ اس تقریر کو سننے کے لیے کئی سو غیر احمدی اور غیر مسلم معززین تشریف لائے اور انہوں نے نہایت توجہ اور سکون کے ساتھ حضور کی تقریر کو سنا۔ یہ تقریر پہلی دفعہ مورخہ 15/ اپریل 1961ء کو الفضل میں شائع ہوئی'' بہرحال۔''......اس تقریر کے بارے میں اخبار'' تیج'' دہلی نے اپنی 14 اکتوبر 1946ء کی اشاعت میں حسب ذیل نوٹ شائع کیا:''

**سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

دنیا میں جس قدر قومیں ہیں، کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو...... بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے جو قرآن نے پیش کیا ہے۔

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 201، ایڈیشن 1984ء)

طالب دعا: سید جہانگیر علی صاحب مرحوم اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ احمدیہ فلک نما، حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

**سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

ہمدردی میں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے بڑھے ہوئے تھے، اس لیے کہ آپؐ کُل دنیا کیلئے مامور ہو کر آئے تھے اور آپؐ سے پہلے جس قدر نبی آئے وہ مختص القوم اور مختص الزمان کے طور پر تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کل دنیا اور ہمیشہ کیلئے نبی تھے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 221، ایڈیشن 1984ء)

طالب دعا: میر موسیٰ حسین ولد مکرم جے میر عطاء الرحمن صاحب امیر جماعت احمدیہ شموگہ (کرناٹک)

احمدیوں کے امام حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد نے تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ امن اور شانتی کا مسئلہ اتنا ہی پرانا ہے جتنا کہ خود انسان کیونکہ انسانی فطرت کے ساتھ اس کا نہایت گہرا تعلق ہے۔ اگر اس کا قیام مطلوب ہے تو اس کے لیے جذبہ دشمنی و نفرت کو ختم کرنا پڑے گا۔ مسئلہ سیاسی نہیں ہے بلکہ اخلاقی ہے اور اگر ہم خدا کی خدائی سے باخبر ہوں اور روٹی کا پیار، لالچ وغیرہ کو چھوڑ دیں تو اس کے بعد ہم میں نفرت اور لالچ کے بجائے برادری اور محبت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں۔ مذہبی دنیا کے اختلافات ختم ہو سکتے ہیں بشرطیکہ ہم ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا سیکھیں۔ اور اپنے اندر قوتِ برداشت پیدا کریں۔ جس طرح مذہبی معاملات میں تحمل کی ضرورت ہے ٹھیک اسی طرح دنیا داری کے معاملات میں بھی اس کا ہونا لازمی ہے'' مسلمانوں اور ہندوؤں کے زمانے میں بھی یہ مسئلہ عیسائیوں کے ساتھ بھی کافی تھا۔ فرمایا کہ ''ہمیں قومیت و رنگ کے جھگڑوں کو ختم کر کے عالمگیر برادری کا جذبہ پیدا کرنا چاہیے۔''

(دنیا کی موجودہ بے چینی کا اسلام کیا علاج پیش کرتا ہے؟، انوار العلوم جلد 18 صفحہ 11-12)

تو یہ مختصر تعارف تھا ان کے اس مضمون کا۔

پھر ایک مضمون آپ نے اس اعتراض پر لکھا کہ ہمارا فرض ہے کہ مظلوم قوم کی مدد کریں چاہیں وہ ہمیں ماریں یا دکھ پہنچائیں۔

دہلی کے اخبار کے بیان پر یہ تبصرہ تھا۔ دہلی کے اخبار نے لکھا تھا کہ احمدی پاکستان کی حمایت کر رہے ہیں حالانکہ ان کے ساتھ دوسرے مسلمانوں نے اچھا سلوک نہیں کیا۔ بھڑکا رہا ہے احمدیوں کو کہ احمدی پاکستان کی حمایت کرتے ہیں حالانکہ مسلمان ان سے اچھا سلوک نہیں کرتے۔ پھر یہ لکھتا ہے کہ جب پاکستان بن جائے گا تو مسلمان پھر ان کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو کابل میں ان کے ساتھ ہوا تھا اور اس وقت احمدی کہیں گے کہ ہمیں ہندوستان میں شامل کرلو۔ یہ اخبار نے تبصرہ کیا۔

حضرت مصلح موعودؓ نے 16/مئی 1947ء کو نماز مغرب کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم مظلوم قوم کی مدد کریں چاہے وہ ہمیں ماریں یا دکھ پہنچائیں۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ہمارا دشمن اگر ہمارے ساتھ ظلم اور بے انصافی بھی کرے تو ہم انصاف سے کام لیں گے۔ حضور کے اس خطاب کو قادیان میں بھی کتابی صورت میں شائع کیا گیا۔

(ماخوذ از ہمارا فرض ہے کہ ہم مظلوم قوم کی مدد کریں چاہے وہ ہمیں ماریں یا دُکھ پہنچائیں۔ انوار العلوم جلد 18 صفحہ 19)

آجکل بھی بعض لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ حضرت مصلح موعودؓ نے کیوں پاکستان میں شامل ہونے کی حمایت کی تھی۔ تو یہ خطاب اس کا جواب ہے۔ اس وقت کے حالات میں مسلمانوں کی مدد کی ضرورت تھی اور جماعت ہمیشہ مسلمانوں کی مدد کے لیے صفِ اوّل میں ہے۔

حضرت مصلح موعودؓ نے یہ انکار نہیں کیا کہ جماعت سے یہ ظلم نہیں ہوگا۔ آپؓ نے فرمایا کہ جو بھی ہو اس وقت مسلمانوں کو مدد کی ضرورت ہے اور احمدیوں کو ساتھ دینا چاہیے کیونکہ ہم نے مسلمانوں کا ساتھ دینا ہے۔

پاکستان کے مستقبل کے بارے میں لیکچرز حضرت مصلح موعودؓ نے پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد پنجاب کے دارالحکومت لاہور میں پاکستان کا مستقبل کے موضوع پر بصیرت افروز لیکچرز ارشاد فرمائے جن میں لاہور کے بڑے بڑے دانشور سکالرز اور اہل علم حضرات شامل ہوئے اور ان لیکچرز پر اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ پہلے پانچ لیکچرز مینارڈ ہال لاہور اور چھٹا لیکچر یونیورسٹی ہال لاہور میں ارشاد فرمایا۔ کہتے ہیں کہ اس زیر نظر لیکچر میں جو 7 دسمبر 1947ء کو مینارڈ ہال لاہور میں ارشاد فرمایا اور وقت کی کمی کے باعث اس مضمون کے کئی حصے بیان کرنے سے رہ گئے تھے لہٰذا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی یادداشت پر اس مضمون کو افادہ عام کرنے کے لیے بعد میں الفضل میں بھی شائع کروایا جو 9/دسمبر 1947ء کے روزنامہ الفضل جو لاہور سے شائع ہوتا تھا اس میں شائع ہوا۔ حضور نے اپنے اس خطاب میں نباتی، زرعی، حیوانی اور معنوی دولت کے لحاظ سے پاکستان کو کیسے ترقی دی جاسکتی ہے اس کے زریں اصول بتائے، تجاویز دیں اور مشوروں سے نوازا۔

(ماخوذ از پاکستان کا مستقبل، انوار العلوم جلد 19 صفحہ 8)

**ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم**

**عقلمند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے**
**اور موت کے بعد کی زندگی کیلئے عمل کرے**

(جامع ترمذی، کتاب الزہد)

طالبِ دُعا: مجلس انصار اللہ کلکتہ (صوبہ بنگال)

بڑا مشہور ہوا یہ لیکچر۔

دستورِ اسلامی یا اسلامی آئین اساسی۔

اس بارے میں آپ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ قادیان سے لاہور ہجرت کے بعد پاکستان کے مستقبل کے موضوع پر آپؓ نے جو لیکچر دیے یہ لیکچر ان میں سے آخری لیکچر ہے جو حضور نے یونیورسٹی ہال لاہور میں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے دستورِ اسلامی یا اسلامی آئین اساسی کے موضوع پر دیا۔ یہ لیکچر افادۂ عام کے لیے اس وقت 18/فروری 1948ء کو ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا گیا اور اب بھی انوار العلوم کی جلد 19 میں موجود ہے۔ اس خطاب میں حضور نے دستور اسلامی کی وضاحت کرتے ہوئے اس پہلو پر روشنی ڈالی کہ پاکستان میں کس قسم کا آئین یا دستور نافذ ہونا چاہیے۔ چنانچہ آپؓ فرماتے ہیں۔ پس اگر پاکستان کی constitution میں مسلمان جن کی بھاری اکثریت ہوگی یہ قانون پاس کر دیں کہ پاکستان کے علاقے میں مسلمانوں کے لیے قرآن اور سنت کے مطابق قانون بنائے جائیں گے۔ اس کے خلاف قانون بنانا جائز نہیں ہوگا تو گو اس حکومت کلّی طور پر اسلامی نہیں ہوگا کیونکہ وہ ہو نہیں سکتا مگر حکومت کا طریق عمل اسلامی ہو جائے گا اور مسلمانوں کے متعلق اس کا قانون بھی اسلامی ہو جائے گا اور اسی کا تقاضا اسلام کرتا ہے۔ اسلام ہرگز یہ نہیں کہتا کہ ہندو اور عیسائی اور یہودی سے بھی اسلام پر عمل کرایا جائے بلکہ وہ بالکل اس کے خلاف ہے۔

(ماخوذ از دستورِ اسلامی یا اسلامی آئین اساسی، انوار العلوم جلد 19 صفحہ 10-11)

وہ تو ہر مذہب کو، ہر کسی کو آزادی دیتا ہے۔

آج یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسلامی ملک میں اسلامی آئین اور قانون ہے۔ اس کی ابتدا اور مشورہ تو حضرت مصلح موعودؓ نے دیا تھا۔ لیکن عملاً اسلام کے نام پر ظلم کیا جا رہا ہے جبکہ آپؓ نے اسلامی تعلیم کے مطابق عملدرآمد اور آئین بنانے کی طرف توجہ دلائی تھی جیسا کہ میں نے بتایا۔ اگر احمدی اتنے ہی اسلام کے خلاف ہیں جیسا کہ آجکل کا ملاں کہتا ہے تو پھر اس مشورے اور توجہ کی آپ کو کیا ضرورت تھی۔ بہرحال آج کل تو ملک کو نام نہاد ملاں یرغمال بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملک میں کوئی رجل رشید پیدا کرے جو ان کے غلط منصوبوں سے ملک کو نجات دے اور ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو۔

پھر ایک مضمون ہے کہ پاکستان ایک اینٹ ہے اُس اسلامی عمارت کی جسے ہم نے دنیا میں قائم کرنا ہے۔ یہ لیکچر آپ نے ٹاؤن ہال کوئٹہ میں دیا تھا۔ مصلح موعودؓ نے پاکستان بننے کے معاً بعد پاکستان کا مستقبل کے موضوع پر لاہور میں چھ لیکچر دیے تھے جیسا کہ ذکر ہوا ہے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد حضور مغربی پاکستان کے دوسرے متعدد مرکزی شہروں میں تشریف لے گئے اور پاکستان کے ہزاروں باشندوں کو استحکامِ پاکستان کے موضوع پر اپنے بصیرت افروز خیالات اور تعمیری افکار سے روشناس کرایا۔ جون 1948ء میں حضور کوئٹہ تشریف لے گئے اور کوئٹہ میں نہایت معلومات افزا اور روح پرور پبلک لیکچر فرمائے جن میں پاکستان کو پیش آمدہ اہم ملکی مسائل میں اہل پاکستان کی راہنمائی کرتے ہوئے نہایت شرح وبسط سے، بڑی تفصیل سے انہیں اپنی قومی اور ملی ذمہ داریوں کی بجا آوری کی طرف توجہ دلائی اور اپنے پُرجوش اور محبت بھرے الفاظ میں بے پناہ قوتِ ایمانی اور ناقابلِ تسخیر عزم و ولولہ سے لاکھوں پژمردہ اور غمزدہ دلوں میں زندگی اور بشارت کی ایک زبردست روح پھونک دی۔ یہ خطاب حضرت مصلح موعودؓ نے 4/جولائی 1948ء کو ٹاؤن ہال کوئٹہ میں پاکستان اور اس کے مستقبل کے موضوع پر ارشاد فرمایا تھا۔ یہ مارچ 1952ء میں الفضل میں شائع ہوا اور اس کا لوگوں پر بڑا اثر ہوا۔ (ماخوذ از پاکستان ایک اینٹ ہے اُس اسلامی عمارت کی جسے ہم نے دنیا میں قائم کرنا ہے، انوار العلوم جلد 19 صفحہ 19)

''پاکستان کی ترقی اور اس کے استحکام کے سلسلہ میں زرّیں نصائح 11/نومبر 1949ء کو جماعت احمدیہ سرگودھا نے کمپنی باغ میں ایک پبلک جلسہ منعقد کیا تھا۔'' اس زمانے میں تو جلسے کر سکتے تھے۔ اب تو ہم اپنے تربیتی جلسے بھی نہیں کر سکتے۔ ''یہ جلسہ اس لحاظ سے ایک ممتاز خصوصیت کا حامل تھا کہ اس میں پہلی بار سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے سرگودھا اور مضافات کے ان ہزارہا احمدی اور غیر احمدی احباب کو جو اس تقریب میں شمولیت کے لیے تشریف لائے ہوئے تھے اپنی قیمتی نصائح اور ہدایات سے مستفیض فرمایا اور انہیں اسلامی احکام پر عمل پیرا ہونے اور پاکستان کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کی طرف نہایت دلآویز پیرائے میں توجہ

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

دلائی۔ حضور کی تقریر اول سے آخر تک انتہائی دلچسپی، پورے انہماک اور توجہ کے ساتھ سنی گئی۔ حضور نے پاکستان کی حفاظت اور سلامتی کا خیال رکھنے کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا:

’’ہم نے خود کہا تھا کہ خدایا! ہمیں یہ ملک دے۔ اب اس کو صحیح طور پر قائم رکھنا اور اسے ترقی دینا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ اگر ہم اپنے فرائض کو نہیں سمجھیں گے تو ہم شرمندہ ہوں گے اس جہان میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں کہے گا کہ میں نے تمہیں یہ ملک دیا تمہارے مطالبے پر مگر تم نے اسے ضائع کر دیا‘‘۔

آجکل یہی ملاں ضائع کرنے پہ لگے ہوئے ہیں۔’’پاکستان کی آمدن بڑھانے کے لیے آپ نے تمام طبقہ ہائے زندگی کے لوگوں کو دیانتداری سے اپنے ٹیکس ادا کرنے اور پاکستان کی حفاظت کے لیے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کو فوج میں بھرتی ہونے کی تلقین فرمائی۔ ان دنوں اخباروں میں یہ چرچا تھا کہ گورنمنٹ پاکستان اسلام کی حکومت قائم کرنے کے لیے کچھ نہیں کرتی ہم نے تو پاکستان اسلام کے لیے مانگا تھا۔ اس کے متعلق بصیرت افروز ارشادات فرمائے اور آخر پر ارشاد فرمایا کہ ’’محض نعرے لگا لینا کسی قوم کی کامیابی کی علامت نہیں ہوتی۔ اگر اس وقت سارے لوگ نعرہ تکبیر بلند کرنے لگ جائیں گے۔ اگر اس وقت سارے لوگ یہ کہنے لگ جائیں گے کہ پاکستان زندہ باد۔ ہندوستان مردہ باد تو اس سے ہندوستان کی ایک چوہیا بھی نہیں مرے گی۔‘‘ صرف نعرے سے تو کچھ بھی نہیں مرے گا۔’’لیکن اگر سب لوگ ان باتوں پر عمل کرنے لگ جائیں جن کا ابھی میں نے ذکر کیا ہے‘‘ جو تقریر میں ذکر فرمایا تھا۔’’تاجر ٹیکس دینے لگ جائیں۔ عوام الناس بغیر ٹکٹ کے ریل کا سفر نہ کریں۔ نوجوان بیہودہ باتوں میں اپنا وقت ضائع کرنے کی بجائے تعلیم میں ترقی کریں اور جو مضبوط نوجوان ہیں وہ فوجوں میں بھرتی ہوں اور افسر رشوت خوری کی عادت کو ترک کر دیں اور تمام کام دیانتداری اور محنت سے کریں تو پاکستان عملی رنگ میں مضبوط ہوتا چلا جائے گا۔‘‘ لیکن آجکل تو پہلے سے بڑھ کر اس کے خلاف ہو رہا ہے۔ پھر آپؓ فرماتے ہیں کہ ’’پھر آپ ایک دفعہ بھی پاکستان زندہ باد نہ کہیں نتیجہ یہی نکلے گا کہ پاکستان زندہ باد‘‘۔‘‘ (پاکستان کی ترقی اور اس کے استحکام کے سلسلہ میں زریں نصائح، انوار العلوم جلد 21 صفحہ 18-20) چاہے نعرہ لگاؤ یا نہ لگاؤ۔ بہر حال پاکستان زندہ باد کا عملی ثبوت ملے گا۔

عسکری مضامین بھی بہت سارے ہیں۔’’روس اور موجودہ جنگ‘‘ کے حوالے سے ایک نمونۃً میں نے لیا ہے۔ جنگِ عظیم دوم میں روس کا پولینڈ میں داخل ہونا، اس کے اوپر یہ تبصرہ ہے۔

’’جنگِ عظیم دوم کے دوران جب روس پولینڈ میں داخل ہوا تو اس وقت حضرت مصلح موعودؓ نے یہ مضمون تحریر فرمایا۔ 21/ستمبر 1939ء کے روزنامہ الفضل قادیان میں شائع ہوا۔ حضور نے اس مضمون میں روس کے پولینڈ میں داخلہ کی وجوہات اور مقاصد کا تجزیہ کرتے ہوئے تبصرہ فرمایا کہ روس پولینڈ کو تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ اس کی نیت ٹھیک نہیں لگتی۔ اس نے جرمنی کے ساتھ گٹھ جوڑ کر لیا ہے اور اپنی فوجیں پولینڈ بھیجنے پر مُصر اس لیے ہے کہ جرمنی کے لیے پولینڈ پر قبضہ کے لیے سہولت پیدا کر دے اور بغیر خونریزی کے پولینڈ کی حکومت ختم ہو جائے۔ اگر اس طرح کامیابی نہ ہو تو اس معاہدے کے ذریعہ جرمنی پولینڈ پر حملہ کر دے۔ اگر دوسری اقوام دخل نہ دیں تو ٹھیک ورنہ جرمنی پولینڈ کو کچل دے اور دونوں ممالک اس کو تقسیم کر لیں۔ نیز اس مضمون میں حضور نے اس جنگ کے بعد کے حالات پر روشنی ڈالی اور اپنی بصیرت اور فراست سے اتحادیوں کو مفید مشورے دیئے۔‘‘ (روس اور موجودہ جنگ، انوار العلوم جلد 15 صفحہ 13-14) اور بڑے عمدہ مشورے تھے۔ تبھی پولینڈ بچ گیا۔

بہر حال بین الاقوامی حالات پر بھی آپؓ کی گہری نظر تھی جیسا کہ میں نے کہا اور اس سلسلہ میں آپ کے اَور بھی مضامین ہیں۔ دینی لٹریچر تفاسیر جیسا کہ میں نے کہا کہ غیر معمولی تعداد میں ہیں۔ خطبات جمعہ اور جماعتی جلسوں اور موقعوں پر تقاریر تو علم و عرفان کا ایک خزانہ ہے۔

تفسیر کبیر پرانی پہلے دس جلدوں میں تھی اور اب آپؓ کے نوٹس سے اس میں مزید کچھ شامل کیا گیا ہے تو پندرہ جلدوں میں نئی چھپ چکی ہے اور مضامین مزید تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ پھر اور مزید سورتوں کی تفسیر میں بھی بعض نوٹس آپ کے ملے ہیں جن کا جائزہ لیا جا رہا ہے۔ شاید جب ان کو شائع کیا جائے تو اس کی بھی تیس جلدیں بن جائیں گی کیونکہ تیس ہزار صفحات ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے پیشگوئی میں جو وعدہ فرمایا تھا اسے ہر پہلو سے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد میں پورا ہوتا دکھایا۔ چند مثالیں میں نے ابھی آپ کو دی ہیں۔

آپؓ کے علم و عرفان کے اس لٹریچر کو ہمیں پڑھنے کی بھی کوشش کرنی چاہیے اور بہت ساری ایسی باتیں ہیں جو آجکل کے حالات میں بھی منطبق ہو رہی ہیں اور اس سے ہم فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

(الفضل انٹرنیشنل ۱۴/مارچ ۲۰۲۵ء، صفحہ ۲ تا ۷)

❁❁❁

# اسلام اور بانیٔ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بے پناہ عشق

## منظوم کلام سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے — کوئی دیں دینِ محمدؐ سا نہ پایا ہم نے
کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے — یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا — نور ہے نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
اور دینوں کو جو دیکھا تو کہیں نور نہ تھا — کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
تھک گئے ہم تو انہیں باتوں کو کہتے کہتے — ہر طرف دعوتوں کا تیر چلایا ہم نے
آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند — ہر مخالف کو مقابل پہ بُلایا ہم نے
یونہی غفلت کے لحافوں میں پڑے سوتے ہیں — وہ نہیں جاگتے سو بار جگایا ہم نے
جل رہے ہیں یہ سبھی بغضوں میں اور کینوں میں — باز آتے نہیں ہر چند ہٹایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے — لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے
آج ان نوروں کا اِک زور ہے اِس عاجز میں — دل کو ان نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
جب سے یہ نور ملا نور پیمبر سے ہمیں — ذات سے حق کی وجود اپنا ملایا ہم نے
مصطفیٰ پر ترا بے حد ہو سلام اور رحمت — اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام — دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم میں — لاجرم غیروں سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کے ہم — جب سے عشق اس کاتہِ دل میں بٹھایا ہم نے
زعم میں ان کے مسیحائی کا دعویٰ میرا — افترا ہے جسے از خود ہی بنایا ہم نے
کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں — نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو — رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ — تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
تیری اُلفت سے ہے معمور مرا ہر ذرّہ — اپنے سینہ میں یہ اک شہر بسایا ہم نے
صفِ دشمن کو کیا ہم نے بہ حجت پامال — سیف کا کام قلم سے ہی دکھایا ہم نے
نور دکھلا کے ترا سب کو کیا ملزم و خوار — سب کا دل آتشِ سوزاں میں جلایا ہم نے
نقشِ ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے — اپنا ہر ذرّہ تری رہ میں اڑایا ہم نے
تیرا میخانہ جو اِک مرجع عالم دیکھا — خُم کا خُم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے
شانِ حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے — تیرے پانے سے ہی اُس ذات کو پایا ہم نے
چھو کے دامن ترا ہر دام سے ملتی ہے نجات — لاجرم در پہ ترے سر کو جھکایا ہم نے
دلبرا مجھ کو قسم ہے تری یکتائی کی — آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے
بخدا دل سے مرے مٹ گئے سب غیروں کے نقش — جب سے دل میں یہ ترا نقش جمایا ہم نے
دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا — نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے
ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل — تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام — مدح میں تیری وہ گاتے ہیں جو گایا ہم نے

قوم کے ظلم سے تنگ آ کے مرے پیارے آج
شور محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے

❁❁❁

## تصحیح

اخبار بدر 21 نومبر 2024ء شمارہ نمبر 47 کے صفحہ 11 پر مکرم ڈاکٹر فواد احمد صاحب ابن مکرم ڈاکٹر طاہر احمد صاحب قادیان و مکرمہ ملیحہ احمد صاحبہ بنت مکرم محمد اشرف صاحب برہ پورہ بھاگلپور کے نکاح کا اعلان شائع ہوا تھا جس میں تاریخیں سہواً غلط شائع ہو گئیں، درست تاریخیں اس طرح سے ہیں: یہ نکاح مورخہ 9/اکتوبر 2024 کو پڑھا گیا بعدہٗ 18/اکتوبر کو تقریب شادی خانہ آبادی کا انعقاد ہوا۔ (ادارہ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2024ء

# ’’سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام عشق رسول ﷺ کے آئینہ میں‘‘

(مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب ایڈیشنل ناظر اعلیٰ جنوبی ہند قادیان)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ
وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ
یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
(آل عمران:32)

تُو کہہ دے اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تم سے محبت کرے گا، اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

قابل احترام صدر جلسہ و معزز سامعین! جیسا کہ آپ نے سماعت فرمالیا ہے خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے

**سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام**
**عشق رسول ﷺ کے آئینہ میں**

سامعین کرام! سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ’’میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا، کامل انعکاس ہے‘‘۔

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد ۱۸ صفحہ ۳۸۱، ۳۸۲ حاشیہ)

سامعین کرام! فی الحقیقت اس زمانہ میں سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے کرامات و معجزات، کمالات و زندہ نشانات کا مشاہدہ کرنا ہے تو صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آئینہ میں ہی مشاہدہ کر سکتے ہیں کیونکہ اب فیضان خاتم النّبیین کا فیض پانے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے آئینہ کے سوا کوئی آئینہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت، شان و شوکت اور تقدس کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا اور اس مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے اندر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت و فدائیت کے جذبہ کو اسطرح ودیعت کر دیا کہ عشق محمد ﷺ آپ کی روح کی غذا بن گئی اور آپ کے لئے آب حیات بن گئی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَذِکْرُ الْمُصْطَفٰی رُوْحٌ لِقَلْبِی
وَصَارَ لِمُھْجَتِی مِثْلَ الطَّعَامِ
یَاحِبِّ اِنَّکَ قَدْ دَخَلْتَ مَحَبَّۃً
فِیْ مُھْجَتِیْ وَمَدَارِکِیْ وَجَنَانِیْ
مِنْ ذِکْرِ وَجْھِکَ یَا حَدِیْقَۃَ بَھْجَتِیْ
لَمْ اَخْلُ فِیْ لَحْظٍ وَّلَا فِیْ اٰنِ

کہ محمد مصطفیٰ ﷺ کی یاد میرے دل کی روح ہے اور آپ کا ذکر میری غذا ہے جس کے بغیر میں زندہ نہیں رہ سکتا!

اَے میرے معشوق! اَے میرے محبوب! محبت کے لحاظ سے تُو میرے جسم و جان میں سرایت کر چکا ہے۔ میری جان میں اور میرے دماغ میں اور میرے دل میں بس تُو ہی تُو ہے۔

اَے میری خوشی و شادمانی کے باغ! میں تیری یاد سے ایک لمحہ اور ایک آن کے لئے بھی کبھی خالی نہیں رہا۔

سامعین کرام! حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ’’اکثر میری آنکھ رات کو کھلتی اور دیکھتی کہ حضور علیہ السلام کی آنکھیں بظاہر بند ہیں مگر لبوں پر درود اور ذکر الٰہی جاری ہے۔‘‘

(روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 17/اکتوبر 1996ء)

سامعین کرام! یہ وہ عاشق صادق رسول ﷺ ہے جو سوتے ہوئے بھی یاد حبیب میں درود شریف کا ورد کرتا ہے۔ اسی محبت کی برکت ہے کہ پیارے معشوق حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے رؤیا و کشوف میں حتیٰ کہ عین بیداری کی حالت میں اپنے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ملاقات کا شرف عطا فرمایا، اپنے مبارک دیدار نصیب فرمائے اور شفقت و محبت کا سلوک فرمایا۔

سامعین کرام! یہ رؤیا و کشوف عشق رسول کی ایسی ایمان افروز داستان ہیں جو ہر سننے والے کے اندر عشق محمد ﷺ کے جذبات کو ابھارتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل یقین اور محبت پیدا کرتی ہیں۔ رؤیا و کشوف کے واقعات تو بہت ہیں لیکن وقت کی رعایت سے صرف ایک کشف بیان کرتا ہوں۔

آغاز جوانی کے ایک کشف کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ اپنے الفظ میں یوں بیان کرتے ہیں:

’’اوائل ایام جوانی میں، ایک رات میں نے (رؤیا میں) دیکھا کہ میں ایک عالیشان مکان میں ہوں جو نہایت پاک اور صاف ہے اور اس میں آنحضرت ﷺ کا ذکر اور چرچا ہو رہا ہے۔ میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ حضور ﷺ کہاں تشریف فرما ہیں؟ انہوں نے ایک کمرے کی طرف اشارہ کیا۔ چنانچہ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ مل کے اس کے اندر چلا گیا اور جب میں حضورؐ کی خدمت میں پہنچا تو حضور ﷺ بہت خوش ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بہتر طور پر میرے سلام کا جواب دیا۔ آپ ﷺ کا حسن و جمال اور ملاحت اور آپ ﷺ کی پر شفقت و پر محبت نگاہ مجھے اب تک یاد ہے اور وہ مجھے کبھی بھول نہیں سکتی۔ آپ ﷺ کی محبت نے مجھے فریفتہ کر لیا اور آپ ﷺ کے حسین و جمیل چہرہ نے، مجھے اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اس وقت آپ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے احمد! تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے؟...... میں نے عرض کیا حضور ﷺ! یہ میری ایک تصنیف ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا اس کتاب کا کیا نام ہے...... میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس کا نام قطبی ہے۔ فرمایا اپنی یہ کتاب قطبی مجھے دکھا۔ جب حضور ﷺ نے اسے لیا تو حضور ﷺ کا مبارک ہاتھ لگتے ہی وہ ایک لطیف پھل بن گیا۔ جو دیکھنے والوں کے لئے پسندیدہ تھا۔ جب حضور ﷺ نے اسے چیرا۔ جیسے پھلوں کو چیرتے ہیں تو اس سے بہتے پانی کی طرح مصفّا شہد نکلا۔ اور میں نے شہد کی طراوت، آنحضرت ﷺ کے داہنے ہاتھ پر، انگلیوں سے کہنیوں تک دیکھی اور شہد حضور ﷺ کے ہاتھ سے ٹپک رہا تھا۔ اور آنحضرت ﷺ گویا مجھے اس لئے وہ دکھا رہے ہیں تا مجھے تعجب میں ڈالیں۔ پھر میرے دل میں ڈالا گیا کہ دروازے کی چوکھٹ کے پاس ایک مردہ پڑا ہے جس کا زندہ ہونا اللہ تعالیٰ نے اِس پھل کے ذریعہ مقدر کیا ہوا ہے اور یہی مقدر ہے کہ نبی کریم ﷺ، اس کو زندگی عطا کریں۔ میں اسی خیال میں تھا کہ دیکھا کہ اچانک وہ مردہ زندہ ہو کر دوڑتا ہوا میرے پاس آگیا اور میرے پیچھے کھڑا ہو گیا مگر اُس میں کچھ کمزوری تھی گویا وہ بھوکا تھا تب نبی کریم ﷺ نے مسکرا کر میری طرف دیکھا اور اس پھل کے ٹکڑے کئے اور ایک ٹکڑا ان میں سے حضورؐ نے خود کھایا اور باقی سب مجھے دے دئے۔ ان سب ٹکڑوں سے شہد بہہ رہا تھا۔ اور فرمایا۔ اے احمد اِس مردہ کو ایک ٹکڑا دے دو تا اِسے کھا کر قوت پائے۔ میں نے دیا تو اس نے حریصوں کی طرح اسی جگہ ہی اسے کھانا شروع کر دیا۔ پھر میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی کرسی اونچی ہو گئی ہے حتیٰ کہ چھت کے قریب جا پہنچی ہے اور میں نے دیکھا کہ اس وقت آپ ﷺ کا چہرہ مبارک ایسا چمکنے لگا کہ گویا اس پر سورج اور چاند کی شعاعیں پڑ رہی ہیں۔ میں آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کی طرف دیکھ رہا تھا اور ذوق اور وجد کی وجہ سے میرے آنسو بہہ رہے تھے۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور اُس وقت بھی میں کافی رو رہا تھا۔ تب اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا کہ وہ مردہ شخص اسلام ہے اور اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کے روحانی فیوض کے ذریعہ سے اسے اب میرے ہاتھ پر زندہ کرے گا۔ اور تمہیں کیا پتہ شاید یہ وقت قریب ہو۔ اس لئے تم اس کے منتظر رہو۔ اور اس رؤیا میں آنحضرت ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے اپنے پاک کلام سے، اپنے انوار سے اور اپنے (باغِ مقدس کے) پھلوں کے ہدیہ سے میری تربیت فرمائی تھی۔‘‘

(ترجمہ از آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 548، 549، تذکرہ صفحہ 1-3- حاشیہ)

کوئی مذہب نہیں ایسا، کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر، باغ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے
اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا یقیناً اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر رحمت بھیجتے ہیں۔ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو! تم بھی اس نبی پر درود اور خوب خوب سلام بھیجو۔

سامعین کرام! اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر سب سے زیادہ درود بھیجنے والے وجود، حضرت مسیح موعودؑ ہی تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا، اسی رات خواب میں دیکھا کہ آب زلال کی شکل پر نور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمدؐ کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

(روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 598 براہین احمدیہ حصہ چہارم)

پھر ایک مجلس میں آپؑ نے فرمایا:

’’درود شریف کے طفیل مَیں دیکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فیوض عجیب نوری شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جاتے ہیں اور پھر وہاں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے میں جذب ہو جاتے ہیں اور وہاں سے نکل کر ان کی لا انتہاء نالیاں ہو جاتی ہیں اور بقدر حصہ رسدی، ہر حقدار کو پہنچتی ہیں۔ یقیناً کوئی فیض، بدُوں وساطت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، دوسروں تک پہنچ ہی نہیں سکتا۔ درود شریف کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عرش کو حرکت دینا ہے جس سے یہ نور کی نالیاں نکلتی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اُس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھا کرے تا کہ اس فیض میں حرکت پیدا ہو۔‘‘

(الحکم۔ جلد 7 نمبر 8 مورخہ 28/فروری 1903ء صفحہ 7)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے الہاماً یہ بتایا گیا کہ **کُلُّ بَرَکَۃٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَتَبَارَکَ مَنْ عَلَّمَ وَ تَعَلَّمَ**۔ یعنی ہر ایک برکت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہے۔ پس بہت برکت والا وہ انسان ہے جس نے تعلیم کی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور پھر بعد اس کے بہت برکت والا وہ ہے جس نے تعلیم پائی یعنی یہ عاجز۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قلب اطہر میں عشق رسول کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا ایک سمندر موجزن تھا۔ اس جوش الفت میں کبھی بھی کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ آپؑ کی مرض کی دوا بھی عشق رسول ﷺ تھی۔ ایک دفعہ آپ کو دردِ سر کا دورہ اس قدر شدید پڑا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند ٹھنڈے ہو گئے۔ آپؑ نے حضرت منشی ظفر احمد کپور تھلویؓ کو فرمایا کہ آنحضرت ﷺ کی نعت میں سے کچھ اشعار پڑھ دو۔ منشی صاحب نے جب نعتیہ اشعار پڑھے تو آپؑ کے بدن میں گرمی آنی شروع ہو گئی۔

(اصحاب احمد جلد 4 ص 96-95)

سامعین کرام! عشق رسول ﷺ کا کرشمہ اور درود شریف کی برکت تو دیکھئے۔ حضرت مسیح موعودؑ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپؑ کو درود شریف کے ذریعہ ایک جان لیوا بیماری سے شفاء پانے کا نسخہ عطا فرمایا اور اپنی جناب سے عظیم الشان معجزہ ونشان عطاء فرمایا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

ایک مرتبہ میں سخت بیمار ہوا۔ یہاں تک کہ تین مختلف وقتوں میں میرے وارثوں نے میرا آخری وقت سمجھ کر مسنون طریقہ پر مجھے تین مرتبہ سورۂ یاسین سنائی۔ جب تیسری مرتبہ سورہ یٰسین سنائی گئی تو مَیں دیکھتا تھا کہ بعض عزیز میرے جو اَب وہ دنیا سے گذر بھی گئے دیواروں کے پیچھے بے اختیار روتے تھے اور مجھے ایک قسم کا سخت قولنج تھا اور بار بار دمبدم حاجت ہو کر خون آتا تھا۔ سولہ دن برابر ایسی حالت رہی اور اسی بیماری میں میرے ساتھ ایک اور شخص بیمار ہوا تھا۔ وہ آٹھویں دن راہیٔ ملکِ بقا ہو گیا۔ حالانکہ اس کے مرض کی شدت ایسی نہ تھی جیسی میری۔ جب بیماری کو سولھواں دن چڑھا تو اس دن بکلّی حالاتِ یاس ظاہر ہو کر تیسری مرتبہ مجھے سورہ یٰسین سنائی گئی۔ اور تمام عزیزوں کے دل میں یہ پختہ یقین تھا کہ آج شام تک یہ قبر میں ہوگا۔ تب ایسا ہوا کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے مصائب سے نجات پانے کے لئے بعض اپنے نبیوں کو دعائیں سکھلائی تھیں مجھے بھی خدا نے الہام کر کے ایک دعا سکھلائی اور وہ یہ ہے۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

اور میرے دل میں خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا کہ دریا کے پانی میں جس کے ساتھ ریت بھی ہو ہاتھ ڈال اور یہ کلمات طیبہ پڑھ اور اپنے سینہ اور پشت سینہ اور دونوں ہاتھوں اور مُنہ پر اس کو پھیر کہ اس سے تو شفا پائے گا۔ چنانچہ جلدی سے دریا کا پانی مع ریت منگوایا گیا اور مَیں نے اسی طرح عمل کرنا شروع کیا جیسا کہ مجھے تعلیم دی تھی اور اس وقت حالت یہ تھی کہ میرے ایک ایک بال سے آگ نکلتی تھی اور تمام بدن میں دردناک جلن تھی اور بے اختیار طبیعت اس بات کی طرف مائل تھی کہ اگر موت بھی ہو تو بہتر تا اس حالت سے نجات ہو۔ مگر جب وہ عمل شروع کیا تو مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ ہر ایک دفعہ ان کلماتِ طیبہ کے پڑھنے اور پانی کو بدن پر پھیرنے سے میں محسوس کرتا تھا کہ وہ آگ اندر سے نکلتی جاتی ہے اور بجائے اس کے ٹھنڈک اور آرام پیدا ہوتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ ابھی اس پیالہ کا پانی ختم نہ ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ بیماری بکلّی مجھے چھوڑ گئی اور مَیں سولہ دن کے بعد رات کو تندرستی کے خواب سے سویا۔ جب صبح ہوئی تو مجھے یہ الہام ہوا۔ وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِشِفَآءٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ

یعنی اگر تمہیں اس نشان میں شک ہو جو شفاء دے کر ہم نے دکھلایا تو تم اس کی نظیر کوئی اَور شفاء پیش کرو......

(تریاق القلوب۔ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۰۸، ۲۰۹)

ربط ہے جانِ محمدؐ سے میری جاں کو مدام
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
مصطفی پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے

يَا رَبِّ صَلِّ عَلٰى نَبِيِّكَ دَائِمًا
فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا وَبَعْثٍ ثَانٍ

اے میرے رب اپنے اس نبی پر ہمیشہ درود بھیج اِس دنیا میں بھی اور دوسرے بعث میں بھی۔

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اتباع سنت رسول کا بہت خیال رہتا تھا۔ آپ چھوٹی سی چھوٹی باتوں میں بھی آنحضرت ﷺ کی پیروی کیا کرتے تھے۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ ''میری صداقت کے نشانوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے رسول ﷺ کی اتباع اور پیروی کی توفیق بخشی ہے۔ پس میں نے آنحضرت ﷺ کی باتوں میں سے کوئی بات ایسی نہیں دیکھی جس کو میں نے پورا نہ کیا ہو اور مشکلات کے پہاڑوں میں سے کوئی ایسا پہاڑ نہیں دیکھا جس کو میں نے سَر نہ کیا ہو، اور میرے ربّ نے مجھے ان لوگوں سے ملا دیا ہے جن پر انعام کیا جاتا ہے''۔

(ترجمہ آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد 5۔ صفحہ 483)

سامعین کرام! یہ صرف آپ کا زبانی دعویٰ نہیں تھا بلکہ آپ نے اپنے عملی نمونے دنیا کے سامنے پیش کئے۔ اختصار کے ساتھ چند نمونے پیش کرتا ہوں۔

☆ حضرت چودھری غلام محمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ جب مَیں قادیان آیا تو حضرت صاحب نے سبز پگڑی باندھی ہوئی تھی۔ مجھے یہ دیکھ کر کچھ گراں گذرا کہ مسیحِ موعود علیہ السلام کو رنگدار پگڑی سے کیا کام۔ پھر مَیں نے مقدمہ ابنِ خلدون میں پڑھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب سبز لباس میں ہوتے تھے تو آپ کو وحی زیادہ ہوتی تھی۔

(سیرۃ المہدی روایت نمبر ۱۲۱)

سامعین کرام! اپنے آقا و مطاع کی سنت کی پیروی کا یہ کیا ہی نرالا انداز ہے کہ آپ نے سبز پگڑی باندھ لی۔

ایک اور واقعہ ہے حضرت مرزا دین محمد صاحبؓ آف لنگروال بیان کرتے ہیں کہ نماز فجر کے وقت آپؑ پانی کے ہلکے چھینٹوں سے مجھے جگاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دریافت کیا کہ حضور مجھے ویسے ہی کیوں نہیں جگا دیتے؟ آپؑ نے فرمایا: رسول کریم ﷺ کا یہی طریق تھا، اس سنت پر میں عمل کرتا ہوں۔

(سیرت المہدی روایت نمبر 492)

☆ آنحضور ﷺ نے (بلا ضرورت) کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا۔ ایڈیٹر صاحب البدر حضورؑ کے سفر گورداسپور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہوئے تھے، آپؑ نے پانی مانگا۔ جب پانی آیا تو اُسے بیٹھ کر آپ نے پیا اور بھی کئی دفعہ دیکھا گیا ہے کہ پانی وغیرہ آپ ہمیشہ بیٹھ کر ہی پیتے ہیں۔

دوسری روایت ہے کہ ایک موقع پر آپ کی مجلس میں باہر سے کسی کے دستک دینے پر ایک مہمان نے اٹھ کر دروازہ کھولنا چاہا۔ یہ دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام بڑی جلدی سے خود اٹھے اور اس دوست سے فرمایا: ''ٹھہریں ٹھہریں۔ میں خود دروازہ کھولوں گا۔ آپ ہمارے مہمان ہیں اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام کرنا چاہئے''

(سیرت طیبہ صفحہ 110)

بیویوں سے حسن سلوک کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو اور ہمارے ہادیٔ کامل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں سے بہتر وہ شخص ہے جس کا اپنے اہل کے ساتھ عمدہ سلوک ہو۔ میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ مَیں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا اور مَیں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگ بلند دل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور با ایں ہمہ کوئی دل آزار اور درشت کلمہ مُنہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا......

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۳۰۷ ایڈیشن ۲۰۰۳ء)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آل محمد ﷺ اور کوچہ محمد ﷺ سے بھی بے پایاں محبت تھی۔ آپؑ فرماتے ہیں۔

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آلِ محمدؐ است

میری جان اور دل حضرت محمد ﷺ کے جمال پر فدا ہیں اور میری خاک آلِ محمد ﷺ کے کوچہ پر قربان ہے۔

(آئینہ کمالاتِ اسلام، روحانی خزائن جلد 5، صفحہ 645)

حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی روایت ہے کہ محرم کے مہینہ میں آپ اپنے بچوں کو نواسہ رسول حضرت امام حسینؓ کی شہادت کا واقعہ سنا رہے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے اور بڑے دردناک آواز اور بڑے کرب کے ساتھ فرمایا: یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم کے نواسے پر کروایا مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑا۔'' اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا ﷺ کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت بے چین ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسول پاک ﷺ کے عشق کی وجہ سے تھا۔''

ایک دفعہ حضرت ڈاکٹر سید عبد الستار صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں نیچے زمین پر بیٹھے ہوئے تھے۔ حضورؑ کی سید صاحب پر نظر پڑی۔ حضورؑ نے سید صاحب کو خاص طور پر فرمایا کہ آپ میری چارپائی پر آکر بیٹھ جائیں کیونکہ آپ سید ہیں اور آپ کا احترام ہمیں منظور ہے۔

سامعین کرام! عشق رسول ﷺ کی ہی برکت ہے کہ تقدیر الٰہی ومنشاء الٰہی کے تحت آپؑ کا رشتہ سادات خاندان میں طے پایا اور اس مبارک رشتہ سے آپ کو مبشر اولادیں عطا کی گئیں۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی روایت ہے کہ ایک دفعہ گھریلو ماحول میں حج کا ذکر شروع ہوا تو حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ نے کوئی ایسی بات کہی کہ اب تو حج کے لئے سفر کی سہولت پیدا ہو رہی ہے، حج کو چلنا چاہئے۔ اُس وقت زیارت حرمین شریفین کے تصور میں حضرت مسیح موعودؑ کی آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی تھیں اور آپؑ ہاتھ کی انگلی سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ آپؑ نے فرمایا ''یہ تو ٹھیک ہے اور ہماری بھی دلی خواہش ہے مگر میں یہ سوچا کرتا ہوں کہ کیا میں آنحضرت ﷺ کے مزار کو دیکھ بھی سکوں گا؟'' س یہ ایک خالصتاً گھریلو ماحول کی بظاہر چھوٹی سی بات ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو اس میں اُس اتھاہ سمندر کی طغیانی لہریں کھیلتی ہوئی نظر آتی ہیں جو عشقِ رسولؐ کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے قلب صافی میں موجزن تھیں۔ حج کی کسے خواہش نہیں، مگر ذرا اُس شخص کی بے پایاں محبت کا اندازہ لگاؤ جس کی روح حج کے تصور میں پروانہ وار رسول پاکؐ (فداہ نفسی) کے مزار پر پہنچ جاتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی چل پڑتی ہے۔

(سیرۃ طیبہ، صفحہ ۳۵، ۳۶ شائع کردہ نظارت نشر و اشاعت جولائی ۲۰۰۸)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالطبع بہت حلیم، بردبار اور مجسم شفقت و پیار تھے۔ لیکن اپنے محبوب آقا حضرت مصطفیٰ ﷺ کی شان میں، گستاخی یا بے ادبی کے الفاظ سنتے تو فوراً غیرت میں آجاتے۔ ایک موقع پر مخالفین کی بدزبانی کے تعلق میں آپؑ نے فرمایا: ''ان مخالفین کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے۔ خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔''

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۵ / عربی حصہ کا اردو ترجمہ)

نیز فرماتے ہیں...... ''مَیں سچ کہتا ہوں کہ ہم شورہ زمین کے سانپوں اور بیابانوں کے بھیڑیوں سے صلح کر سکتے ہیں لیکن ان لوگوں سے ہم صلح نہیں کر سکتے جو ہمارے پیارے نبی ﷺ پر جو ہمیں اپنی جان اور ماں باپ سے بھی پیارا ہے ناپاک حملے کرتے ہیں''۔

(پیغام صلح روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 459)

سامعین کرام! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ سے جو سچا اور بے

مثالِ عشق تھا اس کی ایک دنیا گواہ ہے۔ اپنے بھی اس کے شاہد بنے اور غیروں نے بھی اس کا اعتراف کیا۔ ملاء اعلیٰ کی گواہی موجود ہے۔ احیاء اسلام کے لئے ایک محی کی تلاش کرتے ہوئے ملاء اعلیٰ کے لوگوں نے حضرت مسیح موعودؑ کی طرف اشارہ کر کے یہ گواہی دی هٰذَا رَجُلٌ يُّحِبُّ رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنی یہ وہ آدمی ہے جو رسول اللہ سے محبّت رکھتا ہے اِس قول سے یہ مطلب تھا کہ شرطِ اعظم اِس عہدہ کی محبّتِ رسول ہے۔ سو وہ اِس شخص میں متحقّق ہے۔‘‘

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اول صفحہ 598)

حضرت میر محمد اسماعیل صاحبؓ عینی شہادت دیتے ہیں کہ:

’’میں نے آپ کو اُس وقت دیکھا جب میں دو برس کا بچہ تھا پھر آپ میری ان آنکھوں سے اس وقت غائب ہوئے جب میں 27 سال کا جوان تھا مگر میں خدا کی قسم کھا کر بیان کرتا ہوں کہ میں نے آپ سے زیادہ اللہ اور رسول کی محبت میں غرق کوئی شخص نہیں دیکھا...... اگر حضرت عائشہ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْاٰنُ تو ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ كَانَ خُلُقُهٗ حُبَّ مُحَمَّدٍ وَّ اتِّبَاعِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔‘‘

(سیرۃ المہدی روایت نمبر ۹۷۵ شائع کردہ نظارت نشرو اشاعت جولائی ۲۰۰۸)

سامعین کرام ! برصغیر کے نامور ادیب مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب کی شہادت بھی سننے کے لائق ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ان کے چچا مرزا عنایت اللہ بیگ نے انہیں ایک بار یہ تاکید کی کہ جب میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سے ملنے جاؤں تو ان کی آنکھوں کو غور سے دیکھ کر آؤں۔ وہ لکھتے ہیں کہ میں قادیان گیا۔ حضور کی آنکھوں کو غور سے دیکھا تو ان میں سبز رنگ کا پانی گردش کرتا معلوم ہوا۔ میں نے واپس آکر اپنے چچا سے اس کا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے:

’’فرحت ! دیکھو! اس شخص کو بُرا بھی نہ کہنا۔ فقیر ہے اور یہ حضرت رسول کریم ﷺ کے عاشق ہیں۔‘‘ مرزا فرحت اللہ بیگ صاحب لکھتے ہیں کہ میں نے چچا سے پوچھا کہ آپ نے یہ کیسے جانا۔ تو انہوں نے فرمایا کہ جو عاشقِ رسول اپنے محبوب کے خیال میں ہر وقت غرق رہتا ہے تو اس کی آنکھوں میں سبزی آجاتی ہے اور سبز رنگ کی ایک لہر دوڑتی رہتی ہے۔‘

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 580-579)

ایک اور ایمان افروز گواہی سنئے 1886ء میں بمبئی کے سیٹھ اسماعیل آدم صاحب نے اپنے پیر رشید الدین صاحب العلمؒ سے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے دعویٰ کے بارے میں حلفیہ بیان چاہا اور راہنمائی کے لئے درخواست کی۔ پیر سائیں نے اپنے جوابی خط میں تین تصدیقی شہادتیں درج فرمائیں پہلی شہادت پیر صاحب نے درج کی کہ (1) ایک روز مابین نماز مغرب وعشاء اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہوئے بحالت کشف آنحضرت ﷺ کو ہم نے دیکھا تو ہم نے آپ ﷺ سے سوال کیا کہ حضرت! یہ شخص مرزا غلام احمد کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے جواب دیا **’’از ماست‘‘** یعنی مرزا غلام احمد تو ہماری طرف سے ہے۔ (2) دوسری شہادت پیر صاحب نے درج کی کہ ایک روز رات کو خواب میں ہم نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا تو ہم نے سوال کیا کہ حضور مولویوں نے اس شخص (مرزا غلام احمد قادیانی) پر کفر کے فتوے دیئے ہیں اور اس کو جھٹلاتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا **’’درعشقِ ما دیوانہ شدہ است‘‘** یعنی وہ ہمارے عشق اور محبت میں دیوانہ ہے۔ (3) تیسری گواہی پیر صاحب نے درج کی کہ ایک روز نماز تہجد کے بعد کروٹ لیٹنے کی حالت میں کچھ غنودگی طاری ہوئی اور آنحضرت ﷺ تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت ہماری حالت نیند اور بیداری کے درمیان تھی تو ہم نے آپ ﷺ کا دامن پکڑ لیا اور عرض کی یا رسول اللہ! اب تو سارا ہندوستان چھوڑ عرب کے علماء نے بھی کفر کے فتوے دے دیئے تو آپ ﷺ نے بڑے جلال میں تین بار دہرایا **ھو صادقٌ ھو صادقٌ ھو صادقٌ** کہ مرزا غلام احمد سچے ہیں، مرزا غلام احمد سچے ہیں، مرزا غلام احمد سچے ہیں۔ پیر سائیں نے جناب سیٹھ اسماعیل آدم صاحب کو لکھا کہ یہ ہے سچی گواہی جو ہمارے پاس ہے۔ ہم آپ کی قسم سے سبکدوش ہو گئے۔ ماننا نہ ماننا آپ کا کام ہے۔ یہ جواب پہنچنا ہی تھا کہ سیٹھ اسماعیل صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر لی اور آپ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہو گئے۔ سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کے بعد کل کا اسماعیل بدل گیا اور حقیقی معنوں میں ابدال ہو گیا۔

(مکتوبات احمد جلد سوم صفحہ 261)

سامعین کرام! عاشق صادق حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں داخل ہونے کے بعد آپ کی قوت قدسیہ کی روحانی تاثیر سے آپ کے صحابہ میں غیر معمولی روحانی تبدیلی نظر آتی ہے اور عشق محمد ﷺ کا بے پناہ جذبہ نمایاں نظر آتا ہے۔ حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نواب خان صاحب تحصیلدار نے ایک بار حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ سے پوچھا کہ مولانا آپ تو پہلے ہی باکمال بزرگ تھے۔ آپ کو حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے زیادہ کیا فائدہ حاصل ہوا۔ اس پر حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے فرمایا: نواب خان! مجھے حضرت مرزا صاحب کی بیعت سے فوائد تو بہت حاصل ہوئے ہیں لیکن ایک فائدہ ان میں سے یہ ہوا ہے کہ پہلے مجھے حضرت نبی کریم ﷺ کی زیارت بذریعہ خواب ہوا کرتی تھی، اب بیداری میں بھی ہوتی ہے۔

(حیات نور مصنفہ شیخ عبد القادر صاحب سابق سوداگرمل صفحہ 194)

حضرت مولوی حسن علی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

’’میں مردہ تھا زندہ ہو چلا ہوں، ۔قرآن کریم کی جو عظمت اب میرے دل میں ہے۔ خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت جو میرے دل میں اب ہے، پہلے نہ تھی۔ یہ سب حضرت مرزا صاحب کی بدولت ہے۔ گو میرا جسم بھاگلپور یا بنگال میں ہوتا ہے۔ لیکن میری روح قادیان ہی میں ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ

(اصحابؓ احمدؑ جلد 14 مؤلفہ ملک صلاح الدین ایم۔ اے صفحہ 58)

دور آخرین کے سید الشہداء حضرت شہزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ نے خدا اور اس کے رسول ﷺ اور امام مہدیؑ کے عشق میں فنا ہو کر جام شہادت نوش فرما کر تاریخ مذاہب عالم میں ایک نیا باب رقم کر دیا۔ سید احمد نور صاحب بیان کرتے ہیں کہ قادیان میں حضرت صاحبزادہ صاحب کو کشوف والہام ہوتے تھے۔ ایک دن سو کر اٹھے تو بتایا کہ میں نے آنحضرت ﷺ کو دیکھا اور پھر یہ الہام ہوا۔

جِسْمُهٗ مُنَوَّرٌ مُعَمَّرٌ مُعَطَّرٌ يُضِيْءُ كَاللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ۔ کہ اس مسیح موعودؑ کا جسم منور، برکات وروحانیات سے آباد، اللہ اور رسول ﷺ کی محبت کے عطر سے معطر، چھپی ہوئی موتیوں کی طرح چمکتا ہوا روشن ستارہ رشد و ہدایت ہے۔

سامعین کرام ! کابل میں جب حضرت شہزادہ عبد اللطیف صاحب شہیدؓ کو مقتل لے جا رہے تھے جہاں آپ کو سنگسار کیا جانا تھا راستہ میں آپ بہت جلد جلد اور خوش خوش جا رہے تھے اور ہاتھوں میں ہتھکڑیاں لگی ہوئی تھیں راستہ میں ایک مولوی نے پوچھا کہ آپ اتنے خوش کیوں ہیں اور کیوں ایسی جلدی کر رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ ہتھکڑیاں نہیں ہیں بلکہ محمد ﷺ کے دین کا زیور ہے۔

عاشقوں کا شوق قربانی تو دیکھ
خون کی اس راہ میں ارزانی تو دیکھ
ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روح ایمانی تو دیکھ

سامعین کرام ! اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی برکت سے عاشقان رسول ﷺ کی ایسی جانثار جماعت قائم فرمائی ہے جو آج بھی آقائے نامدار حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی محبت میں جان کے نذرانے پیش کر رہی ہے۔ خلافت احمدیہ کے زیر سایہ ہر احمدی کے سینہ میں عشق محمد ﷺ کا چراغ روشن ہے۔

اے عشق رسول عربی ﷺ کے متوالو! عشق محمد ﷺ کے اس چراغ کو کبھی بجھنے نہیں دینا، کبھی بجھنے نہیں دینا۔ اسی میں تمہاری زندگی ہے اسی میں تمہاری نجات ہے۔ اسی راہ سے وصل الٰہی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد ﷺ۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13-14)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں: ’’ہمارا بھی کام ہے جنہوں نے اپنے آپ کو آنحضرت ﷺ کے اس عاشق صادق اور امام الزمان کے سلسلے اور اس کی جماعت سے منسلک کیا ہوا ہے کہ اپنی دعاؤں کو درود میں ڈھال دیں اور فضا میں اتنا درود صدق دل کے ساتھ بکھیریں کہ فضا کا ہر ذرہ درود سے مہک اٹھے اور ہماری تمام دعائیں اس درود کے وسیلے سے خدا تعالیٰ کے دربار میں پہنچ کر قبولیت کا درجہ پانے والی ہوں۔ یہ ہے اس پیار اور محبت کا اظہار جو ہمیں آنحضرت ﷺ کی ذات سے ہونا چاہئے اور آپؐ کی آل سے ہونا چاہئے...... پس آج ہر احمدی کی ذمہ داری ہے، بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ جس نے اس زمانہ کے امام کو پہچانا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی محبت کے جذبہ سے بہت زیادہ درود پڑھیں، دعائیں کریں اپنے لئے بھی اور دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کو تباہی سے بچالے ...... آنحضرت ﷺ سے محبت کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اپنی دعاؤں میں امت مسلمہ کو بہت جگہ دیں۔

(خطبہ جمعہ 24 فروری 2006ء)

آج ہم قادیان کی مقدس بستی میں موجود ہیں جو عاشق صادق رسول ﷺ کا مولد و مسکن و مدفن ہے جس نے یہ صدا بلند کی تھی کہ

اِنِّيْ اَمُوْتُ وَلَا تَمُوْتُ مَحَبَّتِيْ
يُدْرٰى بِذِكْرِكَ فِي التُّرَابِ نِدَائِيْ

مَیں تو ایک دن مر جاؤں گا مگر میری محبت کبھی نہیں مرے گی۔ میرے مرنے کے بعد بھی میری قبر کی مٹی سے تیری محبت کی ندا بلند ہوتی رہے گی۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ان ہدایات پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ حضرت پاک محمد مصطفیٰ ﷺ کی عظمت اور تقدس کو ساری دنیا میں قائم کرنے کی ہمیں توفیق عطاء فرمائے اور جلد سے جلد وہ دن دکھائے کہ ساری دنیا آنحضرت ﷺ کے جھنڈے تلے آجائے آمین۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

**حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:**

اَے میرے ربِّ رحمٰں تیرے ہی ہیں یہ احساں ✿ مشکل ہو تجھ سے آساں ہر دم رجا یہی ہے
اَے میرے یارِ جانی! خود کر تو مہربانی ✿ ورنہ بلائے دُنیا اِک اژدھا یہی ہے

طالبِ دُعا : زبیر احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ دارجلنگ (صوبہ مغربی بنگال)

**حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:**

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چُوموں ✿ قرآں کے گِرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے
جلد آ مرے سہارے غم کے ہیں بوجھ بھارے ✿ مُنہ مت چھپا پیارے میری دوا یہی ہے

طالبِ دُعا : سیّد زمرود احمد ولد سیّد شعیب احمد اینڈ فیملی، جماعت احمدیہ بھونیشور (صوبہ اڈیشہ)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2024ء

# "جماعت احمدیہ و خدمت خلق"

(مکرم تنویر احمد خادم صاحب انچارج شعبہ رشتہ ناطہ قادیان)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ
وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ أَمَّا بَعْدُ
فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔
كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
(آل عمران: 111)

"تم بہترین امّت ہو جو تمام انسانوں کے فائدہ کے لئے پیدا کی گئی ہو۔ تم اچھی باتوں کا حکم دیتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو۔

بتاؤں تمہیں کیا کہ کیا چاہتا ہوں
ہوں بندہ مگر میں خدا چاہتا ہوں
مجھے بیر ہرگز نہیں ہے کسی سے
میں دنیا میں سب کا بھلا چاہتا ہوں

قابل احترام صدر اجلاس اور معزز سامعین! خاکسار کی تقریر کا عنوان ہے "جماعت احمدیہ و خدمت خلق" ہے۔

سامعین کرام! مذہب کے دو ہی حصے ہیں ایک اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنا یعنی اس کی عبادت کرنی اور دوسرے اس کی مخلوق سے ہمدردی اور خدمت کرنی آج خاکسار مخلوق خدا کی خدمت کے بارہ میں کچھ بیان کرے گا کہ اسلام کی اس بارہ میں کیا تعلیم ہے اور جماعت احمدیہ اس بارہ میں کیا کردار نبھارہی ہے۔

سامعین کرام! رضائے الٰہی کے حصول کے لیے جائز امور میں بغیر فرق مذہب اور رنگ ونسل مخلوق خدا کی خدمت، اعانت اور مدد کرنے کو خدمتِ خلق کہتے ہیں۔

خدمت خلق محبت الٰہی کا تقاضہ، ایمان کی روح اور دنیا وآخرت کی سرخ روئی کا ذریعہ ہے، صرف مالی اعانت ہی خدمت خلق نہیں ہے بلکہ کسی کی کفالت کرنا، کسی کو تعلیم دینا، مفید مشورہ دینا، کسی کو کوئی ہنر سکھانا، علمی سرپرستی کرنا، تعلیمی ورفاہی ادارہ قائم کرنا، کسی کے دکھ درد میں شریک ہونا اور ان جیسے دوسرے امور خدمت خلق کی مختلف راہیں ہیں۔

اسلام میں احترام انسانیت اور مخلوق خدا کے ساتھ خدمت وغم خواری کو بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے، چنانچہ قرآن مقدس اور احادیث نبویہ میں جگہ جگہ خدمت انسانیت کو بہترین اخلاق اور عظیم عبادت قرار دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو خدمت خلق پر ابھارتے ہوئے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اس بات میں کوئی کمال اور نیکی نہیں ہے کہ تم اپنا رخ مشرق کی جانب کرو یا مغرب کی جانب، لیکن اصلی کمال اور نیکی تو یہ ہے کہ کوئی شخص اللہ پر یقین رکھے اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتب سماویہ پر اور پیغمبروں پر اور وہ شخص مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں اپنے حاجتمند رشتہ داروں کو اور نادار مومنوں کو اور دوسرے غریب محتاجوں کو بھی اور بے خرچ مسافروں کو اور لاچاری میں سوال کرنے والوں کو اور قیدی اور غلاموں کی گردن چھڑانے میں بھی مال خرچ کرتا ہو۔

(سورۂ بقرہ: ۱۷۷)

قرآن کریم میں ایک مقام پر اس تعلق سے یہ ارشاد ہے۔ "وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ۖ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ"

(سورۂ مائدہ: ۲)

ترجمہ: اے ایمان والو! نیکی اور پرہیزگاری [کے کاموں] میں ایک دوسرے سے تعاون و مدد کرو اور گناہ اور برائی [کے کاموں] میں ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو۔

اسلام اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ وہ خیر و بھلائی اور اچھے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون و امداد کریں اور گناہوں اور برائی کے کاموں میں کسی کی مدد نہ کریں بلکہ گناہ اور برائی سے روکیں کہ یہ بھی خدمت خلق کا حصہ ہے۔

ایک حدیث شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ

ترجمہ لوگوں میں سب سے اچھا وہ ہے جو لوگوں کو نفع اور فائدہ پہنچائے (ترمذی)

ایک اور مقام پر فرمایا: ترجمہ "اگر کوئی شخص راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹادے تو یہ بھی صدقہ ہے" (صحیح مسلم)

قرآن مقدس اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات وارشادات نے ہمیں یہ درس دیا کہ ہم میں بہترین اور سب سے اچھا اور عمدہ انسان وہ ہے جو دوسروں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور حسن سلوک کرتا ہو۔ اور وہ اپنی ذات سے لوگوں کو فائدہ پہنچائے، اور کسی کو تکلیف نہ دے، غریبوں، مسکینوں اور عام لوگوں کی مدد کرے، ان کی زندگی کے لمحات کو رنج وغم سے پاک کرنے کی کوشش کرے، چند لمحوں کے لئے ہی سہی، فرحت ومسرت اور شادمانی فراہم کرکے ان کے درد و الم اور حزن وملال کو ہلکا کرے، انہیں اگر مدد کی ضرورت ہو تو ان کی مدد کرے اور اگر وہ کچھ نہ کرسکتا ہو تو کم از کم ان کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آکر، ان کی دلجوئی اور میٹھی بات کرکے ان کے تفکرات کو دور کرے۔ خواجہ میر درد نے کیا ہی خوب فرمایا ہے کہ

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لیے کچھ کم نہ تھے کرّ و بیاں

الغرض قرآن کی آیات اور احادیث نبویہ کی روشنی میں یہ بات بالکل ظاہر و باہر ہو جاتی ہے کہ اسلام ہمیں احترام انسانیت اور خلق خدا کے ساتھ خدمت وہمدردی اور تعاون کی تعلیم دیتا ہے۔ بیواؤں، مزدوروں، یتیموں، غریبوں، محتاجوں اور بے کسوں کے ساتھ غمخواری اور اظہار ہمدردی کی ترغیب دیتا ہے۔

اور ہم سبھی لوگوں کو بھی چاہیے کہ ہم انفرادی یا اجتماعی طور پر جس طرح بھی ممکن ہو مفلوک الحال اور پریشان حال مخلوق خدا کی حتی الامکان خدمت اور تعاون کریں، کیوں کہ مخلوقِ خدا کو تو حدیث شریف میں اللہ کا کنبہ کہا گیا ہے، اور ان کے ساتھ بھلائی وہمدردی کو محبت الٰہی کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے جیسا کہ ارشاد نبوی ہے۔

"اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللّٰهِ فَأَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللّٰهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلٰى عِيَالِهِ" (مشکوۃ)

ترجمہ: ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کا کنبہ ہے اور مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب وپسندیدہ اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے جو اللہ کے عیال کے ساتھ بھلائی کے ساتھ پیش آئے۔

حضورؐ نے ایک موقع پر فرمایا وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِأَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ (سنن ترمذی، کتاب السیر)

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی بندہ اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ (بھلائی) نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے"۔

مذکورہ روایتوں سے جہاں خدمت خلق کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے وہیں یہ بات بھی صاف ہوجاتی ہے کہ مذہب اسلام نے خدمت خلق کے دائرہ کار کو کسی ایک فرد یا چند افراد کے بجائے تمام انسانیت پر تقسیم کردیا ہے، غریب ہو یا، امیر بادشاہ وقت ہو یا عام انسان ہر شخص اپنی استطاعت کے مطابق خدمت خلق کی انجام دہی کا ذمہ دار ہے۔

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خدمت خلق کی محض زبانی تعلیم نہیں دی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی خدمت خلق سے لبریز ہے۔

خدمت خلق کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ جب آپؐ پہلی وحی نازل ہونے کے بعد گھر تشریف لائے تو غمگسار شریک حیات ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے کیفیت کو دیکھ کر آپؐ کے اخلاق پر جو گواہی دی وہ آپؐ کی خدمت خلق سے عبارت ہے۔ انہوں نے عرض کیا کہ فَوَاللّٰهِ لَا يُخْزِيْكَ اللّٰهُ أَبَدًا إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَصْدُقُ الْحَدِيْثَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِي الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ یعنی خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپؐ کو کبھی ضائع نہیں کرے گا آپؐ تو رشتہ داروں کے حق ادا کرتے ہیں، غرباء کا بوجھ اٹھاتے ہیں، دنیا سے ناپید اخلاق اور نیکیاں قائم کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے اور حقیقی مصائب میں مدد کرتے ہیں۔

پھر سیرت طیبہ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بعثت سے قبل بھی آپ خدمت خلق میں مشہور تھے، بعثت کے بعد خدمت خلق کے جذبہ میں مزید اضافہ ہوا، مسکینوں کی دادرسی، مفلوک الحال پر رحم وکرم، محتاجوں، بے کسوں اور کمزوروں کی مدد آپ کے وہ نمایاں اوصاف تھے جس نے آپ کو خدا اور خلق خدا سے جوڑ رکھا تھا، حلف الفضول میں شرکت، غیر مسلم بڑھیا کی گٹھری اٹھا کر چلنا، فتح مکہ کے موقع پر عام معافی کا اعلان اور مدینہ منورہ کی باندیوں کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کام کروالینا اس کی روشن مثالیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بھی خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے۔

حاضرین کرام! حضرت رسول کریمؐ کے ظل کامل، آپؐ کے غلام صادق، اس زمانہ کے مسیح ومہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے بھی اپنے آقا ومطاع حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی متابعت میں خدمت خلق کو اپنا طرہ امتیاز قرار دیا۔

حضور علیہ السلام شرائط بیعت کی چوتھی شرط میں فرماتے ہیں۔

"یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا، نہ زبان سے نہ ہاتھ سے نہ کسی اور طرح سے" اور نہم شرط ہے۔ "یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خدا داد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائے گا"

(اشتہار تکمیل تبلیغ 12 جنوری 1889ء)

فرماتے ہیں:

"دین کے دو ہی کامل حصے ہیں ایک خدا سے محبت کرنا اور ایک بنی نوع سے اس قدر محبت کرنا کہ ان کی مصیبت کو اپنی مصیبت سمجھ لینا اور ان کے لیے دعا کرنا"

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 464)

آپ نے فرمایا:

"وہ دین دین نہیں ہے جس میں عام ہمدردی کی تعلیم نہ ہو۔ اور نہ وہ انسان انسان ہے جس میں ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ ہمارے خدا نے کسی قوم سے فرق نہیں کیا"

(روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 439)

فرماتے ہیں: مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئے ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جاوے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہوجاتا ہے۔ انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کیساتھ مروت سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے...... یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے...... تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو۔ خواہ وہ کوئی ہو۔ ہندو ہو یا مسلمان یا کوئی اور۔ میں کبھی ایسے لوگوں کی باتیں پسند نہیں کرتا جو ہمدردی کو صرف اپنی ہی قوم سے مخصوص کرنا چاہتے ہیں۔ (ملفوظات جلد چہارم۔ ص 184)

حضرت مسیح موعودؑ کی ہمدردی خلق کے بے شمار واقعات مذکور ہیں وقت کی رعایت سے صرف ایک کا ذکر کیا جاتا ہے۔

**بیماروں اور ضرورت مندوں کے لیے ایک مستعد خادم**

حضرت مولوی عبدالکریمؓ صاحب لکھتے ہیں کہ بعض

وقت دوائیاں لینے کے لیے گنوار عورتیں زور زور سے دروازے پر دستک دیتی تھیں۔اور سادہ اور گنواری زبان میں کہتی تھیں کہ مِرجا جی ذرا بُوا کھولو۔حضور اس طرح اٹھتے جس طرح مطاعِ ذیشان کا حکم آیا ہے، یعنی کوئی بڑا حاکم باہر کھڑا ہے اور اس کی اطاعت کرتے ہوئے فوراً اٹھ کر دروازہ کھولتے اور بڑی کشادہ پیشانی سے بڑی خوشدلی سے باتیں کرتے اور دوائی بتاتے۔ مولوی عبدالکریم صاحب رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ ہمارے ملک میں وقت کی قدر پڑھی ہوئی جماعت کو بھی نہیں تو پھر گنوار تو اور بھی وقت کے ضائع کرنے والے ہوتے ہیں۔ ویسے ابھی تک یہ حال ہے۔ایک عورت بے معنی بات چیت کرنے لگ گئی ہے اور اپنے گھر کا رونا اور ساس نند کا گلہ شروع کر دیا ہے۔گھنٹہ بھر اسی میں ضائع کر دیا ہے۔آئی دوائی لینے اور ساتھ قصے شروع کر دیئے اور آپؑ وقار اور تحمل سے بیٹھے سن رہے ہیں۔زبان سے یا اشارے سے اس کو کہتے نہیں کہ بس جاؤ دوا پوچھ لی اب کیا کام ہے ہمارا وقت ضائع ہوتا ہے۔وہ خود ہی گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوتی اور مکان کو اپنی ہوا سے پاک کرتی۔

## دشمنوں سے حسن سلوک

سامعین کرام !اپنوں اور دوسروں سے ہمدردی کرنا جتنا بڑا اخلق ہے اس سے کئی گنا زیادہ بڑا اخلق دشمنوں سے حسن سلوک کرنا ہے کیونکہ اپنوں کی تو سبھی خدمت و ہمدردی کرتے ہیں اور دوسروں سے بھی بہت سارے لوگ ہمدردی دکھاتے ہیں مگر دشمنوں سے ہمدردی دکھانا اور انکی خدمت کرنا نبی رسول اور خلفاء کرام کی شخصیات کا ہی خاصہ ہے۔قرآن کریم میں اس بارہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَسۡتَوِی الۡحَسَنَۃُ وَلَا السَّیِّئَۃُ ؕ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ فَاِذَا الَّذِیۡ بَیۡنَکَ وَبَیۡنَہٗ عَدَاوَۃٌ کَاَنَّہٗ وَلِیٌّ حَمِیۡمٌ (حٰمٓ السجدۃ آیت 35) ترجمہ: نہ اچھائی برائی کے برابر ہوسکتی ہے اور نہ برائی اچھائی کے۔ایسی چیز سے دفاع کرو کہ جو بہترین ہو۔تب ایسا شخص جس کے اور تیرے درمیان دشمنی تھی وہ گویا اچانک ایک جاں نثار دوست بن جائے گا۔

اسلام کی اس تعلیم کے پیش نظر جب رسول اللہ ﷺ کے اسوہ کو پرکھا جائے تو وہ بے نظیر ہے۔اس تعلیم کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے دشمنوں سے بہترین سلوک کیا۔دشمنوں نے ہر طرح کی تکلیف دی اس کے باوجود جب مکہ فتح ہوا اور تمام مخالف آپؐ کے قابو میں آ گئے تو آپ نے ”لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ“ فرما کر اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا۔یہ واقعہ آنحضور ﷺ کے دنیا کے تمام انسانوں سے زیادہ رحیم و کریم ہونے اور محسن انسانیت ہونے اور بے نظیر ہمدردی خلق کی قیامت تک گواہی دیتا رہے گا۔

اس زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعودؑ نے آنحضرتؐ کی متابعت میں اپنے دشمنوں سے ہمدردی کا شاندار نمونہ دکھایا ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ ”اُس کے بندوں پر رحم کرو اور اُن پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔اور کسی پر تکبر نہ کرو گو وہ اپنا ماتحت ہو۔اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو۔غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔...... بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ اُن کی تحقیر۔اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے اُن کی تذلیل۔اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ہلاکت کی راہوں سے ڈرو“۔

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد19 صفحہ 11-12)

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بے لوث خدمت و ایثار کا ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔

قادیان میں ایک شخص نہال چند (نہالا) ایک برہمن تھا اپنی جوانی کے ایام میں وہ ایک مشہور مقدمہ باز تھا۔آخر عمر تک قریباً اس کی ایسی حالت رہی۔وہ ان لوگوں میں سے تھا جو حضرت اقدس کے خاندان کے ساتھ عموماً مقابلہ اور شرارتیں کرتے رہتے تھے پھر سلسلہ کے دشمنوں کے ساتھ بھی وہ رہتا۔اخیر عمر میں اس کی مالی حالت نہایت خراب ہوگئی۔اور یہاں تک کہ بعض اوقات اس کو اپنی روزانہ ضروریات کیلئے بھی مشکلات پیش آتی تھیں۔اس نے ایک مرتبہ حضرت اقدس کے دروازے پر آکر ملاقات کی خواہش کی اور اطلاع کرائی حضرت صاحب فوراً تشریف لے آئے۔اس نے سلام کر کے اپنا قصہ کہنا شروع کیا۔ حضرت اقدس نے نہ صرف تسلی دی بلکہ پچیس روپے کی رقم لا کر اس کے ہاتھ میں دے دی اور فرمایا کہ فی الحال اس سے کام چلاؤ پھر جب ضرورت ہو مجھے اطلاع دینا چنانچہ اس کے بعد اس شخص کا معمول ہوگیا کہ وہ مہینے دو مہینے کے بعد آتا اور ایک معقول رقم آپ سے اپنی ضرورت کیلئے لے جاتا۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ۔صفحہ 299)

سامعین !اسی طرح کا ایک اور مختصر واقعہ سماعت فرمائیے کہ:

”جن دنوں پنجاب میں طاعون کا دور دورہ تھا اور بے شمار لوگ اس موذی مرض سے مر رہے تھے آپ علیہ السلام کی جذبہ ہمدردی کی وجہ سے کیا حالت تھی اس بارہ میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے آپ علیہ السلام کو علیحدگی میں دعا کرتے سنا اور یہ نظارہ دیکھ کر محو حیرت ہو گئے۔آپ فرماتے ہیں:

”اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتہ پانی ہوتا تھا۔اور آپ اس طرح آستانہ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِ زہ سے بے قرار ہو۔میں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق خدا کے واسطے طاعون کے عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے کہ الٰہی ! اگر یہ لوگ طاعون کے عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا۔“

(سیرت طیبہ، صفحہ 54، بحوالہ سیرت مسیح موعود علیہ السلام شمائل و اخلاق، حصہ سوم، صفحہ 395، مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانیؓ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

گالیاں سن کے دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

پس آج جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کی ہدایات کے زیر سایہ خدمت خلق کے اہم فریضہ کی بجا آوری کو اپنے لیے ایک فرض سمجھتی ہے اور اس شعبہ میں کارہائے نمایاں سرانجام دینے کی سعی کرتی ہے۔

## طب کے ذریعہ خدمت خلق

حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کرام کی طرف سے علاج اور دعاؤں سے ہمدردانہ خدمات کا سلسلہ ہمیشہ جاری ہے۔نور ہسپتال قادیان، فضل عمر ہسپتال ربوہ، نصرت جہاں سکیم کے تحت افریقہ کے 39 اسپتالوں کے ذریعہ بنی نوع انسان کی خدمت۔اسی طرح دنیا بھر میں فری میڈیکل کیمپس کے ذریعہ لاکھوں مریضوں کا مفت معائنہ اور ادویات کی فراہمی کے ذریعہ خدمات۔

ہومیوپیتھی طریق علاج کا دنیا بھر میں جماعت کے ذریعہ سینکڑوں فری ہومیوپیتھی ڈسپنسریوں کا قیام نیز طاہر ہومیوپیتھک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ و ہسپتال کے ذریعہ خدمات۔ربوہ میں مستقل طور پر بلڈ بنک کا قیام اور دنیا بھر میں احمدیوں کی طرف سے عطیہ خون کا عظیم الشان جاری سلسلہ

## تعلیمی خدمات

تعلیمی خدمات میں بھی جماعت احمدیہ ہمیشہ پیش پیش رہتی ہے۔نظارت تعلیم، وکالت تعلیم اور ذیلی تنظیموں میں شعبہ تعلیم اور امور طلباء کا مستقل قیام۔ نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کے تحت افریقہ کے مختلف ممالک میں سینکڑوں سکولوں کے ذریعہ لاکھوں طلباء کو تعلیمی سہولت کی فراہمی۔اعلیٰ تعلیم کیلئے وظائف و سکالرشپ اور تمغے کی فراہمی۔فری کوچنگ کلاسز، کیریئر پلاننگ سیمینارز، بُک بنک کے ذریعہ ضرورت مند طلباء کیلئے کتب کی فراہمی، ایم ٹی اے کے ذریعہ مختلف زبانیں سکھانے کی کوششیں، فری کمپیوٹر ایجوکیشن کا انتظام، ووکیشنل ایجوکیشن کی سہولت وغیرہ بے شمار پروگراموں کے ذریعہ خدمات۔

## کفالت یتامیٰ و بیوگان

دارالضعفاء، دارالشیوخ اور دارالاقامہ کے قیام کے ذریعہ یتامیٰ و بیوگان کی کفالت کی خدمات۔

بیوگان کی مالی امداد کیلئے مستقل وظائف کی سہولت، بیوت الحمد سکیم کے تحت غرباء کیلئے مکان کی سہولت اور شہداء و اسیران مولیٰ کے خاندانوں کیلئے سیدنا بلال فنڈ کا قیام بھی منفرد حیثیت رکھتا ہے۔

سامعین ! ساری دنیا میں مظلوم عوام کی ہمدردانہ امداد پر جماعت احمدیہ ہمہ وقت مستعد اور سرگرم عمل رہتی ہے۔جنگوں میں بدحال عوام کی امداد، قحط، زلزلہ، سونامی، باڑھ وغیرہ قدرتی آفات سے پریشان حال لوگوں کی ہمدردانہ خدمات میں ہمیشہ حاضر رہتی ہے۔

## مظلوم اقوام کی امداد

افریقہ کے قحط زدہ اور جنگوں سے بدحال مظلوم عوام کیلئے غیر معمولی خدمات کا جاری سلسلہ۔

بلقان کی ریاستوں، بوسنیا اور البانیہ کے جنگ سے تباہ حال عوام کیلئے مالی و معاشرتی امداد، گمشدہ عزیزوں کی تلاش کیلئے احمدیہ ٹی وی پر خصوصی مہم چلائی گئی۔

عالم عرب کے حقوق خصوصاً فلسطین اردن، مراکش، لبنان اور لیبیا کی آزادی کیلئے کامیاب سفارتی کوششیں دنیا کے کسی بھی خطہ میں مظلوم عوام کیلئے قانونی، طبی، مالی اور جانی امداد اور عالمی رائے عامہ کی بیداری کا انتظام اور ہر ممکن عملی جدوجہد۔

## متفرق خدمات

اسی طرح کی بے شمار اور خدمات ہیں جو جماعت احمدیہ بنی نوع انسان کی ہمدردی کے پیش نظر سرانجام دینا اپنا طرہ امتیاز گردانتی ہے۔مثلاً مہمانوں کی خدمت کیلئے دنیا بھر میں بیسیوں مقامات پر مسیح موعود علیہ السلام کے مستقل لنگر خانے ہیں، رمضان اور عیدین کے موقع پر جماعت کی طرف سے غرباء کیلئے گفٹ پیکٹس کی تقسیم، گرمیوں میں مختلف مقامات پر ٹھنڈا پانی پلانے کا انتظام، موسم گرما میں مستحقین میں گندم اور سردیوں میں گرم کپڑوں کی فراہمی کا مستقل نظام، بے کس قیدیوں کو قانونی اور مالی امداد کی فراہمی اور خوشیوں کے موقع پر تحائف کی تقسیم، غرباء کی شادیوں پر سامان اور نقدی کی شکل میں گرانقدر امداد وغیرہ شامل ہیں۔

## خدمت خلق کی عالمی تنظیم ہیومنٹی فرسٹ

حاضرین کرام! خدمت خلق کے کاموں کو ایک مربوط نظام کے تحت سرانجام دینے کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے 1995 میں ہیومینٹی فرسٹ کا اجرا فرمایا۔

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

غیر چاہے اسلام کو قبول کریں یا نہ کریں لیکن اس بات کا ضرور اعتراف کرتے ہیں کہ اسلام کا خدا دعاؤں کو سننے والا خدا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 26 جنوری 2018ء)

طالب دعا: شیخ غلام احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بھدرک (اڈیشہ)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

اگر صحیح تقویٰ ہے تو اللہ تعالیٰ دنیاوی مسائل خود بخود حل کر دیتا ہے اور پھر دین کی خدمت کی توفیق ملتی ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 18 مئی 2018ء)

طالب دعا : افراد خاندان مکرم شیخ رحمۃ اللہ صاحب (جماعت احمدیہ سورو، صوبہ اڈیشہ)

اس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلافتِ خامسہ کے بابرکت دَور میں جماعتِ احمدیہ خیرِ اُمت بنتے ہوئے دنیا بھر میں بسنے والے انسانوں کی بھلائی کے لئے کام کر رہی ہے۔ جماعت کی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ دنیا بھر میں دکھی انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق پا رہی ہے۔

اللہ کے فضل سے ہیومینٹی فرسٹ کی شاخیں پچاس سے زائد ممالک میں قائم ہو چکی ہیں جہاں بلا تفریق رنگ و نسل، مذہب و فرقہ، علاقائی یا لسانی اختلاف کے رضا کارانہ طور پر دکھی، نادار اور مستحق انسانیت کی خدمت کے متعدد کام جاری ہیں۔

خدام الاحمدیہ سے خطاب کرتے ہوئے 15 اپریل 1938 کو سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

”خدمت خلق کے کام میں جہاں تک ہو سکے وسعت اختیار کرنی چاہئے اور مذہب اور قوم کی حد بندی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر مصیبت زدہ کی مصیبت کو دور کرنا چاہئے۔ خواہ وہ ہندو ہو یا عیسائی ہو یا سکھ۔ ہمارا خدا ربّ العالمین ہے اور جس طرح اس نے ہمیں پیدا کیا ہے اسی طرح اس نے ہندوؤں اور سکھوں اور عیسائیوں کو بھی پیدا کیا ہے۔ پس اگر خدا ہمیں توفیق دے تو ہمیں سب کی خدمت کرنی چاہئے۔“

(الفضل 22 اپریل 138)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ بنی نوع سے ہمدردی کے حوالہ سے اپنی خواہش کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”میرے دل کی یہ خواہش ہے کہ ساری دنیا میں ہمدردی کرنے والوں میں سب سے زیادہ ہمدردی کا عملی اظہار جماعت احمدیہ کی طرف سے ہو۔ .........میرے دل میں خدا تعالیٰ نے اس معاملہ میں بے انتہا جوش پیدا کیا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جماعت احمدیہ بنی نوع انسان کی ہمدردی میں ایسے عظیم الشان کام سرانجام دے جو اپنی وسعت کے ساتھ اپنی شدت میں بھی بڑھتے رہیں یہاں تک کہ جماعت احمدیہ ساری دنیا میں بنی نوع انسان کی سب سے زیادہ ہمدردی رکھنے والی اور ہمدردی میں عملی قدم اٹھانے والی جماعت بن جائے۔“

(خطبات طاہر جلد 2 ص 572-573 اشاعت طبع اول فروری 2005ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

ہمیشہ یاد رکھیں کہ جلسہ کے مقاصد بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں عبادتوں، تبلیغ، تقویٰ اور بہت سے دوسرے مقاصد کی طرف توجہ دلائی ہے، وہاں خاص طور پر بندوں کے حقوق اور اُن میں سے پھر ہمدردیٔ خلق کی طرف خاص طور پر بہت کچھ کہا ہے۔ تو دراصل حقیقی رنگ میں ہمدردیٔ خَلق کا جذبہ انسان میں پیدا ہو جائے تو حقوق العباد کی ادائیگی خود بخود ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس اس طرف ہر احمدی کو توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلسے کے بارے میں جب بھی اشتہار دیا اور اعلان فرمایا تو اس پہلو کو خاص طور پر بیان فرمایا۔ آپ نے جہاں خدا تعالیٰ کا خوف، تقویٰ، زہد وغیرہ کی طرف توجہ دلائی وہاں نرم دلی، آپس کی محبت، بھائی چارہ، عاجزی، انکساری کی طرف بھی اُسی شدت سے توجہ دلائی کہ صرف عبادتیں تقویٰ نہیں ہیں، صرف جماعت کی خدمت کر دینا تقویٰ نہیں، صرف اللہ اور رسول سے محبت کا اظہار کر دینا تقویٰ نہیں، صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور خلافتِ احمدیہ سے تعلق تقویٰ نہیں بلکہ تقویٰ تب کامل ہوتا ہے جب ماں باپ کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب بیوی بچوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب خاوندوں اور بچوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب عزیز رشتے داروں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب دوستوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب ہمسایوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب بہن بھائیوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، جب افرادِ جماعت کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں، یہاں تک کہ جب دشمنوں کے حقوق بھی ادا ہو رہے ہوں تب تقویٰ کامل ہوتا ہے۔ اور یہ سب تعلیم قرآنِ کریم میں موجود ہے۔

(خطبہ جمعہ یکم جون 2012ء)

نیز فرماتے ہیں:

”جماعت میں خدمت خلق اور بنی نوع انسان کی خدمت کے لئے جتنا زور دیا جاتا ہے اور ہر امیر غریب اپنی بساط کے مطابق اس کوشش میں ہوتا ہے کہ کب اسے موقع ملے اور وہ اللہ کی رضا کی خاطر خدمت خلق کے کام کو سرانجام دے۔ کیوں ہر احمدی کا دل خدمت خلق کے کاموں میں اتنا کھلا ہے؟ اس لئے کہ اسلام کی جس خوبصورت تعلیم کو ہم بھول چکے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت چاہتے ہو تو پھر اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرو ان کی ضروریات کا خیال رکھو۔ یہ بھی ایک بہت بڑا ذریعہ ہے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کے قرب سے نوازے گا۔ اس خوبصورت تعلیم کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی شرائط بیعت کی ایک بنیادی شرط قرار دیا ہے کہ میرے ساتھ منسلک ہونے کے بعد اپنی تمام تر طاقتوں اور نعمتوں سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی نہ صرف ہمدردی کرو بلکہ ان کو فائدہ بھی پہنچاؤ۔ اس لئے اگر زلزلہ زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ سیلاب زدگان کی مدد کی ضرورت ہے تو احمدی آگے ہے۔ بعض دفعہ تو ایسے مواقع بھی آئے کہ پانی کی تند و تیز دھاروں میں بہہ کر احمدی نوجوانوں نے اپنی جانوں کو تو قربان کر دیا لیکن ڈوبتے ہوؤں کو کنارے پر پہنچا دیا۔ پھر خلیفۂ وقت نے جب یہ اعلان کیا کہ مجھے افریقہ کے غریب بچوں کی تعلیم اور بیماریوں کی وجہ سے دکھی مخلوق جنہیں علاج کی سہولت میسر نہیں، سکول اور ہسپتال کھولنے کے لئے اتنی رقم کی ضرورت ہے تو افراد جماعت اس جذبہ کے تحت جو ایک احمدی کے دل میں دکھی انسانیت کے لئے ہونا چاہئے یہ رقم مہیا کریں اور اس پیاری جماعت کے افراد نے خلیفۂ وقت کے اس مطالبہ پر لبیک کہتے ہوئے اس سے کئی گنا زیادہ رقم خلیفۂ وقت کے سامنے رکھ دی جس کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ اور پھر جب خلیفۂ وقت نے یہ فرمایا کہ یہ رقم تو مہیا ہو گئی اب مجھے ان سکولوں اور ہسپتالوں کو چلانے کے لئے افرادی قوت کی بھی ضرورت ہے تو ڈاکٹرز اور ٹیچرز نے انتہائی خلوص کے ساتھ اپنے آپ کو پیش کیا۔ اب تو افریقہ کے حالات نسبتاً بہتر ہیں۔ ستّر کی دہائی میں جب یہ نصرت جہاں سکیم شروع کی گئی تھی انتہائی نامساعد حالات تھے۔ اور ان نامساعد حالات میں ان لوگوں نے گزارا کیا۔ بعض ڈاکٹرز اور ٹیچرز اچھی ملازمتوں پر تھے لیکن وقف کے بعد دیہاتوں میں بھی جا کر رہے۔ اکثر ہسپتال اور سکول دیہاتوں میں تھے جہاں نہ بجلی کی سہولت نہ پانی کی سہولت لیکن دکھی انسانیت کی خدمت کے عہد بیعت کو نبھانا تھا اس لئے کسی بھی روک اور سہولت کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی۔ شروع میں ہسپتالوں کا یہ حال تھا کہ لکڑی کی میز لے کر اس پر مریض کو لٹایا، روشنی کی کمی چند لالٹینوں یا گیس لیمپ سے پوری کی اور جو بھی چاقو، چھریاں، قینچیاں، سامان آپریشن کا میسر تھا اس پر مریض کا آپریشن کر دیا اور پھر دعا میں مشغول ہو گئے کہ اے خدا میرے پاس تو جو کچھ میسر تھا اس کا مَیں نے علاج کر دیا ہے۔ میرے خلیفہ نے مجھے کہا تھا کہ دعا سے علاج کرو اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ میں بہت شفا رکھے گا۔ تُو ہی شفا دے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان قربانی کرنے والے ڈاکٹروں کی قدر کی اور ایسے ایسے لاعلاج مریض شفا پا کر گئے کہ دنیا حیران ہوتی تھی۔ اور پھر مالی ضرورتیں بھی اس طرح خدا تعالیٰ نے پوری کیں کہ بڑے بڑے امراء بھی شہروں کے بڑے ہسپتالوں کو چھوڑ کر ہمارے چھوٹے دیہاتی ہسپتالوں میں آ کر علاج کروانے کو ترجیح دیتے تھے۔ اسی طرح اساتذہ نے بھی بنی نوع انسان کی خدمت کے جذبہ سے سرشار ہو کر بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کیا۔ ڈاکٹروں اور اساتذہ کی خدمات کے سلسلے آج بھی جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ یہ سلسلے جاری رکھے اور ان سب خدمت کرنے والوں کو اجر عظیم سے نوازتا رہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17/اکتوبر 2003ء)

گزشتہ سالوں میں جب کورونا وائرس نے دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اور غذائی قلت ایک بحران کی شکل اختیار کرتی جا رہی تھی۔ ترقی یافتہ ممالک بھی اس کی لپیٹ میں تھے لیکن غریب ممالک جہاں اس وائرس سے قبل بھی بھوک و افلاس سے لوگ پریشان تھے، وہاں اس وائرس سے پیدا شدہ حالات کے باعث لوگ مزید مشکل سے دوچار تھے۔ ان کٹھن حالات میں بھی جماعت احمدیہ کے افراد دنیا کے ہر کونے میں انسانی ہمدردی کے جذبہ کے تحت ہر ممکن کوشش کر کے لوگوں کی خدمت کے لئے کوشاں رہے۔ دنیا کے مختلف ممالک میں مجلس خدام الاحمدیہ نے ہیومینٹی فرسٹ کے تحت رضا کارانہ طور پر گاؤں اور شہروں میں ہزاروں افراد تک راشن، پانی، فیس ماسکس اور hand sanitizer اور دیگر طبی خدمات بجا لاتی رہی اور مختلف ہسپتالوں کا وزٹ کر کے مریضوں کو بڑی تعداد میں فیس ماسکس مہیا کیے۔ الغرض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ جو ایک عالمگیر مذہبی جماعت ہے جس کا شعار خدمت خلق اور ماٹو محبت سب کے لئے اور نفرت کسی سے نہیں ہے۔ یہ بھی اپنے محدود وسائل کے باوجود پوری دنیا میں بلا تفریق مذہب و ملت و رنگ و نسل انسانیت کی خدمت میں مصروف ہے۔

سامعین کرام! جماعت احمدیہ دنیا بھر میں خلافت حقہ اسلامیہ کی زیر نگرانی خدمت خلق کی عظیم ذمہ داری کو محض للہ بجا لا رہی ہے۔ اور جماعت احمدیہ ہمیشہ اس اصول پر خدمت خلق کی راہ پر گامزن ہے کہ اِنۡ اَجۡرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الشعراء: 165) یعنی میرا اجر ربّ العالمین کے ذمہ ہے۔ نیز بانگ دہل یہ اعلان کرتی ہے لَا نُرِیۡدُ مِنۡکُمۡ جَزَآءً وَّلَا شُکُوۡرًا (الدھر: 10) کہ ہم اس خدمت کے بدلہ میں تم سے نہ کوئی بدلہ چاہتے ہیں اور نہ یہ چاہتے ہیں کہ تم ہمارا شکریہ ادا کرو۔

ہمیں چاہئے کہ ہم سراپا خیر بن کر فلاح انسانیت کے لئے کام کریں تا کہ یہ معاشرہ جنت نظیر بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ افراد جماعت کو اپنی تعلیمات کی روشنی میں بے لوث اور پُر خلوص خدمات کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ آمین۔

## غیروں کا اعتراف

جماعت احمدیہ کی خدمت انسانیت کے حوالے سے سابق وزیر پنجاب نتھا سنگھ جی دالم نے گجرات میں آئے زلزلہ کے لئے قادیان سے ریلیف کو روانہ کرتے ہوئے کہا کہ:


### ارشاد باری تعالیٰ

وَلَا تَہِنُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَنۡتُمُ الۡاَعۡلَوۡنَ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ○

(آل عمران: 140)

ترجمہ: اور تم کمزوری نہ دکھاؤ اور نہ غم کرو اور اگر تم مومن ہو تو تم ہی بالا رہو گے

طالب دعا: مقصود احمد ڈار (جماعت احمدیہ شورت، صوبہ جموں کشمیر)



### ارشاد باری تعالیٰ

قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ سُنَنٌ ۙ فَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ○

(آل عمران: 138)

ترجمہ: یقیناً تم سے پہلے کئی سنّتیں گزر چکی ہیں، پس زمین میں سیر کرو اور دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا تھا

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم و افراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کا ماریڈی)

’’مریضوں،ضرورتمندوں اور دُکھی انسانیت کی خدمت دنیا کی سب سے اعلیٰ خدمت ہے۔دُنیا کے سارے مذاہب انسان کی خدمت اور آپسی پیار کی تعلیم دیتے ہیں۔شری دالم نے احمدیہ جماعت کے ذریعہ سماج کی بھلائی کے لئے کئے جارہے کاموں کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس جماعت نے ملک میں صحت وتعلیم کے میدان میں خصوصی تعاون کے علاوہ جب بھی ملک میں کوئی قدرتی آفت آئی تو انہوں نے سب سے اوّل قطار میں کھڑے ہوکر دُکھی انسانیت کی خدمت کی ہے اور گجرات کے زلزلہ سے متاثرین کے لئے پینتیس لاکھ روپے کی راحت امداد بھیجی ہے۔انہوں نے کہا کہ جماعت نے مکھیہ منتری گجرات رلیف فنڈ میں بڑی رقم دے کر اپنا تعاون دیا ہے۔احمدیہ جماعت کی لنڈن اور دوسرے ممالک سے آئی ٹیموں نے سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ بُھج میں جاکر خدمت کی،جو قابل تعریف ہے۔‘‘

(روزنامہ دینک جاگرن،جالندھر،23مارچ 2001)

علامہ اقبال نے لکھا کہ’’پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے فرقہ قادیانی کہتے ہیں‘‘۔

(قومی زندگی اور ملت بیضاء پر ایک عمرانی نظر صفحہ ۸۴)

علامہ نیاز فتح پوری نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق لکھا:

’’اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاقِ اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھادی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اسوۂ نبیؐ کا پرتو کہہ سکتے ہیں‘‘ (ملاحظات نیاز فتح پوری صفحہ ۲۹)

پھر ایڈیٹر صاحب اخبار سٹیٹسمین دہلی نے لکھا:

’’قادیان کے مقدس شہر میں ایک ہندوستانی پیغمبر پیدا ہوا جس نے اپنے گرد و پیش کو نیکی اور بلند اخلاق سے بھر دیا۔ یہ اچھی صفات اس کے لاکھوں ماننے والوں کی زندگی میں بھی منعکس ہیں‘‘۔

(سٹیٹسمین دہلی ۱۲رفروری ۱۹۴۹ء)

سامعین کرام !خاکسار بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہودؑ کے ارشادات کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:’’میں سچ سچ کہتا ہوں کہ انسان کا ایمان ہرگز درست نہیں ہوسکتا جب تک اپنے آرام پر اپنے بھائی کا آرام حتی الوسع مقدم نہ ٹھہراوے۔اگر میرا ایک بھائی میرے سامنے باوجود اپنے ضعف اور بیماری کے زمین پر سوتا ہے اور میں باوجود اپنی صحت اور تندرستی کے چار پائی پر قبضہ کرتا ہوں تا وہ اس پر بیٹھ نہ جاوے تو میری حالت پر افسوس ہے اگر میں نہ اٹھوں اور محبت اور ہمدردی کی راہ سے اپنی چار پائی اس کو نہ دوں اور اپنے لئے فرش زمین پسند نہ کروں اگر میرا بھائی بیمار ہے اور کسی درد سے لاچار ہے تو میری حالت پر حیف ہے اگر میں بھی دیدہ ودانستہ اس سے سختی سے پیش آؤں بلکہ مجھے چاہئے کہ میں اس کی باتوں پر صبر کروں اور اپنی نمازوں میں اس کیلئے رورو کر دعا کروں کیوں کہ وہ میرا بھائی ہے اور روحانی طور پر بیمار ہے اگر میرا بھائی سادہ ہو یا کم علم یا سادگی سے کوئی خطا اس سے سرزد ہوتو مجھے نہیں چاہئے کہ میں اس سے ٹھٹھا کروں یا چیں بجبیں ہوکر تیزی دکھاؤں یا بدنیتی سے اس کی عیب گیری کروں کہ یہ سب ہلاکت کی راہیں ہیں کوئی سچا مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا دل نرم نہ ہو جب تک وہ اپنے تئیں ہر یک سے ذلیل تر نہ سمجھے اور ساری مشیختیں دور نہ ہوجائیں خادم القوم ہونا مخدوم بننے کی نشانی ہے اور غریبوں سے نرم ہوکر اور جھک کر بات کرنا مقبول الٰہی ہونے کی علامت ہے اور بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھالینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ (روحانی خزائن جلد6ص395)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم ،احادیث نبوی ﷺ ،ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کرام کی روشنی میں خدمت خلق کو حرز جان بناتے ہوئے LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE کا فلک بوس نعرا بلند کرتے ہوئے بلا امتیاز مذہب وملت ،رنگ ونسل تمام مخلوقات کی محض للہ خدمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العٰلمین

☆☆☆

## جولوگ قرآن کوعزت دیں گے وہ آسمان پر عزّت پائیں گے
## جولوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے
## اُن کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا

**ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود و مهدی معهود علیه السلام**

’’تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جولوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جولوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔نوع انسان کیلئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن ۔اور تمام آدم زادوں کیلئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ۔سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ وجلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔‘‘

(کشتی نوح،روحانی خزائن،جلد19،صفحہ 14-13)

**ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود و مهدی معهود علیه السلام**

خدا تعالیٰ نے مجھ کو اس زمانہ کی اصلاح کیلئے بھیجا ہے تا وہ غلطیاں جو بجز خدا تعالیٰ کی خاص تائید کے نکل نہیں سکتی تھیں وہ مسلمانوں کے خیالات سے نکالی جائیں اور منکرین کو سچے اور زندہ خدا کا ثبوت دیا جائے اور اسلام کی عظمت اور حقیقت تازہ نشانوں سے ثابت کی جائے

(روحانی خزائن،جلد6،برکات الدّعا،صفحہ 24)

## مہر باندھنا اور بخشوانا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

تراضی طرفین (ہر دو فریقین کی رضامندی) سے جو ہو (یعنی جو مہر رکھا گیا ہو) اس پر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں کہ نصوص یا احادیث میں کوئی اس کی حد مقرر کی گئی ہے بلکہ اس سے مراد اس وقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوا کرتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ نیت اور ہوتی ہے اور محض نمود کے لئے لاکھ لاکھ روپئے کا مہر ہوتا ہے۔صرف ڈراوے کے لئے یہ لکھا جایا کرتا ہے کہ مرد قابو میں رہے اور اس سے پھر دوسرے نتائج خراب نکل سکتے ہیں۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ 284)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

یہ (مہر) عورت کا حق ہے اسے دینا چاہئے ۔اوّل تو نکاح کے وقت ہی ادا کردے۔ورنہ بعد ازاں ادا کرنا چاہئے۔ پنجاب اور ہندوستان میں یہ شرافت ہے کہ موت کے وقت یا اس سے پیشتر اپنا مہر خاوند کو بخش دیتی ہے یہ صرف رواج ہے۔ (ملفوظات جلد3 صفحہ 606)

ایک صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ ایک شخص اپنی منکوحہ سے مہر بخشوانا چاہتا تھا......اب وہ عورت مرگئی ہے خاوند کیا کرے حضرت اقدسؑ نے فرمایا:

’’اسے چاہئے کہ اس کا مہر اس کے وارثوں کو دے دے۔اگر اس کی اولاد ہے تو وہ بھی وارثوں سے ہے۔ شرعی حصہ لے سکتی ہے اور علیٰ ھذا القیاس خاوند بھی لے سکتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد4 صفحہ 336-335)

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا مہر شرعی حکم ہے عورتوں کو دینا چاہئے ......درست بات یہی ہے پہلے عورت کو مہر ادا کیا جائے اور اگر وہ معاف کرنا چاہے تو کردے۔‘‘ (الازھار لذوات الخمار جلد اوّل صفحہ 153-152)

## 130واں جلسہ سالانہ قادیان
## مورخہ 26،27،28دسمبر 2025ءکو منعقد ہوگا

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 130ویں جلسہ سالانہ قادیان 2025ء کیلئے مورخہ 26،27،28دسمبر (بروز جمعہ،ہفتہ،اتوار) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔احباب جماعت ابھی سے دعاؤں کے ساتھ اس مبارک جلسہ میں شمولیت کی نیت کرکے تیاری شروع کردیں۔اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ احباب جماعت کو اس للّٰہی جلسہ سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔نیز جو دعائیں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے شاملین جلسہ کیلئے کی ہیں ہم سب کو ان کا وارث بنائے۔آمین۔اسی طرح اس جلسہ سالانہ کے ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت ہونے نیز سعید روحوں کی ہدایت کا موجب بننے کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ (ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ قادیان)

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2024ء

# ”دعوۃ الی اللہ کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جذبہ، حضور انور کی نصائح اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں“

(مکرم شیخ فاتح الدین شاہد، نائب امیر و ایڈیشنل مبلغ دہلی و داعی خصوصی ضلع دہلی)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قُلْ إِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
(سورۃ الانعام 163)
وَدَاعِيًا إِلَى اللّٰهِ بِإِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا
(الاحزاب 47)

**مجھ کو دے اِک فوقِ عادت اے خدا جوش و تپش**
**جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اِک دیوانہ وار**
**وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملّت کے لئے**
**شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بے شمار**

ابھی آپ کے سامنے جن آیات کی تلاوت کی گئی ہے وہ سورۃ الانعام کی آیت 163 اور سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 47 ہے جن کا ترجمہ اس طرح سے ہے کہ:

تو کہہ دے کہ میری عبادت اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔ اور اللہ کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر۔

قابل احترام۔صدر اجلاس اور معزز حضرات!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میری تقریر کا عنوان جیسا کہ آپ سن چکے ہیں **”دعوۃ الی اللہ کے لئے مسیح موعود علیہ السلام کا جذبہ، حضور انور کی نصائح اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں“** ہے۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

**”یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔“**

(کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22)

**حضرات!!** اس آیت کریمہ میں جو خاکسار نے اپنی اس تقریر کی ابتداء میں تلاوت کی ہے ہمارے محبوب آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا وہ بلند ترین مقام فنافی اللہ بیان کیا گیا ہے جو عدیم المثال اور لاثانی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس زندگی کا ایسا دلربا نقشہ بیان کیا گیا ہے جو ہر جہت سے لاثانی اور بے نظیر ہے۔ اِس دور آخرین میں اللہ تعالیٰ نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل اور آپ ﷺ کے عاشق صادق کو یہ سعادت اور توفیق عطا فرمائی کہ وہ کلیتاً اپنے آقا حضرت اقدس محمد ﷺ کے رنگ میں رنگین ہو گیا اور کچھ ایسا فنا ہوا کہ اِس مہتاب ہدایت نے اپنے وجود میں آفتاب ہدایت کا ایک کامل اور حسین عکس پیدا کر لیا۔ غلام صادق کا وجود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کا ظلِّ کامل بن گیا اُس کی زندگی آقائے دو جہان کی غلامی میں قدم بقدم چلتی ہوئی اس آیت کریمہ کی ایک جیتی جاگتی تصویر بن گئی۔

**حضرات!!**

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اندر بھی غیرت دینی و اشاعت اسلام کی وہی تڑپ جاگزیں تھی جو کبھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے اندر موجود تھی...... وہی درد آپ کو لاحق تھا جو کبھی پیارے نبی ﷺ کو دین کے لئے ہوا کرتا تھا...... دین کی حالتِ زار کے باعث آپ بھی اُسی طرح تڑپتے اور بے چین ہو جایا کرتے جیسا اضطراب نبی اکرم ﷺ کو دین کی حالت زار پر ہوا کرتا تھا...... آپ نے بھی دینی مہم میں اُن صعوبتوں اور تکالیف سے حصہ پایا...... جن تکالیف سے کبھی آپ ﷺ گزرے، اللہ تعالیٰ کے دین کی اشاعت کی خاطر آپ ﷺ کو دیوانہ مجنون اور ساحر کہا گیا اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کافر و دجال کے نام سے موسوم کیا گیا...... جیسے آپ ﷺ اپنی اُس بے چینی کی حالت میں اللہ رب العزت کے آستانے پر گرتے نظر آتے...... ٹھیک اُسی طرح مسیح موعود علیہ السلام بھی اُسی حالت کرب میں اللہ تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتے نظر آتے...... غرض یہ کہ آپ ﷺ کے غلام صادق ہونے کے اعتبار سے اپنے آقا اور محبوب نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے رنگ میں رنگین ہو گئے۔ یہ سب کچھ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے محبوب آقا سے مماثلت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اُسی محبت کا اظہار آپ کے منظوم کلام میں بھی نظر آتا ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ

**ربط ہے جانِ محمدؐ سے مری جاں کو مدام**
**دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے**
**تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمدؐ**
**تیری خاطر سے یہ سب بار اُٹھایا ہم نے**
**کافر و مُلحد و دجال ہمیں کہتے ہیں**
**نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے**

**سامعین!!** اس سے قبل کہ میں آپ کے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں موجود دعوت الی اللہ کے لئے جذبہ کا ذکر کروں یہ مناسب ہوگا کہ اُس وقت اسلام کی کیا حالت تھی اس کا جائزہ لیا جائے ...... اسلام کی کشتی کس طوفانِ بے تمیزی میں گھری تھی اس پر بھی نظر رکھی جائے۔

1890 کا دور وہ دور تھا جب ہندوستان عیسائیت کی بھرپور یلغار کی زد میں تھا۔ ہر طرف عیسائیت کی تبلیغی سرگرمیوں کا زور تھا مسلمان بالکل بے دست و پا تھے اور عیسائیوں کی یہ یلغار اُن کو خاشاک کی طرح بہائے لیے جا رہی تھی اس کیفیت کو دیکھ کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں جو درد اُٹھا اور جس طرح خدمت اسلام کا بے پناہ جذبہ اُبھرا اُس کیفیت کا کچھ اندازہ آپ کی اِس درد بھری تحریر سے کیا جا سکتا ہے آپ نے فرمایا:

کیا یہ سچ نہیں کہ تھوڑے ہی عرصے میں اس ملک ہند میں ایک لاکھ کے قریب لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا بڑے بڑے شریف خاندانوں کے لوگ اپنے پاک مذہب کو چھوڑ بیٹھے ہیں یہاں تک کہ وہ جو آلِ رسول کہلاتے تھے وہ عیسائیت کا جامہ پہن کر دشمنِ رسول بن گئے ...... اور اِس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے دل پر لرزہ پڑتا ہے اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے اور ہمیں بڑی ذلت سے جان سے مار دیتے...... اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کی گئی دکھا۔ اسلام کی اس حالت زار پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سینے میں جو تلاطم برپا تھا وہ بیان سے باہر ہے۔

جس زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث ہوئے اس وقت ہر جہت سے اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر دل خراش حملے ہو رہے تھے لیکن آپ نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے ساتھ جس تڑپ، جوش اور جاں فشانی کے ساتھ تکمیل اشاعت ہدایت کا فرض ادا کیا اس کی نظیر ہمیں کہیں نہیں ملتی نیز آپ کی اسلام کے لئے خدمات اور تڑپ کی یہ وہ عظیم داستان ہے جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ اس تڑپ اور جوش کا اظہار آپ نے نثر اور نظم دونوں میں بارہا فرمایا ہے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ آپ نے اپنی ساری زندگی دین مصطفیٰ ﷺ کی اشاعت کے لیے قربان کر دی تھی۔ آپ فرماتے ہیں:

**جانم فدا شَوَد بَرہِ دینِ مصطفےٰ**
**اِیں اَست کامِ دِل اگر آید میسّرم**

کہ میری جان محمد مصطفےٰ ﷺ کے دین پر فدا ہو۔ یہی میرے دل کا مدعا ہے کاش یہ مقصد مجھے مل جائے۔

1885ء میں اشاعت ہدایت کے لیے آپ کی تڑپ کا اظہار اُس وقت بھی ہوا جب حضرت صوفی احمد جان صاحب لدھیانوی سفر حج پر جانے لگے۔ آپ علیہ السلام نے اُن کو درج ذیل دعا لکھ کر دی اور ہدایت فرمائی کہ وہ یہ دعا خاص طور پر خانہ کعبہ اور میدانِ عرفات میں کریں۔ وہ دردمندانہ دعا یہ تھی کہ:

**”اے ارحم الراحمین جس کام کی اشاعت کے لئے تو نے مجھے مامور کیا ہے اور جس خدمت کے لئے تو نے میرے دل میں جوش ڈالا ہے اُس کو اپنے ہی فضل سے انجام تک پہنچا اور اِس عاجز کے ہاتھ سے حجّت اسلام مخالفین پر اور اُن سب پر جو اب تک اسلام کی خوبیوں سے بے خبر ہیں پوری کر“۔**

(تاریخ احمدیت جلد اوّل صفحہ 265)

حضرات!! یہ وہ دور تھا جب اسلام پر ہر طرف سے حملے ہو رہے تھے نیز اسلام کی کشتی ایک بھنور میں پھنسی دکھائی دیتی تھی۔ اسلام کے لئے فکروں اور رنجوں اور پریشانیوں کا یہ وہ زمانہ تھا جس میں احمدیت کا نور طلوع ہوا اور اسلام کے احیائے نو کی ایک عظیم تحریک منصہ شہود پر اُبھری...... بچپن ہی سے آپ کو اسلام اور بانی اسلام ﷺ ایک بے پناہ خداداد عشق تھا اور عبادت الٰہی کا ذوق دل میں جاگزیں تھا۔ مسجد سے آپ کو ایسی محبت تھی کہ بسا اوقات جب آپ کے والد سے آپ کے متعلق پوچھا جاتا کہ آپ کہاں ہوں گے تو وہ جواب دیتے کہ مسجد میں جا کر دیکھو کسی صف میں لپٹا پڑا ہوگا۔ (از سوانح فضل عمر)

آپ کے اندر اشاعت اور ہدایت کے لیے اتنا جوش موجزن تھا کہ اس کا اندازہ کرنا انسانی فکر و فہم سے باہر ہے۔ آپ نے اپنی تحریرات میں اس تڑپ کا اظہار کئی بار فرمایا۔ آپ فرماتے ہیں:

**”مَیں اُس مولی کریم کا اِس وجہ سے بھی شکر کرتا ہوں کہ اُس نے ایمانی جوش اسلام کی اشاعت میں مجھ کو اس قدر بخشا ہے کہ اگر اس راہ میں مجھے اپنی جان بھی فدا کرنی پڑے تو میرے پر یہ کام بفضلہٖ تعالیٰ کچھ بھاری نہیں۔ اگرچہ مَیں اِس دنیا کے لوگوں سے تمام امیدیں قطع کر چکا ہوں مگر خدا تعالیٰ پر میری امیدیں نہایت قوی ہیں۔ سو میں جانتا ہوں کہ اگرچہ مَیں اکیلا ہوں مگر پھر بھی میں اکیلا نہیں وہ مولی کریم میرے ساتھ**

ہے اور کوئی اُس سے بڑھ کر مجھ سے قریب تر نہیں اُسی کے فضل سے مجھ کو یہ عاشقانہ رُوح ملی ہے کہ دکھ اٹھا کر بھی اُس کے دین کے لئے خدمت بجالاؤں اور اسلامی مہمّات کو بشوق وصدق تمام تر انجام دوں۔ اِس کام پر اُس نے آپ مجھے مامور کیا ہے اب کسی کے کہنے سے میں رُک نہیں سکتا......اور چاہتا ہوں کہ میری ساری زندگی اِسی خدمت میں صرف ہو۔ اور درحقیقت خوش اور مبارک زندگی وہی زندگی ہے جو الٰہی دین کی خدمت اور اشاعت میں بسر ہو۔‘‘

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 35 تا 36)

**حضرات!!** حضرت مسیح موعود علیہ السلام جن کی بعثت کا مشن ہی دین اسلام کی تجدید اور سیرت طیبہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عملی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کرنا تھا۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’**ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اُس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کردیں خواہ مارے ہی جاویں۔**‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 219۔ ایڈیشن 2003ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کی حیات طیّبہ کا ہر لمحہ اشاعت دین اور ہدایت کے لیے صرف ہوتا تھا تا متلاشیانِ حق کو حیات روحانی میسر آسکے۔ آپ کی سیرت کا یہ پہلو اپنے اندر ایک رعنائی اور دلکشی رکھتا ہے۔ ایک جگمگاتے ہوئے ہیرے کی طرح کہ جسکو کسی رُخ سے بھی دیکھا جائے اس کا حسن ایک نئے انداز میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے آپؑ کی اسلام کے لئے تڑپ اور تبلیغ اسلام آپؑ کی پوری زندگی پر محیط تھا اور یہی آپ کا اوڑھنا بچھونا تھا یہی آپ کا مقصد حیات تھا اسی کے لئے آپ دنیا میں آئے اور اسی میں اپنی زندگی کا لمحہ لمحہ صرف کیا۔ چنانچہ حضرت مولوی فتح دین صاحب دھرم کوٹی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:

’’میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے حضور اکثر حاضر ہوا کرتا تھا اور کئی مرتبہ حضور کے پاس ہی رات کو قیام کیا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ میں نے دیکھا کہ آدھی رات کے قریب حضرت صاحب بہت بے قراری سے تڑپ رہے ہیں اور ایک کونہ سے دوسرے کونہ کی طرف تڑپتے ہوئے چلے جاتے ہیں جیسے کہ ماہی بے آب تڑپتی ہے یا کوئی مریض شدتِ درد کی وجہ سے تڑپ رہا ہوتا ہے۔ میں اِس حالت کو دیکھ کر سخت ڈر گیا اور بہت فکر مند ہوا اور دل میں کچھ ایسا خوف طاری ہوا کہ اُس وقت میں پریشانی میں ہی مبہوت لیٹا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ حالت جاتی رہی۔

صبح میں نے اِس واقعہ کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ذکر کیا کہ رات کو میری آنکھوں نے اِس قسم کا نظارہ دیکھا ہے کیا حضور کو کوئی تکلیف تھی یا دردِ گُردہ وغیرہ کا دورہ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ’’**میاں فتح دین!** کیا تم اُس وقت جاگتے تھے؟ **اصل بات یہ ہے کہ جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو جو مصیبتیں اِس وقت اسلام پر آرہی ہیں اُن کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہوجاتی ہے اور یہ اسلام ہی کا درد ہے جو ہمیں اس طرح بے قرار کردیتا ہے۔**‘‘

(سیرت المہدی، حصہ سوم صفحہ 29)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو مختلف ذرائع اختیار فرمائے اور تبلیغ کے نئے سے نئے انداز اختیار کئے ان سب کی تفصیل میں جانا ممکن نہیں ہے لیکن اُن کی طرف اشارہ کیے بغیر آگے گزرنا بھی مناسب معلوم نہیں ہوتا چنانچہ وقت کی رعایت سے چند عناوین عرض کرتا ہوں:

آپؑ نے سب سے اول دردمندانہ دعائیں کیں......اسلام بانی اسلام اور قرآن کریم کی افضلیت پر مشتمل 85 سے زائد کتب تصنیف فرمائیں نیز منظوم کلام بھی لکھے جو ایک روحانی خزانہ ہے...... اشتہارات شائع کئے، مباحثے کئے، دنیوی بادشاہوں اور سربراہان کو خطوط لکھے، دور دراز کے سفر اختیار کئے، محفلیں لگائیں، جلسے کئے، ملاقاتوں کا دور جاری رکھا نیز اخبار و رسائل جاری فرمائے...... مسیح موعودؑ نے لنگر خانہ کی بنیاد رکھی تا لوگ جب آپ کے پاس آئیں تو ان کے لئے مناسب قیام وطعام کا انتظام ہو سکے...... صحابہ کو تیار کیا اور ان میں بھی تبلیغی جوش پیدا کرنے کا کام کیا جسکا ایک نمونہ اس وقت نظر آیا جب مولانا برہان الدین جہلمیؓ سفر میں پیچھے رہ گئے اور مخالفین نے ان کو پکڑ لیا نیز آپ کے ساتھ زیادتی کی اور آپ کے منہ پر گوبر بھی ڈالا لیکن یہ تبلیغ کا جوش ہی تھا کہ آپ کی زبان پر اُف تک نہ آیا بلکہ آپؓ نے اِس چیز کو نعمت شمار کرتے ہوئے کہا......اے برہانیا ایہہ نعمتاں کیتھوں!! یعنی اے برہان الدین! یہ نعمتیں کہاں میسر آسکتی ہیں۔ یعنی دین کی خاطر کب کوئی کسی کو دکھ دیتا ہے۔ یہ تو خوش قسمتی ہے۔ یہ سب آپؑ کے دلکش انداز تبلیغ کے مختلف عنوان ہیں جن کی تفصیل کی اس موقع پر گنجائش نہیں ہے۔

**حضرات!!** اِس امام الزمان کی دل کی کیفیت کے متعلق ایک نہایت دلربا واقعہ پیش ہے۔

ایک دفعہ قادیان میں شدید گرمی پڑی۔ گلیاں سنسان ہوگئیں۔ بازار بند ہو گئے۔ ایسی گرمی کہ ہر شخص الامان والحفیظ پکار اٹھا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے شدت گرما کا ذکر کرتے ہوئے اپنے مخصوص شیریں اور دلربا انداز میں فرمایا کہ **اس قدر شدید گرمی تھی کہ سب لوگ بے حال ہو گئے حتی کہ خدا کی مشین بھی بند ہوگئی** مراد یہ تھی کہ حضرت مسیح موعود جو کسی حال میں کسی موسم میں کام سے نہیں تھکتے آپ بھی آرام پر مجبور ہو گئے۔

**حضرت مسیح موعود کو جب یہ بات پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ ہم نے تو اس موسم میں بھی ایک لحظہ کے لئے کام بند نہیں کیا۔**

**(ذکر حبیب صفحہ 161 از حضرت مفتی محمد صادقؓ)**

**سامعین !!** کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے......اور ہم میں سے اکثر اس تجربہ سے گزرے ہوں گے کہ کئی بار بچے اپنے والدین سے مطالبات کرتے ہیں......کبھی والدین اس کو پورا کرتے ہیں ......اور کئی بار منع بھی کر دیتے ہیں اور کبھی ڈانٹ بھی لگا دیتے ہیں۔ لیکن اُس میں بھی بچوں کی بھلائی ہی مُضمر ہوتی ہے اور کئی مرتبہ منع کرنے کے بعد بچے کی دل کی کیفیت اور حالات کو دیکھ کر یا اُس بھولی صورت کو دیکھ کر دل میں رحم اُمڈ آتا ہے کہ یہ میری اولاد ہی تو ہے پھر منع کرنے کے بعد ان کا مطالبہ پورا کر دیتے ہیں...... یہ تو دنیوی پیار اور محبت کا ایک ادنیٰ نمونہ ہے......اسکے بدلے خدا کی محبت اور شفقت کا ایک نمونہ پیش ہے:

**حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنی عمر کے آخری لمحات تک تحریری جہاد میں مصروف عمل رہے۔ آپؑ کو اس سلسلہ میں کئی مرتبہ بعض پریشانیوں کا سامنا بھی رہا۔ اس سلسلہ میں منشی ظفر احمد کپورتھلوی بتاتے ہیں:**

ایک مرتبہ حضرت اقدس کو خارش کی بہت سخت شکایت ہوگئی تمام ہاتھ بھرے ہوئے تھے۔ لکھنا یا دوسری ضروریات کا سرانجام دینا مشکل تھا۔ علاج بھی برابر کرتے تھے مگر خارش دُور نہ ہوتی تھی ایک دن میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عصر کے قریب وقت تھا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ کے ہاتھ بالکل صاف ہیں مگر آپ کے آنسو بہہ رہے ہیں میں نے جرأت کر کے پوچھا کہ حضور آج خلاف معمول آنسو کیوں بہ رہے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ میرے دل میں ایک معصیت کا خیال گزرا کہ اللہ تعالیٰ نے کام تو اتنا بڑا میرے سپرد کیا ہے اور ادھر صحت کا یہ حال ہے کہ آئے دن کوئی نہ کوئی شکایت رہتی ہے۔ اس پر مجھے الہام ہوا کہ:

**ہم نے تیری صحت کا ٹھیکہ لیا ہے؟**

اس سے میرے قلب پر بے حد رقت اور ہیبت طاری ہے کہ میں نے ایسا خیال کیوں کیا۔ ادھر تو یہ الہام ہوا مگر جب اٹھا تو ہاتھ بالکل صاف ہو گئے اور خارش کا نام ونشان نہ رہا۔ ایک طرف اِس پرشوکت الہام کو دیکھتا ہوں دوسری طرف اس فضل اور رحم کو تو میرے دل میں اللہ تعالیٰ کی عظمت وجلال اور اسکے رحم وکرم کو دیکھ دیکھ کر انتہائی جوش پیدا ہو گیا اور بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔

**(تذکرہ صفحہ 685-686)**

پیارے دوستو ذرا اس خوبصورت واقعہ پر غور فرمائیں کہ جب خدا کا ایک بندہ اُسی کے دین کی خاطر ماہی بے آب کی مانند تڑپ رہا تھا تو کس طرح اللہ تعالیٰ نے اُس سے سلوک کیا اور اُس کی دعا کو سنا اور ساتھ ہی تنبیہ بھی کر دی...... یہ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق کا ایک دلربا منظر ہے جس میں آپؑ کے تبلیغ اسلام کا جذبہ اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے اظہار کا ایک خوبصورت درس ہے۔

الحمدللہ اب تک مسیح موعود علیہ السلام کی ان تحریرات سے لاکھوں سعید روحوں نے استفادہ کیا اور جماعت احمدیہ میں شامل ہونے والوں میں مسلمان، ہندو، عیسائی، اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہیں ان کتابوں کا فیض قیامت تک جاری رہے گا اور تشنہ روحیں اپنی تشنگی کو اس آب حیات سے دور کرتی رہیں گی۔ ان شاءاللہ۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اعلیٰ توقعات کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب نے یہ واقعہ مکرم محمد احسن امروہی صاحب رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے روایت کیا ہے آپ بتاتے ہیں کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرماتے ہیں: ایک دفعہ حضور کے کمرہ کے دروازے پر دستک ہوئی۔ حضور علیہ السلام نے اپنی مصروفیت کی وجہ سے مفتی محمد صادق صاحب جو اس وقت آپ کے پاس تھے ان کو فرمایا کہ باہر جا کر دیکھو۔ مفتی صاحب باہر گئے اور آ کر حضور کو بتایا کہ مولوی محمد احسن صاحب یہ بتانے آئے ہیں کہ فلاں مولوی سے ان کی بحث ہوئی

**سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

’’جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے
خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا‘‘

(ملفوظات، جلد سوم، صفحہ 232)

طالب دُعا: افراد خاندان محترم ڈاکٹر خورشید احمد صاحب مرحوم جماعت احمدیہ ارول (بہار)

**سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:**

’’اس سلسلہ کے قیام کی اصل غرض یہی ہے کہ لوگ دنیا کے گند سے نکلیں
اور اصل طہارت حاصل کریں اور فرشتوں کی سی زندگی بسر کریں‘‘

(ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 473)

Courtesy:Alladin Builders e-mail: khalid@alladinbuilders.com

ہے اور انہوں نے اس کو شکست دے دی ہے۔ حضور نے فرمایا: میں زور دار دستک سے یہ سمجھا تھا کہ یورپ مسلمان ہو گیا ہے اور یہ اس کی خبر لائے ہیں۔

(سیرت المہدی)

حضرات !! حضرت مسیح موعودؑ کے اس قلمی جہاد اور اسلام کی دفاع نے نہ صرف آپؑ کی جماعت کے لوگوں کو وہ حیات روحانی بخشی بلکہ غیروں میں بھی اسلام کی نئی روح پھونکنے کا کام کیا۔ خدا تعالیٰ کے اس عاشق، دین محمد ﷺ کی تڑپ اپنے اندر رکھنے والا وہ وجود...... جب اِس دنیائے فانی سے کوچ کر گیا......اُس موقع پر غیروں نے بھی اظہار افسوس کیا اِس ضمن میں صرف ایک اعتراف وقت کی رعایت سے پیش ہے:

اخبار وکیل امرتسر میں مولانا ابوالکلام آزاد صاحب لکھتے ہیں:

**وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو، وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا، جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی، جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں، وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا، جو شور قیامت ہو کر خُفتگانِ خوابِ ہستی کو بیدار کرتا رہا...... دنیا سے اُٹھ گیا۔ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی رحلت اِس قابل نہیں کہ اُس سے سبق حاصل نہ کیا جاوے۔ ایسے شخص جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو...... ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ یہ نازشِ فرزندانِ تاریخ بہت کم منظر عالم پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر کے دیکھا جاتے ہیں...... اور اُس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی اِس شاندار مدافعت کا جو اُن کی ذات کے ساتھ وابستہ تھی......خاتمہ ہو گیا۔ اُن کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اِس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے۔ مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر اُن سے ظہور میں آیا۔ قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اِس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ آئندہ اُمید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اِس شان کا شخص پیدا ہو۔**

(تاریخ احمدیت، جلد 2 صفحہ (560)

حضرات !! اللہ تعالیٰ کے مامورین آسمانی بادشاہت کے نمائندہ ہوتے ہیں اور انہیں دنیاوی بادشاہتوں سے کچھ بھی سروکار نہیں ہوتا وہ تو یہی چاہتے ہیں کہ اِس عارضی دنیا کے رؤساء اور بادشاہ اِس فانی دنیا کی عزت وافتخار کی بجائے اُس حقیقی خالق و مالک کی قُربت میں جگہ پائیں۔ اِسی لئے وہ اِن دنیاوی بادشاہوں کو پیغام حق پہنچا کر فرائض منصبی سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

**”دنیا کے بادشاہوں کو اپنی بادشاہیاں مبارک ہوں، ہمیں اُن کی سلطنت اور دولت سے کچھ غرض نہیں، ہمارے لئے آسمانی بادشاہت ہی کافی ہے، ہاں نیک نیتی سے، سچی خیر خواہی سے بادشاہوں کو بھی آسمانی پیغام پہنچانا ضروری ہے۔**

(تحفہ قیصریہ، روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۲۶۵)

مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جُدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوانِ یار
ہم تو بستے ہیں فلک پر اِس زمیں کو کیا کریں
آسماں کے رہنے والوں کو زمین سے کیا نقار؟

**اب خاکسار اپنی تقریر کے دوسرے حصے کی طرف آتا ہے جو کہ حضور انور کی نصائح اور جماعت احمدیہ کی ذمہ داریاں ہیں۔**

**حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:**

تبلیغ کوئی آسان کام نہیں ہے بلکہ یہ ایک سخت مشکل کام ہے۔ ایک محل تیار کر لینا آسان ہے لیکن ایک شخص کا دل پھیر دینا آسان نہیں کیونکہ بغیر مناسب تدبیر اور دلائل کے کسی شخص کا دل پھیرا نہیں جاسکتا۔

(خطبات محمود جلد 9 ص 125)

تبلیغ کے کام میں ہم سے پہلے لوگوں نے تلواروں کے سایہ میں بھی سستی نہیں کی۔ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ ہر طرف سے دشمنوں میں گھرے ہوئے تھے۔ قسطنطنیہ میں عیسائیوں کی حکومت تھی اور یہ آدھی دنیا پر چھائے ہوئے تھے۔ اور ادھر ایران میں جو حکومت تھی اس کا بھی آدھی دنیا پر اثر تھا۔ اس وقت مسلمانوں پر ہر طرف سے حملے ہو رہے تھے لیکن مسلمان تلواروں کے مقابلہ میں نہیں ڈرتے تھے تو کیا آج ہم دشمن کی زبان اور اس کے روپیہ سے ڈر سکتے ہیں۔ پس ہمیں اِس کے لئے تیار ہونا چاہئے اور ہر ایک قربانی جس کی ضرورت ہو اس کے لئے آمادہ ہونا چاہئے۔“

(خطبات محمود جلد 8 صفحہ 47 تا 48)

**حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:**

ہمت کرو اور بڑھتے چلے جاؤ۔ اور دنیا کے کناروں تک جا کے خدا کے نام کو پھیلا دو۔ اس راستہ میں تمہیں جو بھی قربانی کرنی پڑے۔ اس سے مت گھبراؤ۔ اور نہ ڈرو۔ اگر تمہیں اِس راہ میں اپنی عزیز سے عزیز چیز بھی قربان کرنی پڑے تو کرو۔ اور صرف ایک مقصد لے کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور اُس عرفان کے خزانے کو دنیا میں پہنچاؤ جس کے لئے احادیث میں آیا ہے کہ مسیح موعود خزانے تقسیم کرے گا۔ مگر لوگ لینگے نہیں مسیح موعود نے تمہیں قرآن کے خزانے دیئے ہیں۔ اُن کو تمام دنیا میں پہنچا دو۔ اور پھیلا دو۔

(خطبات محمود جلد اول ص 49)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعوت الی اللہ سے متعلق ایک نصیحت پیش ہے آپ فرماتے ہیں:

تبلیغ کی جو جوت میرے مولیٰ نے میرے دل میں جگائی ہے اور آج ہزار ہا احمدی سینوں میں یہ لَو جل رہی ہے اُس کو بجھنے نہیں دینا۔ اِس مقدس امانت کی حفاظت کرو۔ میں خدائے ذوالجلال والاکرام کے نام کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر تم اس شمع کے امین بنے رہو گے تو خدا اُسے کبھی بجھنے نہیں دے گا۔ یہ لَو بلند تر ہوگی اور پھیلے گی اور سینہ بسینہ روشن تر ہوتی چلی جائے گی۔ اور تمام روئے زمین کو گھیر لے گی اور تمام تاریکیوں کو اُجالوں میں بدل دے گی۔

(خطبات طاہر جلد 2 ص 422)

**حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز احباب جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:**

اِن دلائل سے اور علمی اور روحانی خزانے سے کام لیتے ہوئے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں دیئے ہیں، اپنی تبلیغی کوششوں کو تیز کرنے کی ضرورت ہے......اُس کے لئے عملی نمونے اور علمی اور روحانی ترقی کی طرف قدم بڑھانا ضروری ہے۔ تقویٰ میں ترقی ضروری ہے۔ کیونکہ جب تک ہماری روحانی ترقی نہیں ہوتی ہماری تبلیغ میں بھی برکت نہیں پڑ سکتی ......پس ایک داعی الی اللہ کے لئے یہ ضروری ہے اور صرف یہ داعی الی اللہ کو یاد رکھنا ہی ضروری نہیں ہے بلکہ ہر احمدی چاہے وہ فعال ہو کر تبلیغ کرتا ہے یا نہیں اگر دنیا کے علم میں ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے، اگر ماحول اور معاشرہ جانتا ہے کہ فلاں شخص احمدی ہے تو وہ احمدی یاد رکھے کہ اس کے ساتھ احمدی کا لفظ لگتا ہے، اگر وہ تبلیغ نہیں بھی کر رہا تو تب بھی اس کا احمدی ہونا اسے خاموش داعی الی اللہ بنا دیتا ہے۔

ہر احمدی جو اپنے آپ کو احمدی کہتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرتا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے اعمال اس لئے درست رکھے کہ اس پر ہر ایک کی نظر ہے۔ اگر کسی قسم کا ایسا دینی علم نہیں بھی ہے جو اسے فعّال داعی الی اللہ بنا سکے تب بھی اس کا ہر فعل اور عمل اور قول دوسروں کی توجہ کھینچنے کا باعث بن سکتا ہے۔ اگر نیک اعمال ہیں تو لوگ نیکی سے متاثر ہو کر قریب آئیں گے......دلوں کو مائل کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے اور تبلیغ کرنا انبیاء کے ساتھ الٰہی جماعتوں کے افراد کا کام ہے۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 9 / اپریل 2010ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

**”تکمیل اشاعت ہدایت کا کام اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا ہے۔ وہ ہدایت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کُل انسانیت کے لئے لائے تھے اور جس کے پھیلانے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے چین تھے اس کی تکمیل کا یہ زمانہ ہے جب سب ذرائع میسر ہیں۔ جس طرح یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد کیا گیا تھا اسی طرح اب یہ کام آپؑ کے ماننے والوں کے سپرد کیا گیا ہے۔ ان کے سپرد ہے جو یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے۔“**

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 / نومبر 2016ء)

یہ موضوع ایسا نہیں کہ ایک قصۂ پارینہ ہو بلکہ ایسی جاری وساری رُودِ رواں ہے کہ جس کا کوئی کنارہ نظر نہیں آتا اور الحمد للہ ہم وہ خوش قسمت جماعت ہیں جو خلافت کی روحانی رہنمائی میں اُس تبلیغی جوش کو جسکی آگ آنحضرت ﷺ نے لگائی پھر سینہ بسینہ آپؐ کے غلام صادق کے دور میں بھی اُسی لو کو جلتے ہوئے ہر آن مشاہدہ کر رہے ہیں۔

**کیا ہم یہ گوارا کر سکتے ہیں؟** کہ جس پیغام کی اشاعت کے لیے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زندگی قربان کر دی تھی اُس پیغام کی اشاعت کئے بغیر آرام سے بیٹھے رہیں؟ اللہ تعالیٰ تمام احمدیوں کو اشاعت ہدایت میں بھرپور حصہ ڈالنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرات !! پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ مومن وہ ہے جو ہمیشہ خوب سے خوب تر کی طرف جانے کی کوشش

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

کس قدر ظاہر ہے نور اُس مبدء الانوار کا — بن رہا ہے سارا عالم آئینہ ابصار کا
چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا — کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

اے دوستو جو پڑھتے ہو اُمّ الکتاب کو — اب دیکھو میری آنکھوں سے اس آفتاب کو
سوچو دعاء فاتحہ کو پڑھ کے بار بار — کرتی ہے یہ تمام حقیقت کو آشکار

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

کرتا چلا جائے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کا ہمیشہ طلبگار رہے......ورنہ یہ دنیا تو ہمیں کافر کہتی ہی ہے اگر ہم خدا کی نظر میں بھی مومنہ بنے تو افسوس ہے۔

اس ضمن میں ایک روایت پیش ہے:

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ روایت کرتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا...... کہ **جماعت احمدیہ کے لئے بہت فکر کا مقام ہے کیونکہ ایک طرف تو لاکھوں آدمی انہیں کافر کافر کہتے ہیں اور دوسری طرف اگر یہ بھی خدا کی نظر میں مومن نہ بنے تو انکے لئے دوہرا گھاٹا ہے۔** حشمت اللہ صاحب کہتے ہیں کہ جہاں تک مجھے یاد ہے یہ حضور کی آخری نصیحت یا وصیت تھی جس کو میں نے اپنے کانوں سے سنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’ان کے (یعنی مخالفین) کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد......اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مُرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو اِن ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لیے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔ پس اے میرے آسمانی آقا تو ہم پر اپنی رحمت اور نصرت کی نظر فرما اور ہمیں اس ابتلائے عظیم سے نجات بخش۔‘‘

(ترجمہ عربی عبارت روحانی خزائن جلد 5، آئینہ کمالات اسلام، صفحہ 15)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کی خدمت جس سچی محبت اور درد کے ساتھ ساری زندگی خود کار انداز میں جاری رکھی اس کی کیفیت اللہ ہی سب سے بہتر جانتا ہے۔ آپ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کو کلیتاً خدمت اسلام کی خاطر وقف کر دیا۔ زندگی کا ایک ایک لمحہ اور طاقت کا ایک ایک ذرہ اس راہ میں قربان کر دیا۔ قلمی جہاد کے سلسلہ میں اتنی محنت فرماتے کہ بعض اوقات آپ پر انتہائی ضعف کی کیفیت طاری ہو جاتی۔ جس علالت میں آپ کا وصال ہوا اس بیماری کے دوران بھی آپ اپنی آخری کتاب پیغام صلح کی تصنیف میں مصروف رہے۔ بالآخر اس قلمی جہاد کی حالت میں آپ نے وصال یار کا شیریں جام پیا۔ معزز سامعین! دین اسلام کی اس قدر خدمت کرنے کے باوجود آپ کی زبان پر جو کلمات جاری تھے وہ یہ تھے: "میں نے وہ کام نہیں کیا جو مجھے کرنا چاہئے تھا۔ اور میں اپنے تئیں ایک نالائق مزدور سمجھتا ہوں"۔

آخر میں یہی عرض کروں گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قلم کا حق تو صحیح معنوں میں ادا کر دیا اب ہم ان زندگی بخش کلمات کو بار بار پڑھیں اور اپنے دلوں کو ان سے منور کریں۔ یہ روحانی خزانہ ساری انسانیت کی مشترکہ دولت ہے۔ پس آؤ کہ ہم اس دولت کو اس دنیا میں عام کر دیں۔ ملک ملک اور قریہ قریہ اس کو پھیلاتے جائیں۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نصیحت پر اپنی اس تقریر کو ختم کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’اب وقت تنگ ہے۔ میں بار بار یہی نصیحت کرتا ہوں کہ کوئی جوان یہ بھروسہ نہ کرے کہ اٹھارہ یا انیس سال کی عمر ہے اور ابھی بہت وقت باقی ہے۔ تندرست اپنی تندرستی اور صحت پر ناز نہ کرے۔ اسی طرح اور کوئی شخص جو عمدہ حالت رکھتا ہے وہ اپنی وجاہت پر بھروسہ نہ کرے۔ زمانہ انقلاب میں ہے۔ یہ آخری زمانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صادق اور کاذب کو آزمانا چاہتا ہے۔ اس وقت صدق و وفا کے دکھانے کا وقت ہے اور آخری موقع دیا گیا ہے۔ یہ وقت پھر ہاتھ نہ آئے گا۔ یہ وہ وقت ہے کہ تمام نبیوں کی پیشگوئیاں یہاں آکر ختم ہو جاتی ہیں۔ اس لئے صدق اور خدمت کا یہ آخری موقع ہے جو نوع انسان کو دیا گیا ہے۔ اب اس کے بعد کوئی موقع نہ ہو گا۔ بڑا ہی بدقسمت وہ ہے جو اس موقع کو کھو دے۔ نرا زبان سے بیعت کا اقرار کرنا کچھ چیز نہیں ہے بلکہ کوشش کرو اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگو کہ وہ تمہیں صادق بنا دے۔ اس میں کاہلی اور سستی سے کام نہ لو بلکہ مستعد ہو جاؤ اور اُس تعلیم پر جو میں پیش کر چکا ہوں عمل کرنے کے لئے کوشش کرو اور اس راہ پر چلو جو میں نے پیش کی ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 263-264 ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

☆☆☆

## اخبار بدر خود بھی پڑھیں
## اور اپنے دوست احباب کو بھی اسکے پڑھنے کی ترغیب دیں

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اخبار بدر کے خصوصی شمارہ دسمبر 2014 کے لئے اپنا پیغام ارسال کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہ بات بدر کے ادارہ اور قارئین کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ یہ اخبار احباب جماعت کی روحانی اصلاح اور ترقی کیلئے جاری کیا گیا تھا اور ہمارے بزرگوں نے باوجود نامساعد حالات کے پوری جانفشانی سے اسے ہمیشہ جاری رکھنے کی سعی کی اور ان کی دعاؤں اور پاک کوششوں کی برکت سے ہی آج تک یہ جاری ہے اور یہ چیز اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ احمدی اسے پڑھیں اور اس سے استفادہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہندوستان کے احمدیوں کو بالخصوص اور باقی دُنیا میں بسنے والے احمدیوں کو بالعموم اس کے مطالعہ کی اور اس سے وابستہ برکتوں کو سمیٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔‘‘

سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے اس نہایت اہم اور بصیرت افروز ارشاد کے پیش نظر احباب جماعت احمدیہ کی خدمت میں گزارش کی جاتی ہے کہ ہر گھر میں اخبار بدر کے مطالعہ کو یقینی بنایا جانا بہت ضروری ہے۔ اخبار بدر میں قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات عالیہ کے علاوہ حضور انور کے خطبات جمعہ، خطابات، نیز حضور انور کے مختلف ممالک کے بابرکت دوروں کی نہایت دلچسپ اور ایمان افروز رپورٹیں باقاعدگی سے شائع ہوتی ہیں جس کا مطالعہ ہر احمدی کیلئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفقت سے اب یہ اخبار اردو کے علاوہ ہندی، بنگلہ، تامل، تیلگو، ملیالم، اُڑیہ، کنڑ زبانوں میں بھی شائع ہو رہا ہے۔ جن احمدی دوستوں نے اب تک اخبار بدر اپنے نام جاری نہیں کروایا ہے، ان سے درخواست ہے کہ اخبار بدر اپنے نام جاری کروا کر خود بھی اس کا مطالعہ کریں اور اپنے بچوں اور گھر کے دیگر افراد کو بھی اس کے مطالعہ کا موقع فراہم کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سیّدنا حضرت امیر المومنین کے ارشادات پر من وعن ان کی حقیقی روح کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اخبار بدر کے وقت پر نہ پہنچنے نیز چندہ جات کی ادائیگی یا کسی بھی طرح کی معلومات کیلئے دفتر مینیجر ہفت روزہ اخبار بدر سے رابطہ کریں۔ جزاکم اللہ۔ (ادارہ)

## ولادت و درخواست دُعا

الحمدللہ، اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اور سیّدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں کے باعث خاکسار کے بیٹے عزیزم ایشان احمد مبلغ سلسلہ شعبہ تاریخ احمدیت قادیان کو مؤرخہ 17/جنوری 2025ء کو بیٹی کی نعمت سے نوازا ہے۔ بچی کا نام ’’آئرہ مناہل‘‘ ہے۔ نومولودہ محترم بشیر احمد صاحب مرحوم (تلاکور، ہریانہ) کی پڑپوتی ہے جو حضرت محمد بخش صاحب رضی اللہ عنہ صحابی کے بیٹے اور حضرت حکیم محمد رمضان صاحب رضی اللہ عنہ صحابی سکنہ تلاکور کے داماد تھے۔ نومولود محترم اعجاز الحسن صاحب سابق صدر جماعت احمدیہ جھلاواں (اُتر پردیش) کی نواسی ہے۔

جملہ قارئین بدر سے دُعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ بچی کو نیک، صالحہ، خادمہ دین و سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لئے مفید وجود بنائے اور عمر و صحت میں برکت دے۔ آمین۔ (لطیف احمد صدر جماعت احمدیہ بٹالہ)


ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’ہم جلسوں اور اجتماعات کا انعقاد اس لیے کرتے ہیں کہ سب لوگ اکٹھے ہو کر اپنے اپنے اخلاق اور روحانی معیار بہتر کر سکیں‘‘

(خطاب برموقع سالانہ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ 2019)

طالب دعا: ناصر احمد ایم.بی (R.T.O) ولد مکرم بشیر احمد ایم.اے (جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک)



ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حرص سے بچو
کیونکہ اسی برائی نے پہلوں کو برباد کیا

(مسند احمد بن حنبل)

طالبِ دُعا: خورشید احمد گنائی صاحب و اہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)



ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

’’اجتماع میں شامل ہونے کا بنیادی مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ہم اپنے خدا سے مضبوط تعلق قائم کرنے والے ہوں‘‘

(خطاب برموقع سالانہ سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ 2019)

طالبِ دعا: مصدق احمد، نائب امیر جماعت احمدیہ بنگلور، کرناٹک

تقریر جلسہ سالانہ قادیان 2024ء

# ''سیرت صحابہؓ، حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ''

(مکرم تنویر احمد ناصر صاحب نائب ناظر نشر و اشاعت قادیان)

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَۃً طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ تُؤْتِیْٓ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ بِاِذْنِ رَبِّھَا۔
(سورہ ابراہیم آیت 25 تا 26)

قابل احترام صدر جلسہ اور معزز سامعین۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

معزز سامعین!! میری تقریر کا موضوع ہے: ''سیرت صحابہؓ۔ حضرت حمزہؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ''

خاکسار نے سورۃ ابراہیم کی جو آیت تلاوت کی ہے اس میں غریب اسلام کو زندہ اسلام کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اور اس کی مثال ایک پاک درخت کے ساتھ دی گئی ہے۔ اِس کی شان یہ ہے کہ اِس کی جڑیں زمین میں مضبوطی سے قائم ہیں اور اِس کی شاخیں آسمان کی بلندی سے باتیں کر رہی ہیں اور ہر موسم میں تازہ بتازہ پھلوں سے لدا رہتا ہے۔

شجر اسلام یا شجر محمدی ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ اسلام کے دور اولیٰ کی ایک شان ہے تو اسلام کے دور ثانیہ کی بھی ایک شان ہے۔ ان دونوں شانوں کے بارہ میں، بانیٔ اسلام حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کیا ہی لطیف، پُرحکمت اور سبق آموز مثال بیان فرمائی ہے کہ ''مَثَلُ اُمَّتِیْ کَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا یُدْرٰی اَوَّلُہٗ خَیْرٌ اَمْ آخِرُہٗ'' (ترمذی)

میری امت کی مثال بارش کی طرح ہے۔ نہیں معلوم کہ اس کا پہلا حصہ خیر ہے یا آخری حصہ۔

اگر ہم شجر محمدی کا ذکر کریں تو دور اوّل میں جہاں ہمیں صدیق اکبر، عمر، عثمان اور علی جیسے عظیم پھل نظر آتے ہیں وہیں دورِ آخر میں بروز محمدؐ یعنی امام مہدی اور مسیح موعود نے بھی ان اصحاب کے مثیل کو پیدا فرمایا۔ جنہیں آنحضرتؐ نے ستاروں سے تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا کہ: ''اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ'' (مشکوٰۃ المصابیح جلد 3 باب مناقب صحابہ) میرے صحابہؓ ستاروں کی مانند ہیں پس ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

سامعین کرام!! خاکسار کی معروضات انہیں اوّلین و آخرین کے دو روشن ستاروں یعنی حضرت حمزہؓ اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کی پاکیزہ سیرت سے تعلق رکھتی ہیں۔

سید الشہداء، اَسد اللہ اور اَسدِ رسول جیسے عظیم القاب سے ملقب حضرت حمزہؓ، سردارِ قریش حضرت عبدالمطلب کے صاحبزادے اور رسول اللہؐ کے چچا تھے۔ آپ کی ولادت آنحضرتؐ سے دو سال پہلے ہوئی۔ آپ کی کنیت ابو عمّارہ ہے۔ آپ بہت حسین و جمیل تھے۔ خوبصورت پیشانی، درمیانہ قد، چھریرا بدن، گول بازو اور کلائیاں چوڑی تھیں۔ شعر و شاعری سے شغف تھا۔ شمشیر زنی، تیر اندازی اور پہلوانی کا بچپن سے شوق تھا۔ سیر و سیاحت کرنا اور شکار کرنا مَن پسند مشغلہ تھا۔ آپ کی والدہ کا نام ہالہ تھا اور یہ رسول اللہؐ کی والدہ، حضرت آمنہ کی چچازاد بہن تھیں۔ آپ آنحضرتؐ کے اہل بیت اور رضاعی بھائی بھی تھے۔ آپ نے سن 6 نبوی میں دارِ اَرقم کے زمانہ میں اسلام قبول کرنے کی توفیق پائی۔

آپ کے قبول اسلام کا واقعہ کچھ یوں ہے کہ ایک دن ابوجہل نے آنحضرتؐ کو سخت غلیظ گالیاں دیں اور آپ کے منہ پر تھپڑ مارا۔ مگر آپؐ نے اسے کچھ نہیں کہا۔ حضرت حمزہ کی ایک لونڈی یہ سارا نظارہ دیکھ رہی تھی۔ شام کو جب حضرت حمزہ شکار سے واپس آئے تو اس نے حضرت حمزہ کو سارا واقعہ سنایا اور کہا کہ تم بڑے بہادر بنے پھرتے ہو۔ تمہیں شرم نہیں آتی کہ تمہاری موجودگی میں تمہارے بھتیجے کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے۔

یہ سن کر حضرت حمزہ کی آنکھوں میں خون اتر آیا اور وہ غصہ کی حالت میں کعبہ کی طرف گئے جہاں ابوجہل بیٹھا ہوا اِس واقعہ کو بڑے مزے لے لے کر سنا رہا تھا۔ آپ نے جاتے ہی کمان بڑے زور کے ساتھ ابوجہل کے سر پر ماری اور کہا کہ یہاں تم اپنی بہادری کے دعوے کر رہے ہو کہ میں نے محمدؐ کو اس طرح ذلیل کیا اور وہ کچھ نہیں بول سکا۔ اب میں تجھے ذلیل کرتا ہوں، اگر تجھ میں ہمت ہے تو میرے سامنے بول اور میرا مقابلہ کر۔ تو نے محمدؐ کو صرف اس لئے گالیاں دی ہیں کہ وہ کہتے ہیں کہ میں خدا کا رسول ہوں۔ کان کھول کر سن لے کہ میں بھی آج سے محمدؐ کے دین پر ہوں۔

گھر لوٹنے پر آپ کو گمان گزرا کہ تم قریش کے سرداروں میں سے ہو، کیا تم اپنا دین بدل دو گے؟ پوری رات بے چینی اور اضطراب میں گزری، صبح ہوتے ہی آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس پریشانی کا حل چاہا تو آنحضورؐ نے آپ پر اسلام کی حقانیت اور صداقت واضح فرمائی تو آپ کا دل روشن ہو گیا اور عرض گزار ہوئے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں۔

اس کے بعد حضرت حمزہ آنحضورؐ کے دست راست بن کر ایک مطیع و فرمانبردار، وفا شعار اور جاں نثار پیروکار بن گئے۔ آپ کے مسلمان ہونے کے بعد مکہ کے مسلمانوں کے ایمان کو بڑی تقویت ملی۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ بھی ان شدائد و مصائب میں حصہ دار ہو گئے جو آنحضورؐ اور باقی مسلمانوں پر گزر رہے تھے۔ شعب ابی طالب میں محصوری کے دوران آپ نے بھی تمام سختیاں اور تنگیاں برداشت کیں اور پوری وفاداری سے آنحضرتؐ کا ساتھ دیا۔

آپ نے بھی دیگر مہاجرین کی طرح مدینہ ہجرت فرمائی اور حضرت کلثوم بن ہِدم کے مکان پر قیام کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حمزہ اور حضرت زید بن حارثہ کے درمیان رشتۂ اُخوت قائم فرمایا۔ اسی بناء پر غزوۂ اُحُد پر جاتے ہوئے آپ نے حضرت زید کے حق میں وصیت فرمائی تھی۔

مدینہ ہجرت کے بعد بھی کفار کی ریشہ دوانیاں ختم نہیں ہوئیں۔ قریش کی نقل و حرکت اور ریشہ دوانیوں سے باخبر رہنے کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مہمات کی ضرورت پیش آئی جن میں حضرت حمزہ کو غیر معمولی خدمت کی توفیق ملی۔ رمضان المبارک 1 ہجری میں 30 سواروں کی قیادت کرتے ہوئے اسلامی لشکر کا سب سے پہلا علَم آپ نے سنبھالا۔ اگرچہ لڑائی کی نوبت نہ آئی لیکن تاریخ میں اسے ''سرِیّہ حمزہ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اسی سال غزوہ عُشیرہ بھی پیش آیا۔ اس میں بھی علم برداری کا شرف آپ کو عطا ہوا۔ لیکن اس دفعہ بھی کوئی جنگ واقع نہیں ہوئی۔

ہجرت کے بعد دیگر مسلمانوں کی طرح حضرت حمزہ کے مالی حالات بھی بہت خراب ہو گئے تھے۔ انہوں نے ان حالات کا ذکر آنحضرتؐ سے کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ اے حمزہ اپنی عزت نفس قائم اور زندہ رکھنا زیادہ پسند ہے یا اسے مار دینا۔ عرض کیا میں تو اسے زندہ رکھنا ہی پسند کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا پھر اپنی عزت نفس کی حفاظت کرو۔

آپؐ نے حضرت حمزہ کو فرمایا کہ اس دعا کو لازم پکڑو کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ بِاسْمِکَ الْاَعْظَمِ وَرِضْوَانِکَ الْاَکْبَرِ یعنی اے اللہ میں تجھ سے تیرے اسم اعظم اور رضوان اکبر کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔ اور ہمیشہ آپ نے اس کے پھل کھائے۔

حضرت حمزہ کئی غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ غزوۂ بدر کے موقع پر آپ نے ایک ایسے شخص کو واصل جہنم کیا جس نے مسلمانوں کے پانی کے حوض کو خراب کرنے یا اس کے پاس مر جانے کا عہد کیا تھا۔

جنگ بدر کے موقع پر حضرت حمزہ نے خود پہنی ہوئی تھی۔ عتبہ بن ربیعہ نے کہا کہ کچھ بات کرو تا کہ ہم تمہیں پہچان لیں۔ حضرت حمزہ نے کہا کہ میں حمزہ ہوں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شیر ہے۔ تو عتبہ نے کہا، اچھا مقابل ہے۔ اس جنگ میں حضرت حمزہ نے عتبہ سمیت تیس سے زائد سرداران قریش کو قتل کیا۔

حضرت حمزہ کی بہادری کا یہ عالم تھا کہ غزوہ بدر میں کفار میں دہشت ڈالنے کیلئے، آپ شتر مرغ کا پر، بطور نشانِ جنگ لگائے ہوئے تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ اُمیّہ بن خلف نے مجھ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جس کے سینہ میں شتر مرغ کا پر لگا ہوا ہے۔ میں نے کہا کہ یہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔ اُمیّہ کہنے لگا کہ یہی وہ شخص ہے جس نے آج ہمیں سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔

سن 2 ہجری میں ہی غزوہ بنو قینقاع پیش آیا۔ آنحضرتؐ نے بنو قینقاع کی عہد شکنی کے باعث ان پر فوج کشی فرمائی اور انہیں مدینہ سے جلا وطن کر دیا۔ اس موقع پر بھی حضرت حمزہ علم برداری کے منصب پر مامور تھے۔

غزوہ اُحد میں بھی حضرت حمزہ نے شجاعت کے کمالات دکھائے۔ جنگ بدر میں آپ نے چن چن کر اکثر صنادید قریش کو قتل کیا تھا۔ مشرکین قریش کی نگاہ میں آپ کی یہ شجاعت بہت کھٹکی تھی اور وہ سب سے زیادہ آپ کے خون کے پیاسے تھے۔ اس روز آپ رسول اللہؐ کے آگے دو تلواروں سے جنگ کرتے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں اسد اللہ ہوں۔ یہ کہتے ہوئے کبھی آگے جاتے اور کبھی پیچھے ہٹتے۔ اسی حالت میں یکا یک پھسل کر آپ اپنی پیٹھ کے بل گرے۔ وحشی اسود نے آپ کو دیکھ لیا اور اس نے نیزہ کھینچ کر آپ کو مارا اور آپ شہید ہو گئے۔ اس وقت آپ انسٹھ سال کے تھے۔

روایات میں ہے کہ ہندہ نے اپنے باپ کا انتقام لینے کے لئے جو بدر میں حضرت حمزہ کے ہاتھوں مارا گیا تھا یہ نذر مان رکھی تھی کہ مجھے موقع ملا تو میں حمزہ کا کلیجہ چباؤں گی۔ جب حضرت حمزہ شہید ہو گئے تو مشرکین نے حضرت حمزہ کو مُثلہ کر دیا۔ وہ آپ کے جگر کا ایک ٹکڑا لائے۔ ہندہ اسے لے کر چباتی رہی مگر جب وہ اس کو نگل نہ سکی تو پھینک دیا۔ یہ واقعہ رسول اللہؐ کو معلوم ہوا تو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ نے آگ پر ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا ہے کہ حمزہ کے گوشت میں سے کچھ بھی چکھے۔ رسول کریمؐ حضرت حمزہ کی نعش پر آ کر کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ اے حمزہ تیری اس مصیبت جیسی کوئی مصیبت مجھے کبھی نہیں پہنچے گی۔ میں نے اس سے زیادہ تکلیف دہ منظر آج تک نہیں دیکھا۔ پھر آپؐ نے فرمایا جبریل نے آ کر مجھے خبر دی ہے کہ حمزہ بن عبدالمطلب کو سات آسمانوں میں اللہ اور اس کے رسول کا شیر لکھا گیا ہے۔

رسول اللہؐ نے حضرت حمزہ کی نماز جنازہ اس طرح پڑھائی کہ ہر بار ایک انصاری صحابی کی نعش حضرت حمزہ کی نعش کے ساتھ رکھ کر نماز جنازہ پڑھائی جاتی۔ اس طرح ستر مرتبہ آپ کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ میں نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس قدر گریہ و زاری

کرتے نہیں دیکھا جس قدر آپؐ نے حضرت حمزہؓ پر گریہ وزاری کی۔ آپؐ نے حضرت حمزہ کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا کہ:

"اے حمزہ رسول اللہؐ کے چچا، اے اللہ کے شیر اور رسول اللہؐ کے شیر، اے حمزہ، اے تمام ترخیرات اور حسنات پر عمل کرنے والے، اے حمزہ مصائب و مشکلات کے دور کرنے والے، اے حمزہ ذات رسول کا دفاع اور تحفظ کرنے والے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے کہ حضرت حمزہ حالت جنابت میں قتل کئے گئے تھے تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ان کو ملائکہ نے غسل دیا ہے۔

(رواہ الحاکم جلد 4 صفحہ 199)

ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت حمزہ کو اس طرح ظلم وستم کا نشانہ بنانے والوں کے لئے اپنا عزم یوں ظاہر فرمایا کہ: "بخدا اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اس قوم کفار پر فتح عطا فرمائی تو ان کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے الہاماً آپؐ کو اس اقدام سے روکا اور صبر کرنے کا حکم دیا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ ہم صبر کریں گے اور مثلہ کا بدلہ نہیں لیں گے۔ اور اپنی قسم کا کفارہ ادا فرمایا۔ (مدارج النبوۃ جلد 2 صفحہ 491)

رسول اللہؐ کے چچا اور مسلمانوں کے اس بہادر سردار کی تدفین جس بے کسی اور کسمپرسی کے عالم میں ہوئی، صحابہ بڑے دکھ کے ساتھ اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ بعد میں فراخی کے دور میں حضرت خباب وہ تنگی کا زمانہ یاد کر کے کہا کرتے تھے کہ حضرت حمزہ کا کفن ایک چادر تھی وہ بھی پوری نہ ہوتی تھی۔ چنانچہ سر کو ڈھانک کر پاؤں پر گھاس ڈال دی گئی تھی۔

روایات میں ہے کہ وحشی جس نے حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا، معافی کا طلبگار ہو کر آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے تین بار زمین پر تھوکا۔ اور اس کے سینے پر تین تھپڑ رسید کئے۔ اور فرمایا کہ آج کے بعد مجھے اپنی شکل نہ دکھانا۔ مسلمان تو وہ ہو گیا لیکن شراب خوری کی وجہ سے اس پر حد لگتی رہی اور مار پڑتی رہی۔ یوں خدائی تقدیر کے ماتحت حضرت حمزہ کا بدلہ اس سے لیا جاتا رہا۔

سامعین کرام!! حضرت حمزہ کے بے شمار فضائل وخصائص اور امتیازات ہیں جن کا مختصر تذکرہ بھی اس جگہ خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

حضرت حمزہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے اور تمام نیک کاموں میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ چنانچہ شہادت کے بعد آنحضرتؐ نے حضرت حمزہ کی لاش کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ کی رحمتیں آپ پر ہوں۔ آپ ایسے تھے کہ معلوم نہیں کہ ایسا صلہ رحمی کرنے والا اور نیکیاں بجالانے والا کوئی اور ہو۔

اس موقع پر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی کہ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا (الاحزاب 23)

مومنوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے جس بات پر اللہ سے عہد کیا تھا اُسے سچا کر دکھایا۔ پس اُن میں سے وہ بھی ہے جس نے اپنی مَنّت کو پورا کر دیا اور ان میں سے وہ بھی ہے جو ابھی انتظار کر رہا ہے اور انہوں نے ہرگز (اپنے طرز عمل میں) کوئی تبدیلی نہیں کی۔ یہ آیت کریمہ رہتی دنیا تک حضرت حمزہ کو ایک عظیم الشان خراج تحسین پیش کرتی رہے گی۔

مستدرک حاکم میں ہے کہ نبی کریمؐ نے شہدائے احد کی قبروں کی زیارت فرمائی تو کہا اے اللہ بے شک تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں۔ اب تا قیامت جو بھی ان کی زیارت کرکے ان کو سلام دے گا تو یہ اس کے سلام کا جواب دیتے رہیں گے۔ چنانچہ رسول کریمؐ، حضرت فاطمہ اور کبار صحابہؓ حضرت حمزہ کے مزار کی زیارت کیا کرتے تھے۔

فاطمہ خزاعیہ کہتی ہیں کہ ایک دن میں میدان احد سے گزر رہی تھی تو میں نے کہا: "السلام علیکم یا عم رسول اللہ ﷺ" اے اللہ کے رسول کے چچا آپ پر سلامتی ہو۔ تو میں نے جواب میں سنا وعلیك السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" (بیہقی، دلائل النبوۃ)

آنحضورؐ کو حضرت حمزہ اتنے محبوب تھے کہ آپؐ صحابہ کرام کو اپنی اولاد کو اسی نام سے موسوم کرنے کی ترغیب دیتے تھے۔ آپؐ فرمایا کرتے تھے کہ میرے چچاؤں میں سب سے بہتر حضرت حمزہ ہیں۔ حضورؐ نے آپ کے متعلق فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام شہدا کے سردار حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں گزشتہ رات جنت میں داخل ہوا اور دیکھا کہ جعفر بن ابی طالب ملائکہ کے ساتھ محو پرواز ہیں اور حمزہ تخت پر تکیہ لگائے تشریف فرما ہیں۔

یہ وہ لوگ تھے جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنتوں کی خوشخبریاں دی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور درجات بلند سے بلند تر کرتا چلا جائے۔

معزز سامعین! خاکسار کی تقریر کا دوسرا حصہ شجر محمدی کے اس عظیم الشان پھل سے تعلق رکھتا ہے جس نے امت محمدیہ کے آخری حصہ میں پیدا ہونا تھا۔ چنانچہ عین وقت مقررہ پر اللہ تعالیٰ نے امام مہدی اور مسیح موعود کو بھیجا جس نے ایک طرف جہاں آنحضرتؐ کے روحانی فیض سے آپؐ کے ظل کامل ہونے کا مقام حاصل کیا وہیں آپؐ کے صحابہؓ کے ہمرنگ ایک پاک جماعت کا قیام بھی فرمایا۔

اسی پاک جماعت کے ایک روشن ستارے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کا بھی خاکسار کو اس جگہ تذکرہ کرنا ہے جن کے اوصاف حمیدہ حیرت انگیز طور پر حضرت حمزہؓ سے بہت مشابہت رکھتے ہیں اور آپ کا وجود قرآنی پیشگوئی واخرین منھم اور آنحضرت ﷺ کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی کا زندہ ثبوت ہے۔

حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبشر اولاد اور ان پانچ تن میں سے تھے جنہیں حضورؑ نے اپنے خاندان کی بنیاد قرار دیا ہے۔ آپ کی پیدائش سے قبل حضور علیہ السلام کو یہ بشارت دی گئی تھی کہ

"آپ کو ایک فرزند عطا کیا جائے گا۔"

(انوار السلام)

اس پیش خبری کے مطابق ۲۴ مئی ۱۸۹۵ء کو آپؓ کی ولادت ہوئی۔ اس موقع پر حضورؑ نے عالم کشف میں یہ دو نظارے دیکھے۔ فرمایا:

(1)۔ جب یہ پیدا ہوا تھا تو اس وقت عالم کشف میں آسمان پر ایک ستارہ دیکھا جس پر لکھا تھا:

"مُعَمَّرُ اللّٰہ"

(2)۔ اس وقت عالم کشف میں مَیں نے دیکھا کہ آسمان پر سے ایک روپیہ اترا اور میرے ہاتھ پر رکھا گیا۔ اس پر لکھا تھا "مُعَمَّرُ اللّٰہ"

(تذکرہ صفحہ 227 ایڈیشن پنجم)

خدا تعالیٰ نے آپؓ کے متعلق کئی بشارات بھی دیں۔ مثلاً فرمایا: عمرہ اللہ علی خلاف التوقع اس کو یعنی شریف احمد کو خدا تعالیٰ امید سے بڑھ کر عمر دے گا۔ (تذکرہ صفحہ 609)

چنانچہ آپؓ کی زندگی میں کئی خطرناک مراحل آئے مگر اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی حفاظت فرمائی۔ مثلاً طاعون جب زوروں پر تھی تو آپؓ کو شدید بخار ہو گیا اور بے ہوشی شروع ہو گئی اور بظاہر مایوس کن علامات ظاہر ہونی شروع ہو گئیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں کہ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں فوت ہو گیا تو دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالیٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کریں گے جو اس نے فرمایا ہے "اِنِّیْ اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ" یعنی مَیں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔" (روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 87)

چنانچہ حضورؑ دعا کے لیے کھڑے ہوئے تو معاً وہ حالت میسر آ گئی جو استجابت دعا کی کھلی کھلی نشانی ہے۔ حضور کو کشفاً دکھایا گیا کہ آپؓ بالکل تندرست ہیں۔ جب کشفی حالت ختم ہوئی تو دیکھا کہ آپؓ چارپائی پر بیٹھے ہیں اور پانی مانگتے ہیں۔ نماز ختم کر کے حضورؑ نے بدن پر ہاتھ لگا کے دیکھا تو تپ کا نام ونشان نہیں تھا۔

ایک اور الہام تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ: "چند سال ہوئے ایک دفعہ عالم کشف میں اسی لڑکے شریف احمد کے متعلق کہا تھا کہ اب تُو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں۔" (تذکرہ صفحہ 406)

اس کشف میں اشارہ تھا کہ آپؓ کی زندگی حضورؑ کے جاری فرمودہ کاموں کے سرانجام دینے میں گزرے گی۔ چنانچہ آپؓ کی عمر کا اکثر حصہ بطور ناظر تعلیم وتربیت اور ناظر اصلاح وارشاد کے طور پر کام کرتے ہوئے بسر ہوا۔ پس حضورؑ کا یہ کشف ابتداءً آپ ہی کے ذریعہ باحسن پورا ہوا اور بعض باتیں آپؓ کی نسل کے ذریعے پوری ہو رہی ہیں کیونکہ حضرت اقدسؑ کی قائم مقامی اور جانشینی کرنے والے اصل وجود تو آپؓ کے خلفاء ہی ہیں۔ حضورؑ فرماتے ہیں:

"شریف احمد کو خواب میں دیکھا کہ اس نے پگڑی باندھی ہوئی ہے اور دو آدمی پاس کھڑے ہیں۔ ایک نے شریف احمد کی طرف اشارہ کر کے کہا "وہ بادشاہ آیا" دوسرے نے کہا کہ "ابھی تو اس نے قاضی بننا ہے۔ فرمایا: قاضی حکم کو بھی کہتے ہیں۔ قاضی وہ ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کرے" (تذکرہ صفحہ 584)

حضرت مولانا غلام رسول راجیکی صاحب فرماتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ ہم مسجد مبارک قادیان میں حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بیٹھے تھے کہ سامنے سے حضرت مرزا شریف احمد صاحب کو آتے دیکھا جو ان دنوں بچے تھے۔ تو حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ وہ دیکھو بادشاہ آ رہا ہے۔ ہم نے عرض کی کہ وہ تو مرزا شریف احمد ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ یہ بادشاہ ہوگا۔ اگر یہ نہ ہوا تو اس کا بیٹا ہوگا۔ اور وہ نہ ہوا تو اس کا پوتا ضرور بادشاہ ہوگا۔"

(تشحیذ الاذھان، سیدنا مسرور ایدہ اللہ نمبر صفحہ 137)

یہ پیشگوئی سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے وجود باجود میں بڑی شان سے پوری ہو رہی ہے۔

نظام سلسلہ کے ماتحت آپؓ ایک دفعہ قاضی بھی مقرر ہوئے تھے۔ مکرم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ سابق امیر جماعت لاہور بیان کرتے ہیں کہ "مَیں نے حضرت میاں صاحب کو نہایت صائب الرائے پایا۔ آپؓ بہت جلد حقیقت کو پا لیتے تھے اور پھر اپنی رائے پر مضبوطی سے قائم ہو جاتے تھے۔ غلط نرمی اور سختی سے پوری طرح بچ کر انصاف کے ترازو کو کماحقہٗ قائم رکھتے تھے۔"

حضور علیہ السلام نے اپنی اس رؤیا کی تشریح میں فرمایا تھا: "قاضی وہ ہوتا ہے جو تائید حق کرے اور باطل کو رد کردے۔" چنانچہ "وہ بادشاہ آیا" الہام کی گواہی ہر وہ شخص دے سکتا ہے جس کو آپؓ سے واسطہ پڑا ہو یا جس نے آپؓ کو قریب سے دیکھا ہو۔ آپؓ نے بہت شاہانہ مزاج پایا تھا۔ خرچ کرتے وقت یا خیرات کرتے وقت یہ نہیں سوچتے تھے کہ میرے پاس کچھ بچتا بھی ہے کہ نہیں۔ ہر ضرورتمند کی مدد فرماتے۔ کوئی سائل ملتا تو فوراً جیب میں ہاتھ ڈالتے اور جو نوٹ نکلتا وہ اُس کو دے دیتے۔ سائل حیران ہو کر دیکھتا رہ جاتا اور آپؓ آگے تشریف لے جاتے۔ آپؓ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید پڑھ لیا۔ حضرت مسیح موعودؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

شریف احمد کو بھی یہ پھل کھلایا
کہ اُس کو تُو نے خود فرقاں سکھایا
یہ چھوٹی عمر پر جب آزمایا
کلامِ حق کو ہے فرفر سُنایا
برس میں ساتویں جب پیر آیا
تو سر پر تاج قرآں کا سجایا

ابتدائی تعلیم مدرسہ احمدیہ قادیان سے حاصل کی۔ جامعہ الازہر مصر میں چھ ماہ تک عربی میں تعلیم حاصل کی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ سے دینی علوم کے علاوہ بخاری شریف پڑھی۔ حضورؓ کے درسوں میں شامل ہو کر بھی فیض حاصل کیا۔ حضورؓ کی خاص توجہ آپؓ کو حاصل تھی۔ حضرت منشی نور محمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم سترہ اٹھارہ آدمی حضورؓ کی مجلس میں بیٹھے تھے کہ آپؓ پر خاص حالت طاری ہوئی۔ حضورؓ نے فرمایا: دیکھو! تمام لوگ مسجد میں موجود ہیں۔ عرض کیا گیا کہ میاں شریف احمد صاحبؓ ابھی باہر گئے ہیں۔ ارشاد ہوا کہ انہیں فوراً بلا لیں۔ جب آپؓ واپس تشریف لائے تو حضورؓ نے ہاتھ اٹھائے اور بہت تضرّع سے لمبی دعا کی۔ دعا سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اطلاع دی تھی کہ اس وقت مجلس میں شامل سب لوگ جنتی ہوں گے اس لیے مَیں نے چاہا کہ ہماری اس مجلس کا کوئی ساتھی اس وقت باہر نہ رہ جائے۔

قادیان سے مربیان کی جو پہلی کلاس جاری ہوئی اُس میں بھی آپؓ شامل تھے۔ قرآن مجید، حدیث اور علم الکلام سے آپؓ کو خاص لگاؤ تھا۔ کئی دفعہ رمضان المبارک کے دوران مسجد مبارک میں بخاری شریف کا درس دیا۔ آپؓ کو تاریخ سے بھی دلچسپی تھی۔ فوج اور صنعت و حرفت کے علوم پر بھی دسترس حاصل تھی۔ انگریزی اور عربی زبانوں میں خاص قابلیت رکھتے تھے۔ حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ آپؓ نے ظاہری تعلیم بہت التزام سے یا کالجوں وغیرہ میں حاصل نہیں کی تھی لیکن علم وسیع اور ٹھوس تھا۔ علمِ دین کے ہر پہلو پر عبور تھا۔ عربی ایسی پڑھاتے تھے کہ چند دن میں پڑھنے والے کو کہیں سے کہیں پہنچا دیتے۔ گیارہ سال کی عمر میں آپؓ کا رشتہ حضرت اقدسؑ نے حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ کی بیٹی حضرت بوزینب صاحبہؓ سے تجویز فرمایا۔ 15 نومبر 1906ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے نکاح پڑھایا۔ ۹ مئی ۱۹۰۹ء کو رخصتانہ ہوا۔

13 مارچ 1914ء کو حضرت خلیفہ اوّلؓ کا وصال ہو گیا اور 14 مارچ 1914ء کو خلافتِ ثانیہ کا بابرکت آغاز ہوا۔ آپ نے منکرین خلافت کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ہمیشہ ہی خلافت کے پُرزور حامی اور علمبردار رہے۔

اکتوبر 1934ء میں احراری شورش زوروں پر تھی اور انگریزی حکومت کے بعض اعلیٰ حکام بھی جماعت احمدیہ کی شدید مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ اس فتنہ کے سدّ باب کے لئے حضرت مصلح موعود نے ایک شعبہ خاص قائم کیا اور اس کا ناظم حضرت مرزا شریف احمد صاحب ہی کو نامزد فرمایا۔

جولائی 1956ء میں انکارِ خلافت کا فتنہ اٹھا جس پر آپ نے الفضل 3 اگست 1956ء میں ایک پُرزور مضمون کے ذریعہ احباب کو توجہ دلائی کہ وہ اس فتنہ کو چھوٹا نہ سمجھیں بلکہ بہت بڑا فتنہ سمجھیں اور دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمیں اور ہماری اولاد کو اس سے کلیۃً محفوظ رکھے۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ آپؓ کو حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ بعض لحاظ سے خاص مشابہت تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرح ان کے مزاج میں بھی ایک لطیف قسم کا توازن پایا جاتا تھا۔ عفو و شفقت کے موقع پر وہ پانی کی طرح نرم ہوتے تھے جو ہر چیز کو رستہ دیتا چلا جاتا ہے مگر سزا اور عقوبت کے جائز مواقع میں وہ ایک چٹان کی طرح مستحکم تھے اور طبیعت میں نہایت سادگی اور غریب نوازی تھی۔ کیا عجب کہ ان کی اسی جسمانی اور اخلاقی مشابہت کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام میں اشارہ ہو کہ

**"اب تو ہماری جگہ بیٹھ اور ہم چلتے ہیں"**

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہؓ فرماتی ہیں کہ میری اور آپؓ کی عمر میں بہت کم فرق تھا۔ ہر وقت کا ساتھ، اکٹھے کھیلنا کودنا۔ بچپن میں بہت شوخ و شنگ بھی تھے مگر کبھی نہیں لڑے۔ مجھے کبھی انہوں نے نہیں ستایا، بلکہ ہمیشہ میرا ہی کہنا مان لیتے۔ آپؓ کی رائے صائب ہوتی۔ مشورہ ہمیشہ دیانتدارانہ ہوتا۔ علم تعبیر اللہ تعالیٰ نے ان کو خاص ودیعت فرمایا تھا۔ علمی پہلو کے علاوہ ایک نہایت شریف، اسم بامسمّی، نہایت صاف دل، غریب طبیعت، دل کے بادشاہ، عالی حوصلہ، صابر اور متحمل مزاج وجود تھے۔ اس لیے نہیں کہ وہ میرے بھائی تھے۔ بلکہ اس کو الگ رکھ کر کوئی بطور سچی شہادت کے مجھ سے ان کی بابت سوال کرے تو میں یہی کہوں گی اور وثوق سے کہوں گی کہ وہ ایک ہیرا تھا، نایاب، وہ سراپا شرافت تھا۔ ایک چاند تھا جو چھُپا رہا اکثر۔

حضرت نیک محمد خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ انفلوئنزا کی وبا کے دوران آپؓ نہایت شفقت، ادب اور محبت سے اپنی اہلیہ محترمہ کو دوائی پلاتے۔ آپؓ کو قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے عشق تھا۔ دوسروں سے بھی پڑھواتے تھے۔ تربیت کے لیے بچوں سے کثرت سے قرآن مجید سنتے تھے۔ عموماً پیار محبت سے اور دعا سے ہی نصیحت فرماتے۔ کسی بات پر زور دینا ہو تو بار بار فرماتے لیکن غصہ میں نہ آتے۔ بچوں کو پڑھنے کی تلقین فرماتے اور مطالعہ کی عادت ڈالنے کے لیے اچھی کہانیوں کی کتب لا کر دیتے اور پھر وہ کہانیاں ان سے سنتے بھی۔ سائیکل چلانا سیکھنے کی تلقین فرماتے اور بندوق اور پستول سے نشانہ کرنا سکھاتے۔ آپؓ کی گفتگو میں مزاح کا پہلو بھی پایا جاتا تھا۔ لطیف ادب سے لگاؤ تھا۔ شعر و سخن سے دلچسپی تھی، خود بھی شعر کہتے تھے۔ آپؓ اسیر راہِ مولیٰ بھی رہے۔ ۱۹۵۳ء میں آپؓ نے دو ماہ کی قید سخت کاٹی۔ اس دوران بھی آپؓ ہشاش بشاش اور مطمئن نظر آئے اور ساتھی قیدیوں کو دلچسپ واقعات اور ایمان افروز باتیں سنا کر اُن کا حوصلہ بلند کرتے رہے۔ گویا جیل میں بھی ہر روز مجلس عرفان سجتی تھی۔ آپؓ کچھ عرصہ فوج میں بھی رہے اور احمدیہ ٹیریٹوریل فورس کا انتظام بھی آپؓ کے سپرد رہا۔ جب آپؓ فوج میں گئے تو آپؓ کے پاس نشانہ میں اوّل آنے کا تمغہ موجود تھا۔

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ صبح کی نماز کے بعد افراد خانہ کو اکٹھا کر کے ۱۵ یا ۲۰ منٹ کا درس دیا کرتے تھے اور طریق یہ تھا کہ حاضرین میں سے کسی کو حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب پڑھنے کو کہتے اور جس بات کی تشریح کی ضرورت ہوتی وہ فرماتے تھے۔ آپؓ بلند آواز میں سفر میں بھی تلاوت کرتے تھے۔ صحابہؓ بتاتے تھے کہ آپؓ کی آواز حضرت مسیح موعودؑ کی آواز سے ملتی تھی۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر ذکرِ حبیبؑ کے موضوع پر کئی تقاریر بھی فرمائیں۔ حضرت مولانا ابوالعطا صاحب فرماتے تھے کہ جب کوئی نئی دکان کھلتی تو جا کر زیادہ سے زیادہ چیزیں خریدتے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو۔ اور اگر کبھی کوئی آندھی یا طوفان آتا تو گھر سے نکلتے کہ کسی گھر کا نقصان ہو گیا ہو تو اُسے پورا کروں۔ آپؓ کی ہمدردی اور سلسلہ کے لیے غیرت ایک نمونہ تھی۔ اپنے ماتحتوں کی تکلیف کا بہت احساس ہوتا تھا اور تب تک چین نہیں آتا تھا جب تک اس تکلیف کا ازالہ نہ کر لیں۔

مردانہ شجاعت آپؓ کی طبیعت کا نمایاں وصف تھا۔ قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ نے جماعت اور شعائر اللہ کی حفاظت کے لیے نظارت خاص قائم فرمائی جس کا ناظر آپؓ کو مقرر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے خاص فضل سے آپؓ کی بیدار مغزی اور حُسنِ تدبیر سے احرار کی چالیں ناکام ہونے لگیں اور آپ کا وجود ان کی نظر میں کھٹکنے لگا تو دُشمن نے آپؓ پر ایک شخص حنیفا کے ذریعے لاٹھی سے حملہ کروایا لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے آپؓ محفوظ رہے۔ آپؓ بہت دلیر تھے۔

حضرت مرزا منصور احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ لاہور میں جماعت کے خلاف جلوس وغیرہ دیکھنے کے لیے کئی دفعہ آپؓ اکیلے ہی گھر سے نکل جاتے تھے، ہم پریشان ہو جاتے لیکن آپؓ بڑے آرام اور تسلی سے واپس آ رہے ہوتے تھے کہ مَیں ذرا حالات دیکھنے گیا تھا۔

حضرت میاں صاحب بعض چیزوں کے موجد بھی تھے۔ مثلاً آپ نے ایک ایسا آلہ ایجاد کیا تھا جس سے شکار کے وقت فاصلہ ماپا جا سکتا تھا اور اس کے مطابق SIGHT کو فٹ کیا جا سکتا۔ اسی طرح آپ نے ایک چھوٹا سا پمپ بھی ایجاد کیا تھا جسے سائیکل کے ساتھ ADJUST کر دیا جاتا اور اگر سائیکل پنکچر ہو جائے تو اتر کر ہوا بھرنے کی ضرورت نہ تھی اور خود بخود سائیکل میں ہوا بھر جاتی تھی۔ اسی طرح آپ نے کشتی کو سائیکل کی طرح چلانے کے لئے پیڈل سسٹم بھی ایجاد فرمایا تھا۔ قادیان میں SWIMMING POOL آپ ہی کی توجہ اور محنت کا نتیجہ تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحبؓ اوصاف حمیدہ کا دلکش نمونہ تھے۔ آپ کا حلیہ اور آواز سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حلیہ مبارک اور آواز سے بہت ملتی تھی اور انداز گفتگو بہت سادہ اور دلکش تھا۔ قرآن شریف اور احادیث نبویہ سے آپ کو ازحد محبت تھی۔ نماز فجر کے بعد بلا ناغہ قرآن شریف کی تلاوت باآواز بلند فرماتے۔ سورۃ فاتحہ درود شریف اور یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِیْثُ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ کا ورد بکثرت کرتے۔ سفر میں نماز ہمیشہ پہلے وقت میں ادا فرماتے۔ آپ صاحب کشف اور مستجاب الدعوات تھے۔

ایک مرتبہ ریاست کپورتھلہ میں شکار کی غرض سے تشریف لے گئے۔ دیر ہو جانے کی وجہ سے ایک گاؤں میں رات گزارنی پڑی۔ اسی رات اُس گھر سے ایک بچہ گم ہو گیا اور باوجود تلاش کرنے کے نہ ملا۔ اس پر آپؓ نے خاص توجہ سے دعا کرنی شروع کی۔ دعا کی حالت میں غنودگی میں آپؓ کو دکھایا گیا کہ ایک بوڑھا شخص بچے کو لے کر آ رہا ہے۔ آپؓ نے گھر والوں کو اسی وقت اطلاع دی کہ ایک بوڑھا شخص بچے کو گھر لے کر آئے گا۔ صبح جب آپؓ کی روانگی کا وقت ہوا تو ابھی بچہ گھر نہیں پہنچا تھا۔ اس پر آپؓ نے پھر دعا کی کہ مَیں اس حالت میں گھر والوں کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ اے باری تعالیٰ! میرے ہوتے ہوئے اس بچے کو گھر پہنچا دے۔ تھوڑی ہی دیر میں ایک معمر شخص بچے کو لے کر آ گیا اور گھر والوں نے خوشی خوشی آپؓ کو رُخصت کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپؓ کو زبردست روحانی قوت عطا فرمائی تھی اور آپؓ کی توجہ بڑی اثر انگیز تھی۔

آپؓ نے اپنی بیماری کے ایّام صبر و شکر سے گزارے اور ۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء کو جلسہ سالانہ کے افتتاح سے دو گھنٹے قبل ساڑھے ۶۶ سال کی عمر میں آپؓ نے وفات پائی۔ اُسی دن حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 7 اگست 2023ء)

حضرت مصلح موعودؓ سے والہانہ عشق اور ادب کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے بچپن کا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ

"میرے دادا......حضرت مرزا شریف احمد صاحب......ایک دفعہ مجھے ساتھ لے گئے کہ حضرت خلیفہ ثانی کو ملنے جانا ہے۔ جب ان کے گھر پہنچے تو وہ نیچے کھڑے ہو گئے۔ مجھے کہا کہ اوپر جا کے بتا کے آؤ کہ میں ملنے آ رہا ہوں اجازت لے کر آؤ۔ وہاں جا کر میں نے انہیں کہا کہ ابا جان نے ملنے آنا ہے۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے آ جائیں۔ میں نیچے آیا ان کو بتایا پھر وہ اوپر گئے۔ وہاں کرسی رکھی تھی ان کے سرہانے جہاں وہ لیٹے ہوئے تھے۔ تو انہوں نے کرسی ہٹا دی اور نیچے بیٹھ گئے۔ اور دونوں بھائیوں کی جو باتیں ہو رہی تھیں اس میں بھی آپس کا ایک تعلق اور محبت اور پیار کا اظہار دونوں طرف سے چل رہا تھا۔"

معزز سامعین! اسلام کے ان دونوں ادوار کے صحابہ کی شان کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:

"یہ لوگ جنہیں خدا تعالیٰ کے انبیا کی صحبت حاصل ہوتی ہے یہ لوگ انبیا کا قرب رکھتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نبیوں اور اس کے قائم کردہ خلفا کے بعد دوسرے درجہ پر دنیا کے امن اور سکون کا باعث ہوتے ہیں۔" (خطبہ جمعہ 22 اگست 1941ء)

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگ صحابہؓ پر کروڑ ہا کروڑ رحمتیں اور برکتیں نازل فرماتا چلا جائے اور ہمیں ان کے پاکیزہ اُسوہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

ہمیشہ خیال رکھیں کہ آپ نے لوگوں کے لیے ایک نمونہ بننا ہے، واقفاتِ نَو کا صرف ٹائٹل لے کر نہیں رکھنا بلکہ ایک نمونہ بننا ہے
اس لیے نمازوں اور اخلاق کے لحاظ سے بھی اپنے نیک نمونے قائم کریں، آپ کے اچھے اخلاق ہونے چاہئیں اور دینی علم بھی زیادہ بہتر ہونا چاہئے
دینی علم حاصل کرنے کی کوشش کریں صرف دنیا کے علم کے پیچھے نہ پڑ جائیں

واقفاتِ نَو کو سوشل میڈیا کے مضر اثرات کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کے لئے مقامی یا قومی اخبارات میں مضامین لکھنے چاہئیں
ایسا کرنے سے واقفاتِ نَو اس مسئلے کو اجاگر کرنے میں اپنا کردار مؤثر طریقے سے ادا کر سکتی ہیں

Once Nikah is performed تم آزاد ہو میاں بیوی بن گئے، اسلامی point of view سے میاں بیوی بن گئے
اب چاہے رخصتی کرو یا مسجد سے نکاح کے بعد خاوند یا لڑکا، لڑکی کا ہاتھ پکڑے اور اپنے گھر لے جائے
ماں باپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس کو روکیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سادگی سے ہی رخصتی ہوا کرتی تھی
بلکہ بعض صحابہؓ کی شادی ہو جاتی تھی تو آپؐ کے علم میں بھی نہیں آتا تھا کہ اس کی شادی ہوگئی ہے

اسلام اور قرآن شریف میں پردے کا جو حکم ہے وہ تو یہ ہے کہ چادر اوڑھو
تم نے جو اپنا لباس پہنا ہوا ہے اس میں بھی بعض دفعہ تمہارے چہرے یا جسم کی خوبصورتی کا اظہار ہو جاتا ہے
اس لیے ایک چادر سر پر اوڑھو اور اپنے سینے کے اوپر چادر لپیٹ لو تا کہ مردوں کی غلط نظروں سے محفوظ رہو

ماں کی basic responsibility بچوں کی تربیت کرنا، اس asset کو جو تمہارا، جماعت کا، قوم اور ملک کا بھی ہے سنبھال کے رکھنا اور اس کی صحیح طرح کیئر کرنا ہے
اس بات کا خیال رکھو تو اس کے ساتھ اگر کوئی professional ہے، اس قسم کے پروفیشن میں جو ڈاکٹر ہے ٹیچر ہے یا اور کوئی ایسا پروفیشن تو اس میں کام کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے

جہاں ضروری ہو وہاں عورت کام کر سکتی ہے اور اس میں کوئی روک نہیں ہے
لیکن صرف لالچ کی خاطر کام کرنا اور اپنی basic responsibilities گھر کو سنبھالنا،
بچوں کی تربیت اور ٹریننگ کرنا، ان کی upbringing میں اپنا پورا رول ادا کرنا اگر وہ نہیں ہوگا تو پھر عورت قصوروار ہے

## سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفاتِ نَو کینیڈا کے عاملہ ممبران کی آن لائن ملاقات اور حضورِ انور کی زرّیں نصائح

مورخہ 11 جون 2023ء کو امام جماعت احمدیہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ واقفاتِ نو کینیڈا کی آن لائن ملاقات ہوئی۔

حضورِ انور نے اس ملاقات کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز سے رونق بخشی جبکہ واقفاتِ نو نے ایوان طاہر پیس ویلج ٹورانٹو سے آن لائن شرکت کی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم، حدیث نبوی ﷺ، اقتباس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام اور نظم سے ہوا۔ بعدازاں شاملین کو مختلف نوعیت کے سوالات پوچھنے کا موقع ملا۔

تلاوت قرآن کریم سے قبل حضورِ انور ایدہ اللہ نے استفسار فرمایا کہ کُل کتنی واقفاتِ نَو شامل ہیں اور ٹورانٹو کے علاقہ سے ہیں یا پورے کینیڈا سے؟ نیز حضورِ انور نے کینیڈا میں واقفاتِ نَو کی کل تعداد کے بارے میں بھی دریافت فرمایا۔ اس پر بتایا گیا کہ تیرہ ریجنز سے 910 واقفاتِ نَو موجود ہیں جبکہ کینیڈا میں واقفاتِ نَو کی کل تعداد 2284 ہے۔

ایک شادی شدہ تین بچوں کی والدہ واقفۂ نو نے سوال کیا کہ ہم اپنے نوجوان بچوں کی راہنمائی کیسے کر سکتی ہیں جنہیں سکولز میں بہت سی غیر اسلامی اور ذہن کو الجھا دینے والی باتیں جیسا کہ تبدیلیٔ جنس وغیرہ سکھائی جا رہی ہیں؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ بچے 365 دنوں میں سے صرف 170 یا 180 دن سکول میں رہتے ہیں باقی تو وہ آپ لوگوں کے پاس رہتے ہیں۔ مَیں کئی دفعہ کہہ چکا ہوں کہ بچوں کو دوست بناؤ، ان کے ساتھ interact کرو، جب بچے گھر آتے ہیں تو ان کے سوالوں کے جواب دو۔

کئی دفعہ بتا چکا ہوں کہ بچے جب سکول میں gender کے بارے میں پڑھ کے آتے ہیں تو اس بارے میں ان سے پوچھو کہ کیا پڑھا، پھر ان کو بتاؤ کہ تمہاری عمر کیا ہے اور تمہیں اس چیز کی سمجھ نہیں آ سکتی، بڑے ہو گے تو سمجھ آئے گی، بتاؤ کہ اصل چیز کیا ہے، نیچر نے تمہیں کیا بنایا ہے۔ ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ نے جسم کی بناوٹ میں جو بائیولوجیکل difference رکھا ہے وہ بہرحال ظاہر ہے، male اور female میں جو فرق رکھا ہے وہ وہی ہے۔ ماں تو ماں ہی ہے، کہو مرد بے شک کسی کی ماں بن جائے لیکن وہ بچہ پیدا نہیں کر سکتا۔

اب تو یہ لوگ خود بولنے لگ گئے ہیں کہ تم لوگوں نے یہ کیا فضولیات شروع کر دی ہوئی ہیں۔ یہ بھی پڑھ رہا تھا کہ ایک pregnant عورت ڈاکٹر کے پاس گئی اور کہا کہ میرے بچہ کا gender بتا سکتے ہو کیا ہے۔ وہ کہنے لگا Let the kindergarten teacher decide it کہ کنڈر گارٹن ٹیچر decide کرے گا کہ gender کیا ہے، ہم نہیں بتا سکتے۔ اب تو یہ ہو گیا ہے کہ ان کی لغویات اور اپنی باتوں پر laughing stalk بن رہے ہیں، تو ان کے خود مذاق اڑ رہے ہیں۔

اس لیے بچوں کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو جو بنایا ہے انسان وہی رہ سکتا ہے۔ احمدی لڑکیوں کو تھوڑی سی محنت کرنی پڑے گی اور خاص طور پر واقفاتِ نو کو تو خاص طور پر محنت کرنی پڑے گی۔ اپنے بچوں کو بتائیں کہ اللہ میاں نے مرد عورت بنایا۔ یہ بائیولوجی کے difference ہیں۔ یہ یہ چیزیں ان کے اندر ہیں۔ اور ہر ایک جانور میں یہ دو gender ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا ایک اپنا فنکشن ہوتا ہے اس سے ہٹ نہیں سکتے۔ صرف کہہ دینے سے تو کچھ نہیں ہوگا۔

اب یہ بھی ہونے لگ گیا ہے کہ ایک ٹیچر نے ایک لڑکے کو he کہہ دیا، اس نے کہا نہیں آج میں she ہوں، اگلے دن اس نے she کہا تو کہتا ہے آج میں he ہوں تم نے she کیوں کہا؟ خود ان لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی کہ کیا کریں، تو اس لیے تھوڑی محنت کرنی پڑے گی۔ بچوں کو سمجھائیں اور بتائیں کہ کس طرح ان لوگوں کے اپنے مذاق بن رہے ہیں۔ بجائے گھبرانے کے کھل کے بات کیا کرو۔ بچوں کو سمجھاؤ، اب تو بے شمار لوگ اس کے خلاف خود بول رہے ہیں۔

ایک سوال کیا گیا کہ سوشل میڈیا کی وجہ سے انسانی privacy نمایاں طور پر متاثر ہوئی ہے، سوشل میڈیا کی وجہ سے انسانی privacy پر مرتب ہونے والے اثرات کے نتائج سے نمٹنے کے لیے حل کیا ہے؟

اس پر حضورِ انور نے فرمایا کہ ماضی میں جب لوگ کسی کے بارے میں کچھ سنتے تھے تو اسے دوسروں تک پہنچا دیتے تھے۔ تاہم اس وقت افواہیں پھیلانے کی حد محدود تھی۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے خاص طور پر لجنہ کے لیے پہلے جماعتی تقریبات کے دوران کیمرے، فون اور دیگر آلات کو بند کرنے کا مشورہ دیا

تھا نیز سوشل میڈیا پر ہر چیز کو غیر ضروری طور پر پوسٹ کرنے سے متنبہ کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فضول گوئی، جھوٹی معلومات پھیلانے اور دوسروں کو برا بھلا کہنے سے منع کیا ہے، اس طرح کے منفی رویوں میں ملوث ہونے سے گریز کرنا ضروری ہے۔ privacy پر سمجھوتا کیا جا رہا ہے اور خود انسانوں کے عمل کی وجہ سے یہ نقصان ہوا ہے۔ واقفات نو، ہمارے ارد گرد رہنے والوں، بچوں، طلبہ اور بہن بھائیوں کو ان عوامل کے منفی اثرات سے آگاہ کرنا بہت ضروری ہے۔ واقفاتِ نَو کو سوشل میڈیا کے مضر اثرات کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کے لیے مقامی یا قومی اخبارات میں مضامین لکھنے چاہئیں۔ ایسا کرنے سے واقفاتِ نَو اس مسئلے کو اجاگر کرنے میں اپنا کردار مؤثر طریقے سے ادا کر سکتی ہیں۔

ایک سوال کیا گیا کہ اسلام میں رخصتی کی کیا اہمیت ہے اور ہمیں عموماً یہ کیوں کہا جاتا ہے کہ ہم نکاح کے بعد اور رخصتی سے پہلے اپنے شوہر سے علیحدگی میں نہیں مل سکتے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ تم بالکل ٹھیک کہہ رہی ہو کہ اسلام تو نکاح کا کہتا ہے، رخصتی تو ہماری traditional شادیاں ہیں۔ Once Nikah is performed تم آزاد ہو میاں بیوی بن گئے۔ اسلامی point of view سے میاں بیوی بن گئے۔ اب چاہے رخصتی کرو یا مسجد سے نکاح کے بعد خاوند یا لڑکا لڑکی کا ہاتھ پکڑے اور اپنے گھر لے جائے، ماں باپ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اس کو روکیں۔ ہاں! کیونکہ ہماری روایتیں ایسی ہیں اور ہم Indo Pakistan میں رہنے والے بہت سارے انڈین کلچر، ہندو کلچر یا وہاں کا جو traditional کلچر تھا اس سے influence ہو گئے ہیں اس لیے ہمارے ہاں رخصتیوں وغیرہ کا خاص اہتمام ہونے لگ گیا کہ رخصتی ہونی ہے۔ otherwise نکاح ہی اصل چیز ہے اور بجائے شادیوں پر خرچ کرنے کے بہتر طریقہ بھی یہی ہے۔

اوّل تو نکاح سے پہلے ایک منگنی کا فنکشن ہوتا ہے اس پر ہم نے انگوٹھی پہنانی ہے، اس پر ایک دھوم دھام اور دعوت ہوتی ہے، پیسے ضائع کیے جاتے ہیں۔ پھر نکاح ہوتا ہے، نکاح کا فنکشن کرتے ہوئے ایک اور پیسوں کا خرچہ۔ نکاح ہو جائے تو اس کے بعد کہتے ہیں شادی ہونی ہے۔ اب شادی ہو جائے تو چلو ٹھیک ہے۔ شادی سے ایک دو دن پہلے پھر مہندی کی رسمیں ہوتی ہیں۔ وہ مہندیاں جب تک نہ لگیں، دعوتیں نہ ہوں، ڈھول ڈھمکے نہ ہوں، گانے بجانے نہ ہوں، دو سو آدمیوں کی دعوت نہ ہو اس وقت تک لڑکے اور لڑکی والوں کی تسلی نہیں ہوتی کہ مزہ نہیں آیا۔ اس کے بعد شادی ہوتی ہے، شادی پر خرچ کرتے ہو، تو ایک فنکشن کے لیے تم لوگ چار فنکشن کرتے ہو۔ حالانکہ اسلامی طریقہ یہی ہے جو تم کہہ رہی ہو کہ نکاح ہو گیا تو رخصتی ہو جائے اور سادہ طریقہ یہی ہے، اس سے جو پیسے بچتے ہیں وہ بہتر ہے کہ بجائے اتنے فنکشن کرنے کے کسی غریب کی شادی کے اوپر خرچ کر دو۔

سادگی سے رخصتی ہونی چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں سادگی سے ہی رخصتی ہوا کرتی تھی بلکہ بعض صحابہؓ کی شادی ہو جاتی تھی تو آپؐ کے علم میں بھی نہیں آتا تھا کہ اس کی شادی ہو گئی ہے۔ ایک دفعہ ایک صحابی کو آپؐ نے دیکھا اس کے کپڑوں پر رنگ لگا ہوا تھا، آپؐ نے کہا کہ لگتا ہے تمہاری شادی ہو گئی ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں کل یا پرسوں میری شادی ہوئی ہے، گھر میں نکاح ہوا تھا اور وہیں شادی و رخصتی ہو گئی۔ تو آپؐ نے کہا اچھا ٹھیک ہے، بڑا اچھا ہوا، مبارک ہو۔ لیکن ولیمے کی دعوت اسلام میں ضروری ہے تو جا کر ولیمہ کرو چاہے ایک بکری کا ولیمہ کرو۔ تو نکاح اور دعوت ولیمہ یہ ضروری چیزیں ہیں۔ تم میں اگر اتنی ہمت ہے تو زمانے اور اپنے گھر والوں سے لڑائی کرو اور نکاح کے بعد رخصتی کروا لو۔ جب شادی ہو گی تو پھر سٹینڈ لے لینا، کہہ دینا اسلامی طریقہ تو یہی ہے، میری طرف سے اجازت ہے۔

ایک سوال کیا گیا کہ کیا لجنہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ برقعہ یا کوٹ کی طرز کا لباس پہنیں؟ اگر ان کا لباس ڈھیلا بھی ہو جس سے جسم کے خدوخال نظر نہ آ رہے ہوں، مکمل مہذب لباس کے اوپر لبادہ (برقعہ) پہننے میں کیا حکمت ہے؟

اس پر حضور انور نے موصوفہ کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں کوئی wisdom نہیں ہے۔ اگر تمہارا لباس ٹھیک اور ڈھیلا ہے۔ اسلام میں جو پردے کا حکم ہے وہاں کہیں نہیں کہا کہ تم کوٹ پہنو اور اس کے بعد حجاب لو، یہ تو لڑکیوں نے اپنی آسانی کے لیے لے لیا کہ ہاتھ free ہو جاتے ہیں، کر سکتے ہیں تو حجاب یا نقاب لے لو یا برقع پہن لو۔ اسلام اور قرآن شریف میں پردے کا جو حکم ہے وہ تو یہ ہے کہ چادر اوڑھو۔ تم نے جو اپنا لباس پہنا ہوا ہے اس میں بھی بعض دفعہ تمہارے چہرے یا جسم کی جو خوبصورتی کا اظہار ہو جاتا ہے اس لیے ایک سر پر چادر اوڑھو اور اپنے سینے کے اوپر چادر لپیٹ لو تا کہ مردوں کی غلط نظروں سے محفوظ رہو۔

اصل چیز چادر کا پردہ ہے، برقع اور کوٹ تو ساری بعد کی innovation ہے یا ایجادیں ہیں یا سہولت کے لیے پیدا کی ہوئی چیزیں ہیں جو عورتوں نے خود بنا لیں۔ اگر آپ کا لباس ڈھیلا ہے، modest dress ہے اور آپ کے body figures وغیرہ سارے نظر نہیں آتے تو اس میں اوپر صرف حجاب اور چادر لینا، سر اور سینے کو ڈھانکنا اتنا ہی کافی ہے۔ صرف یہ اسلام کا حکم ہے۔ اگر یہ کر سکتی ہو، تمہارے لیے آسانی ہے تو کرو۔ پاکستان میں ہمارے گاؤں کے رہنے والی عورتیں اسی طرح کرتی ہیں یا پشاور میں جو پٹھانوں کا علاقہ ہے وہ عورتیں بھی بڑا پکا پردہ کرتی ہیں۔ وہ اپنے سر کو ڈھانکتی ہیں، چہرے کو ڈھانک لیتی ہیں، ایک چادر سے تم بھی اس طرح کر لو۔ کسی نے ضروری نہیں قرار دیا کہ ضرور برقعہ پہنو۔ پردہ ضروری ہے، modest dress ضروری ہے۔ تمہارے body figures کا کسی بھی طرح exposure نہیں ہونا چاہیے، نظر نہیں آنے چاہئیں اور اس کے ساتھ جس طرح بھی پردہ کر سکتی ہو کرو۔ اسلام کے ہر حکم میں wisdom ہے تم لوگوں نے اپنی طرف سے خود innovation پیدا کر کر کے اس wisdom کو shatter کر دیا ہوا ہے۔

ایک سوال کیا گیا کہ ایسے لوگوں کو حضور انور کیا پیغام دیں گے جو یہ بحث کرتے ہیں کہ عورتوں کا گھر سے باہر کام کرنا اسلامی روایت کے برخلاف یا خاندانی اقدار کی کمی کا باعث ہوتا ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ اگر یہ ضروری ہے مثلاً ایک لڑکی professional ٹیچر ہے، ڈاکٹر ہے یا کوئی ایسی جاب کر رہی ہے جو کسی بھی لحاظ سے انسانیت کے لیے beneficial ہے تو ٹھیک ہے، اس کو کرنا چاہیے، اس میں کوئی روک نہیں ہے۔ لیکن صرف اس لیے گھر سے باہر نکل جانا، بچوں اور گھر کا خیال نہ رکھنا کہ ہم پیسے کمائیں، ہمارے پاس زیادہ پیسے آ جائیں، discontentment زیادہ ہو گئی ہے یا خاوند پوری طرح پیسے نہیں دے رہا تو یہ غلط ہے۔

اوّل تو یہ responsibility گھر کے مرد کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کی ڈیوٹیاں پوری پوری بیان کر دی ہیں کہ یہ ڈیوٹیز مرد اور یہ عورت کی ہیں۔

ایک عورت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آئی، اس نے کہا کہ مرد جہاد کرتے ہیں، وہ باہر کماتے ہیں، زیادہ چندہ بھی دے دیتے ہیں اور دوسرے ایسے کام کر لیتے ہیں جو ہم عورتیں گھر میں بیٹھی ہوئی نہیں کر سکتیں تو کیا ہمیں بھی اس کا ثواب ملے گا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عورتیں اگر اپنے گھروں کی نگرانی، اپنے بچوں کی تربیت کر رہی ہیں تو ان کو اس طرح ہی ثواب ملے گا جس طرح ایک مرد کو جہاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ اس زمانے میں جہاد بڑی چیز تھی، اسلام کا نیا نیا اجرا ہوا تھا، دشمن اسلام کو ختم کرنے کے لیے حملہ کرتے تھے اس لیے جہاد کی ایک خاص اہمیت تھی۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ عورت کو اتنا ہی ثواب ملے گا اگر وہ صحیح کام کر رہی ہے۔ لیکن اسی طرح جب ضرورت پڑی تو مسلمان عورتیں پانی پلانے، نرسنگ اور دوسرے کام کرنے کے لیے جنگوں میں بھی چلی گئیں بلکہ حضرت ام عمّارہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تو آتا ہے وہ جنگ میں تلوار لے کر لڑتی بھی رہیں۔

تو جہاں ضروری ہو وہاں عورت کام کر سکتی ہے اور اس میں کوئی روک نہیں ہے لیکن صرف لالچ کی خاطر کام کرنا اور اپنی basic responsibilities گھر کو سنبھالنا، بچوں کی تربیت اور ٹریننگ کرنا، ان کی upbringing میں اپنا پورا رول ادا کرنا اگر وہ نہیں ہو گا تو پھر عورت قصوروار ہے۔ باقی tradition وغیرہ کوئی چیز نہیں ہے، ہاں پردے میں رہ کر اگر تم باہر کام بھی کر رہی ہو، کوئی سائنٹسٹ ہے، کوئی ایسا کام ہو جو خاص ہے تو حجاب، پردے اور proper dress میں اگر کر رہی ہو تو اس میں کوئی ہرج نہیں ہے، کوئی فیملی ویلیوز اس میں روک نہیں بن سکتیں۔

اصل چیز یہ ہے کہ تمہاری جو basic ڈیوٹی ہے وہ تم ادا کر رہی ہو۔ عورت نے اپنے گھر کے سارے سسٹم کو صحیح طرح آرگنائز کیا ہوا ہے۔ بچوں کی تربیت کر رہی ہے، یہ نہیں کہ بچے سکول سے گھر آئیں تو اماں گھر سے غائب ہو اور بچے بے چارے فریج میں سے بریڈ نکالیں اور ٹوسٹر میں رکھ کے سینک لیں اور کھا کے سو جائیں اور رات کو دس بجے ماں گھر آئے اور پتا ہی نہیں کہ بچوں کا کیا حال ہے۔ سکول سے آ رہے ہیں تو ان کو نہ پوچھا کہ آج تم نے سکول میں کیا پڑھا، سکول سے واپس آ کر تم نے ہوم ورک کر لیا کہ نہیں، تم تھکے ہوئے تو نہیں، تمہاری طبیعت کیسی ہے، تو ایسے بچے آہستہ آہستہ psychologically ڈسٹرب ہو جاتے ہیں اور پھر وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں اور اس کی وجہ سے پھر ماں باپ اور بچوں میں دوریاں پیدا ہوتی ہیں۔

ماں کی basic responsibility بچوں کی تربیت کرنا، اس asset کو جو تمہارا، جماعت، قوم اور ملک کا بھی ہے سنبھال کے رکھنا اور اس کی صحیح طرح کیئر کرنا ہے۔ اس بات کا خیال رکھو تو اس کے ساتھ اگر کوئی professional ہے، اس قسم کے پروفیشن میں جو ڈاکٹر ہے ٹیچر ہے یا اور کوئی ایسا پروفیشن تو اس میں کام کرنے میں کوئی ہرج نہیں ہے۔ ہاں اگر تمہاری کوئی traditional فیملی ویلیوز ایسی ہیں تو وہ self-created ہیں۔ اس میں کوئی اسلامی بات نہیں ہے۔

ایک واقفۂ نو نے اس امر کی نشاندہی کی کہ خواتین کے خلاف تعصب اور تشدد میں اضافہ ہو رہا ہے نیز اس بات پر اظہار تشویش کیا کہ سوشل میڈیا کے بعض influencers اس سلسلے میں مسلم نوجوان نسل کو منفی طور پر متاثر کر رہے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ سوشل میڈیا کے جن بے وقوف influencers کی وہ نشاندہی کر رہی ہیں وہ واقعی اقلیت میں ہیں۔ عصر حاضر کے سماجی مکالمے میں خواتین کے حقوق پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے، اس قدر کہ کچھ لوگوں کو ایسا لگتا ہے جیسے مردوں کے حقوق کو گرہن لگا ہوا ہو، اس لیے زیادہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ قرآن کریم عورتوں کے حقوق پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔ اس میں صاف لکھا ہے کہ مرد اور عورت دونوں کو ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔ اسلام میں یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ عورتیں مردوں کی ملکیت ہیں ان کے ساتھ جو چاہیں وہ کریں۔ میں نے

خواتین اور اسلام پر بے شمار لیکچرز دیے ہیں نیز خواتین کے حقوق کے حوالے سے اسلام کی بنیادی تعلیمات اور اس سلسلے میں فراہم کردہ راہنمائی کے بارے میں شعور اجاگر کرنے کے لیے ان لیکچرز سے quotes لے کر ان سے استفادہ کرنا چاہیے۔

ایک سوال کیا گیا کہ کبھی زندگی میں بہت مشکل وقت ہوتا ہے تو ایسا لگتا ہے کہ اللہ ہمیں آزما رہا ہے یا میری توجہ بہت زیادہ منتشر ہوتی ہے اور میری اپنی عبادات میں زیادہ توجہ نہیں ہوتی۔ حضور انور ایسی صورت حال کے حوالے سے کیا نصیحت فرمائیں گے کہ ہم کس طرح اللہ میاں سے مضبوط تعلق رکھ سکیں اور مشکل حالات میں ثابت قدم رہیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ جب تمہیں پتا ہے کہ stressful time آتے ہیں اور خود ہی تم نے کہا ہے کہ Allah may be testing you تو جب تمہیں یہ پتا ہے کہ اللہ ٹیسٹ کر رہا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور اللہ کو کہو کہ اگر یہ trial جو آ رہے ہیں میرے کسی گناہ کی سزا ہے تو مجھے معاف کر۔ نمازوں میں رو رو کے دعا کرو اور اس کے لیے پورا concentrate کرنا پڑے گا اور اگر یہ trial ہے تو پھر مجھے اس سے گزار دے اور مجھے اس کی سختیوں سے بچا لے۔ اللہ پر ایمان لانے والے کے لیے تو اللہ کے علاوہ کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔

یہی trial ایک atheist، ایک pagan یا کسی بھی مذہب کے ماننے والے پر بھی آتا ہے تو وہ کیا کرتا ہے؟ اس میں اسلام یا اللہ کا کوئی قصور تو نہیں ہے۔ اس کے لیے کوئی رستہ نہیں ہے لیکن ایک مومن کے لیے راستہ ہے کہ اللہ سے دعا کرے کہ اللہ میاں جو اس trial میں سے گزر رہے ہیں اس کو ختم کر دے، ہمیں اس سے بچا لے اور کبھی ناشکری نہ ہو۔ یہ تو نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ صرف مصیبتیں ہی ڈالتا جاتا ہے، ایک ہی وقت میں کوئی اچھی باتیں بھی ہو رہی ہوتی ہیں، ایک وقت میں ایک بات تمہاری مرضی کی نہیں ہو رہی ہوتی جس پر تم depress اور frustrate ہو جاتی ہو تو دوسری بات اچھی ہو رہی ہوتی ہے جس پر خوش ہوتی ہو۔ اگر خوشی کے اوپر خوشی کا اظہار زیادہ کرو، اللہ کا شکر کرو تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے اگر شکر گزاری کرو گی تو میں تمہارے فضل اور زیادہ بڑھاؤں گا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کی دعا بھی پڑھا کرو۔ پانچ نمازوں کی دعاؤں میں سجدوں کے ساتھ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ سادہ سی دعائیں ہیں لیکن پہلے اس کا مطلب سمجھو کہ کوئی طاقت نہیں اللہ کے علاوہ اور اللہ تعالیٰ میرے گناہ بخش دے تو پھر اپنی دعاؤں سے distract اور پریشان بھی نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ اور رستہ کیا ہے؟ کوئی اور جگہ ہمارے پاس جانے کی نہیں ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ پر ہمارا ایمان ہے، اور ہے، ہزاروں لاکھوں لوگ اپنے دعاؤں کی قبولیت کے واقعات سناتے ہیں تو اللہ کی ذات ہے جو ان کی سنتا ہے۔ اگر ہماری وجہ سے نہیں سنتا تو یا تو ہمارے میں قصور ہے یا اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کہ یہ تمہارے لیے اس طرح نہ ہو۔ وہ پھر کسی اور رنگ میں تمہیں فائدہ پہنچا دیتا ہے۔

ایک سوال کیا گیا کہ کام کرنے والی واقفاتِ نَو مائیں اپنی تعلیم مکمل کر کے اب حضور انور کی ہدایت کے مطابق کام کر رہی ہیں۔ ہمیں یہاں کینیڈا میں اس مشکل کا سامنا کرنا پڑتا ہے کہ زچگی کی رخصت کے لیے زیادہ سے زیادہ صرف ایک سال سے ڈیڑھ سال تک کی رخصت ملتی ہے، کیا یہ کافی وقت سمجھا جائے یا ہمیں اپنی ملازمتوں سے مستعفی ہو کر گھروں میں زیادہ رہنا چاہیے جس سے ہم اپنے وقفِ نو بچوں کی صحیح طور پر تربیت کر سکیں؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ یہ تو تم نے بذات خود decide کرنا ہے کہ تمہارے لیے ایک سے ڈیڑھ سال کافی ہے یا نہیں۔ جب بچے بالکل چھوٹے ہیں کو ڈیڑھ سالہ بھی toddler ہی ہوتا ہے لیکن اگر کوئی گھر میں پالنے والا ہے، نانی، امی، دادی، کوئی سنبھالنے والی ہے تو پھر ٹھیک ہے اس کو ان کے سپرد کر کے تو کام کرو۔ یہ depend کرتا ہے کس قسم کا کام ہے۔ اگر فنانشل پرابلم کی وجہ سے جاب کر رہی ہے تو پھر تو کسی کے سپرد کر کے بچے کو جائیں اور جاب کر کے واپس آ جائیں پھر اپنے بچوں کو سنبھال لیں۔ اگر صرف hobby کے لیے جاب کر رہی ہو تو پھر بہتر یہ ہے کہ تین چار سال تک کے لیے چھوڑ دو۔ باقی بعض پروفیشنل ڈاکٹرز بھی امریکہ میں مجھے ملیں جو باقاعدہ کوالیفائیڈ ہیں، اپنی فیلڈ میں کام کرتی رہیں، لیکن جب بچے ہو گئے تو بچوں کی وجہ سے انہوں نے اپنے جاب چھوڑ دیے اور بچے جب چار پانچ چھ سات سال عمر کے school going ہو گئے تو پھر انہوں نے ایسے جاب شروع کر دیے کہ بچے کو سکول روانہ کر کے اور شام کو بچے کے سکول سے آنے سے پہلے گھر میں موجود ہوں تا کہ ان کی صحیح تربیت بھی کر سکیں تو اس طرح بہت ساری پروفیشنل ڈاکٹرز بھی ہیں یا سکول کی ٹیچرز کا سوال ہے تو سکولوں میں جو ٹیچرز ہیں وہ اپنے بچوں کو ساتھ لے جاتی ہیں اور واپس بھی اپنے ساتھ ہی لے آتی ہیں۔ تو یہ تو depend کرتا ہے کہ آپ کا پروفیشن کس قسم کا ہے اور کیا کیا آپ کی personal requirements ہیں جس کے لیے آپ کام کر رہی ہیں، تو یہ خود فیصلہ کریں، سوچیں، اللہ تعالیٰ نے اتنا بڑا دماغ اور عقل دی ہوئی ہے۔

ایک دسویں جماعت کی طالبہ نے سوال کیا کہ اگر کوئی طلاق کے مرحلہ میں سے گزرا ہو اور اس کو دوبارہ شادی کرنے سے خوف محسوس ہوتا ہو تو اس سلسلہ میں حضور کی کیا راہنمائی ہے؟

اس پر حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو اپنی نیک قسمت کے لیے دعا کرنی چاہیے، کبھی یہ نہ ہو کہ آپ اس مصیبت میں سے گزریں۔ دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ تم سب لوگوں کو بچا کر رکھے۔ ہمیں تو نہیں پتا کہ اللہ تعالیٰ کی کیا مرضی ہے، بعض دفعہ بعض رشتے کامیاب نہیں ہوتے تو اس پر دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اگر کوئی اور رشتہ جو میرے لیے آیا ہے اچھا ہے تو ٹھیک ہے۔ ایسے لوگ ہوتے ہیں کہ کئی دفعہ طلاق ہو گئی اور ان کا بہت برا experience تھا لیکن جب دوبارہ دعا کر کے شادی کی تو اچھے رشتے آئے اور بڑے خوش ہیں۔ مجھے اس طرح کے بڑے لوگ ملتے اور یہ لکھتے بھی ہیں۔ تو دعا کر کے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ صحیح فیصلہ کرنے کی توفیق دے۔ پھر اگر تسلی ہوتی ہے تو وہاں رشتہ کر لے، لیکن اگر نہیں تو پھر کسی اور بہتر رشتہ کا انتظار کرے، لیکن بہتر یہی ہے کہ شادی کر لو، مطلقہ بیوہ کو اسلام کا یہی حکم ہے کہ اگر شادی کی عمر ہے تو شادی کر لینی چاہیے۔

ملاقات کے آخر پر حضور انور ایدہ اللہ نے صدر صاحبہ کینیڈا کو مخاطب کرتے ہوئے ٹائم difference کے تناظر میں کلاس کے وقت کی بابت فرمایا کہ بڑے odd time پر آپ لوگوں کی کلاس لگ رہی ہے۔ ناشتہ کر کے آئی تھیں یا جا کر کرنا ہے؟ نیز استفسار فرمایا کہ یہاں نماز فجر کا کیا وقت ہے؟

اس پر صدر صاحبہ نے عرض کیا کہ واقفاتِ نَو کو تھوڑے سے سنیکس صبح دیے تھے اور ان شاء اللہ ناشتہ ابھی دینا ہے اور بتایا کہ نماز فجر کا وقت صبح ساڑھے چار بجے ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ چلیں اللہ فضل کرے۔ نیز واقفاتِ نَو کو تاکیدی نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ واقفاتِ نَو کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر انہوں نے اپنا وقف کا bond جاری رکھنا ہے تو پھر اپنی حالتوں کو بھی تبدیل کرنے کی کوشش کریں۔ تبدیل کرنے سے مراد یہ ہے بہتر کرنے کی کوشش کریں اور نمازوں کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ سے اپنی دینی اور دنیاوی ترقی کے لیے بھی دعا مانگا کریں۔ لڑکیاں اپنے نیک نصیب اور اپنی آئندہ زندگی کے لیے بھی بہت زیادہ دعا کیا کریں۔

دوسرے ہمیشہ خیال رکھیں کہ آپ نے لوگوں کے لیے ایک نمونہ بننا ہے۔ واقفاتِ نَو کا صرف ٹائٹل لے کر نہیں رکھنا بلکہ ایک نمونہ بننا ہے۔ اس لیے نمازوں اور اخلاق کے لحاظ سے بھی اپنے نیک نمونے قائم کریں۔

آپ کے اچھے اخلاق ہونے چاہئیں اور دینی علم بھی زیادہ بہتر ہونا چاہیے۔ دینی علم حاصل کرنے کی کوشش کریں صرف دنیا کے علم کے پیچھے نہ پڑ جائیں۔ بہت سارے سوال جو آپ لوگ کرتے ہیں ان کے جواب تلاش کرنے کے لیے آپ خود بھی کوشش کیا کریں۔ واقفاتِ نَو کی سیکرٹری اور ان کی ٹیمیں ایسے پروگرام بنائیں کہ آپس میں exchange of views ہوں، discussion ہو اور interactive بھی ہوں تا کہ آپ لوگوں کا دینی علم بڑھے اور لڑکیاں خود بھی دینی علم بڑھانے کی کوشش کریں۔ دنیاوی علم تو آپ پڑھ ہی رہی ہیں ان شاء اللہ ان ملکوں میں آ ہی جائے گا۔ اصل چیز دینی علم اور اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق ہے جس کو ہمیں بڑھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اس کی توفیق دے۔

ملاقات کے آخر پر حضور انور نے فرمایا کہ اچھا اللہ حافظ ہو۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

(مرتبہ: قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل انٹرنیشنل)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 22 جون 2023ء)

❁❁❁

IMPERIAL GARDEN FUNCTION HALL
a desired destination for royal weddings & celebrations.
# 2 - 14 -122 / 2 - B , Bushra Estate
Hydrabad Road, Yadgir - 585201
Contact Number : 09440023007, 08473296444

CHANDIGARH DIAGNOSTIC LABORATORY
Thane wala Chowk, Thikriwal Rd (Darul Salam Kothi Rd)
(Near Canara and Punjab & Sind Bank Qadian)
ہمارے یہاں ہر طرح کے جسمانی ٹیسٹ خون، پیشاب، بلغم، بایوپسی، وغیرہ کمپیوٹرائز دستیاب ہیں
ہمارے ساتھی: SRL-Super Ranbaxy Lab, Thyrocare Mumbai
چوہدری محمد خضر باجوہ صاحب درویش قادیان — لقمان احمد باجوہ صاحب
پروپرائٹر: عمران احمد باجوہ، رضوان احمد باجوہ — فون نمبر: +91-96465-61639, +91-85579-01648

JYOTI SAW MILL
IDCO, Plot No.2, At-Ampore
P.O Kenduapada Dist - Bhadrak - 756112 (Odisha)
Mobile No. 9861330620 & 7008841940
طالب دعا: شیخ طاہر احمد (جماعت احمدیہ بھدرک، صوبہ اڈیشہ)

### بقیہ بُنیادی سوالات کے جوابات از صفحہ نمبر 2

آپ کو ان گھمنڈوں سے پاک وصاف نہ کرے گا اس وقت تک وہ اللہ جل شانہ کے نزدیک پسندیدہ و برگزیدہ نہیں ہوسکتا اور وہ معرفت الٰہی جو جذبات نفسانی کے مواد ردیہ کو جلا دیتی ہے اس کو عطا نہیں ہوتی کیونکہ یہ گھمنڈ شیطان کا حصہ ہے اس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

(تقریر جلسہ سالانہ 29 دسمبر 1904ء، بحوالہ تفسیر مسیح موعودؑ جلد چہارم صفحہ 189)

**سوال:** کینیڈا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ کیا کسی چیز کو تبرک کروانا شرک ہے؟ نیز حدیث میں آتا ہے کہ جو عورت خوشبو لگا کر مسجد میں آتی ہے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ وہ غسل نہ کرے۔ جبکہ آجکل تو خواتین خوشبو لگاتی ہیں، پھر اس حدیث کی تشریح کیا ہوگی؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 26 مارچ 2023ء میں ان مسائل کے بارے میں درج ذیل ہدایات عطا فرمائیں۔ حضور نے فرمایا:

**جواب:** تبرک کرنے اور کروانے کے جواز کے بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں، جن سے پتا چلتا ہے کہ صحابہؓ حضور ﷺ کی اشیاء کو تبرک کے طور پر اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ (بخاری کتاب الوضوء بَاب الْمَاءِ الَّذِي يُغْسَلُ بِهِ شَعَرُ الْإِنْسَانِ) اور حضور ﷺ خود بھی صحابہ کو بطور تبرک اشیاء عطا فرمایا کرتے تھے۔

(صحیح مسلم کتاب الحج بَاب بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ يَرْمِيَ ثُمَّ يَنْحَرَ......)

حضور ﷺ کی برکتوں کے طفیل اس زمانہ میں تجدید دین کے لیے مبعوث ہونے والے آپؐ کے غلامِ صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً یہ بشارت عطا فرمائی کہ ''میں تجھے عزت دوں گا اور بڑھاؤں گا اور تیرے آثار میں برکت رکھ دوں گا یہاں تک کہ بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔''

(آسمانی فیصلہ، روحانی خزائن جلد 4 صفحہ 366)

پس آنحضور ﷺ اور آپؐ کے روحانی فرزند حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وسیلہ سے جو برکت خلفائے احمدیت تک پہنچی ہے، خلافت کی محبت اور اس کے ساتھ منسلک ہونے کی بنا پر لوگ ان وجودوں سے جو برکت حاصل کرتے ہیں، اس میں نہ تو شرک والی کوئی بات ہے اور نہ ہی اس میں کوئی حرج ہے۔ ہم اپنی عام روز مرہ زندگی میں بھی دیکھتے ہیں کہ لوگ اپنے بزرگوں اور پیاروں کی چیزیں محبت اور عقیدت سے اپنے پاس رکھ لیتے ہیں۔ جب لوگ اپنے بزرگوں اور پیاروں کی چیزیں برکت کی خاطر اپنے پاس رکھ سکتے ہیں تو اسلام کی نشاۃ ثانیہ میں قائم ہونے والی خلافت احمدیہ حقہ اسلامیہ کی مسند پر متمکن ہونے والے وجودوں سے لوگ برکت کیوں حاصل نہیں کر سکتے؟

میرا تو عموماً یہ طریق ہے کہ جب کوئی مجھے تبرک کے لیے کہتا ہے تو میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی انگوٹھی جو ایک لمبا عرصہ حضور علیہ السلام کے زیر استعمال رہنے کی وجہ سے باعث برکت ہے، اس سے چیز کو مس کر دیتا ہوں، کیونکہ اصل برکت تو آپؑ ہی کا وجود اور آپ ہی کی چیزیں ہیں اور آپ ہی کے وسیلہ سے خلفاء تک بھی یہ برکت پہنچی ہے۔

جہاں تک عورتوں کے خوشبو لگانے کی بات ہے تو حضور ﷺ کا ایک ارشاد یہ بھی ہے کہ جمعہ کے دن خوشبو لگاؤ، چاہے اپنی بیوی کی خوشبو میں سے کچھ لے کر لگالو۔ (صحیح مسلم کتاب الجمعة بَاب الطِّيبِ وَالسِّوَاكِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ) یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر عورت کو خوشبو لگانے کی اجازت نہیں تھی تو عورتیں گھروں میں اپنے لیے خوشبو کیوں رکھتی تھیں؟

اسی طرح ایک حدیث میں آتا ہے کہ حضور ﷺ نے ایک شخص کو اس کی بیٹی کی شادی پر درخت کی ایک شاخ کے ساتھ اپنے بازوؤں سے پسینہ اکٹھا کر کے ایک شیشی میں ڈال کر دیا اور اسے ہدایت فرمائی کہ جب اس کی بیٹی خوشبو لگانا چاہے تو اس شاخ کو شیشی میں ڈال کر اس خوشبو کو استعمال کر لیا کرے۔

(المعجم الأوسط للطبراني باب الالف من اسمه إبراهيم)

پس عورتوں کے خوشبو لگانے کی واضح ممانعت مستند احادیث میں بیان نہیں ہوئی اور جن احادیث میں عورتوں کے خوشبو لگانے کی ممانعت آئی ہے، ایسی احادیث کو امام بخاری نے اپنی صحیح میں درج نہیں کیا۔

پھر یہ بات بھی ہمیں مدنظر رکھنی چاہیے کہ تمام احادیث حرف بحرف صحیح نہیں ہیں اور بعض احادیث میں بیان احکام موقع اور محل کے اعتبار سے تھے اس لیے یہ بھی تو ممکن ہے کہ کسی خاص قسم کی خوشبو سے کسی کو الرجی ہو اور اس خوشبو کے استعمال سے کسی عورت کو منع کیا گیا ہو۔

**سوال:** امریکہ سے ایک مربی صاحب نے سورۃ النازعات کی آیات 41 تا 45 کہ جس نے اپنے رب کی شان سے خوف کیا اور (اپنے) نفس کو گری ہوئی خواہشات سے روکا۔ یقیناً جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔ وہ تجھ سے اس گھڑی کے متعلق پوچھتے ہیں (کہ) اس کا آنا کب ہوگا؟ تجھے اس کے (آنے کے) ذکر سے کیا تعلق؟ اس (کے وقت) کی انتہا (کی تعیین) تو تیرے رب سے تعلق رکھتی ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں لکھ کر دریافت کیا ہے کہ کیا یہاں یہ مراد ہے کہ ان آیات کو پڑھنے کے بعد انسان کے دل میں جو خیال آتا ہے کہ اسے اس کے اعمال کا اجر کب ملے گا اور کب وہ فتح دیکھے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا ہے کہ اس گھڑی کے بارے میں نہ سوچو اور بس عمل کرتے رہو اور اس وقت کی تعیین کرنے کی کوشش نہ کرو؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 3 اپریل 2023ء میں اس بارے میں درج ذیل راہنمائی عطا فرمائی۔ حضور نے فرمایا:

**جواب:** مذکورہ بالا آیات کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ کی بیان فرمودہ تفاسیر موجود ہیں۔ جو الاسلام کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہیں۔ آپ مربی سلسلہ ہیں آپ کو ان تفاسیر کو پڑھ کر اپنے سوالوں کے جواب خود تلاش کرنے چاہئیں، کیونکہ جب آپ ایک سوال کے جواب کے لیے کوئی کتاب پڑھیں گے تو بہت سے اور مضامین بھی آپ کی نظر سے گزریں گے جس سے یقیناً آپ کے علم میں اضافہ ہوگا۔ جو ایک مربی سلسلہ کے لیے بہت ضروری چیز ہے۔ اس لیے سوال کرنے کی بجائے خود پڑھنے اور تحقیق کرنے کی عادت ڈالیں۔

**سوال:** امریکہ سے ہی ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ ایک دہریہ کو کس طرح سمجھایا جا سکتا ہے کہ جنگ بدر میں مسلمانوں کی طرف سے فرشتوں نے کفار مکہ کا مقابلہ کیا تھا۔ نیز جو لوگ خود کو +LGBTQ گروپس میں سمجھتے ہیں اور جو بظاہر تو عورتوں کی طرح ہیں لیکن خود کو مرد بلوانا پسند کرتے ہیں، ان لوگوں کے ساتھ کس طرح بات کی جانی چاہیے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 3 اپریل 2023ء میں ان سوالات کے درج ذیل جواب عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

**جواب:** قرآن کریم کی سورۃ الانفال میں جہاں فرشتوں کے ذریعہ مسلمانوں کی مدد کا مضمون بیان ہوا ہے، اس سے یہ مراد نہیں کہ فرشتے اپنے شخصی وجود کے ساتھ زمین پر آ کر کفار سے جنگ کریں گے۔ بلکہ یہ ایک تمثیلی کلام ہے اور اس سے مراد مومنین کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی مدد اور فتح کی خوشخبری تھی اسی لیے آیت کے آخر پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ نے اس خبر کو محض ایک بشارت کے طور پر نازل کیا تھا تاکہ اس کے ذریعہ سے تمہارے دل مطمئن ہو جائیں اور مدد صرف اللہ کے پاس سے آتی ہے۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ یہاں ''یہ مراد نہ تھی کہ سچ مچ فرشتے ان کفار سے جنگ کریں گے۔ بلکہ فرشتوں کی مدد اگر کشف میں دیکھی جائے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ مدد کرے گا اور اس طرح مومن کو بشارت مل جاتی ہے۔''

(تفسیر صغیر صفحہ 220 حاشیہ، نوٹ زیر آیت نمبر 11 سورۃ الانفال)

سورۃ الانفال کی آیت 13 کہ (یہ وہ وقت تھا) جب تیرا رب ملائکہ کو بھی وحی کر رہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں پس مومنوں کو ثابت قدم بناؤ۔ میں کفار کے دلوں میں رعب ڈالوں گا۔ پس (اے مومنو)! تم ان کی گردنوں پر حملے کرتے جاؤ اور ان کی پور پور پر ضربیں لگاتے جاؤ۔ کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں: یعنی ان کے دلوں پر اثر انداز ہو جاؤ اور ان میں ثابت قدم رہنے کے کلمات ڈالو یعنی ان سے کہو کہ تم خوف نہ کھاؤ اور تم غم نہ کرو اور اسی قسم کے دوسرے کلمات جن کے ساتھ ان کے قلوب مطمئن ہو جائیں۔ پس یہ تمام آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے کبھی کبھی کلام کرتا ہے اور ان سے مخاطب ہوتا ہے تا ان کا یقین اور بصیرت زیادہ ہو اور تا وہ اطمینان یافتہ ہو جائیں۔

(حمامۃ البشریٰ، روحانی خزائن جلد 7 صفحہ 299، ترجمہ از عربی عبارت)

پس مومنوں کو فرشتوں کی مدد ملنے کی الٰہی بشارتیں دراصل تمثیلی کلام پر مبنی تھیں اور میدانِ بدر میں حضور ﷺ اور بعض صحابہؓ کو فرشتوں کا نظر آنا سب کشفی نظارے تھے، انہیں حقیقت پر محمول کرنا درست نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ صحیح بخاری کی کتاب المغازی کے باب شُهُودِ الْمَلَائِكَةِ بَدْرًا کے تحت درج احادیث کی تشریح کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں: اس باب میں بیہقی وغیرہ کی روایات کی کمزوری کو ظاہر کرنا مقصود ہے جن میں یہ ذکر ہے کہ غزوہ بدر میں جن کفار کو فرشتوں نے قتل کیا تھا وہ زخموں کے نشان سے پہچانے جاتے تھے جو ان کی گردنوں پر ہوتا۔ یہ روایتیں ناقابل اعتبار ہیں اور ایک آیت کی تشریح کے تعلق میں مروی ہیں جس میں گردنوں پر مارنے کا حکم ہے۔

ضَرْبُ الرِّقَاب اور ضَرْبُ كُلَّ بَنَانٍ سے مراد زور دار حملہ ہے جس میں نشانہ کی صحت ملحوظ ہو۔ روایات زیر باب میں فرشتوں کی موجودگی اور مشاہدے کا جو ذکر ہے وہ از قبیل مکاشفات ہے اور ان کی جنگ بھی اسی قسم کی ہے جو ان کے مناسب حال ہے نہ تیر و تفنگ کی اور ان کا مشاہدہ روحانی بینائی سے ہوتا ہے نہ جسمانی آنکھ سے۔ نبی کریم ﷺ نے بھی مشاہدہ فرمایا اور صحابہ کرامؓ نے بھی اور ایسا مشاہدہ اولیاء اللہ کو بھی ہوتا ہے...... بدر کے مقام پر دشمن کا عقنقل (تودۂ ریگ) کے فراز میں پڑاؤ کرنا۔ نبی کریم ﷺ کا نشیب وادی میں اترنا۔ اور صحابہ کرامؓ کی قلیل تعداد کا دشمن کی نظر سے اوجھل رہنا، بادو باراں کا ظہور، صحابہ کرامؓ کے ایک ایک تیر کا اپنے نشانہ پر ٹھیک بیٹھنا اور کاری ثابت ہونا، دشمن کی سراسیمگی اور صحابہ کرامؓ کی دلجمعی، یہ سب ملائکۃ اللہ کے تصرف کا کرشمہ تھا۔

(شرح صحیح بخاری از سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحبؓ جلد ہشتم صفحہ 71 تا 72)

آپ کے دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کی ہر چیز کو کسی مقصد کے لیے پیدا کیا ہے۔ اسی لیے فرمایا رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ (آل عمران: ۱۹۲) یعنی اے ہمارے رب! تُو نے کسی چیز کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔

پس شادی کے بعد مرد اور عورت کے باہمی تعلقات کا بھی ایک مقصد ہے، جو عفت و پاکدامنی، حفظان صحت، بقائے نسل انسانی اور حصول مودت و

سکینت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جسمانی اعضاء بھی ایک خاص مقصد کے لیے عطا فرمائے ہیں۔ کھانا کھانے کے لیے منہ بنایا ہے اب اگر کوئی اس منہ کے ذریعہ گند بلا اور ریت مٹی کھانے لگ جائے تو اسے عقلمند تو نہیں کہا جا سکتا۔

ہم اپنی روزمرہ کی زندگی میں دیکھتے ہیں کہ ہوائی جہاز وغیرہ اڑانے کے لیے ایوی ایشن کے اصول و ضوابط بنے ہوئے ہیں اور گاڑی چلانے کے لیے ٹریفک کے قوانین موجود ہیں۔ اب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ کوئی شخص سوچے سمجھے بغیر اور کسی قانون کی پابندی کیے بغیر جہاز اڑانے کی کوشش کرے یا اسے سڑکوں پر دوڑانا شروع کر دے۔ اسی طرح کوئی ٹریفک کے قوانین کی پابندی کیے بغیر گاڑی سڑک پر لے آئے۔ پھر دنیا کے سب ممالک نے اپنے اپنے ملکوں میں آنے جانے کے لیے Immigration کے قوانین بنائے ہوئے ہیں۔ کیا ممکن ہے کہ کوئی شخص ان قوانین کی پابندی کیے بغیر کسی بھی ملک میں داخل ہو جائے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے بھی انسان کو زندگی گزارنے کے لیے کچھ قوانین اور اصول وضوابط کا پابند بنایا ہے۔ اگر انسان ان قوانین کو توڑے گا تو وہ یقیناً خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہوگا۔

مذہبی تعلیمات کے مطابق ہم جنس پرستی چونکہ قانون قدرت کی خلاف ورزی ہے، اس لیے اسلام نے اس سے منع فرمایا ہے اور عیسائیت اور یہودیت میں بھی اس کے خلاف تعلیم دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں پھر اس قانون قدرت کی خلاف ورزی کے نتیجہ میں برائیاں اور بیماریاں بھی پھیلتی ہیں اور یہ ثابت شدہ بات ہے کہ ہم جنس پرست لوگ ایڈز وغیرہ کی بیماری کا زیادہ شکار ہوتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ جانور بھی اپنی بقائے نسل کے لیے اپنے جوڑے کے ساتھ ہی جنسی تعلقات استوار کرتے ہیں۔ اس کے مقابل پر انسان جسے اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات کہہ کر ساری دنیا کی مخلوق پر ایک فضیلت عطا فرمائی ہے اگر وہ کسی ایسے طریق پر اپنے جنسی جذبات کا اظہار کرے جس کا کوئی مقصد نہ ہو اور جو فعل اس کی بقائے نسل کا بھی موجب نہ ہو تو پھر وہ اشرف المخلوقات تو کیا ایک عام انسان بلکہ جانوروں سے بھی نچلے درجہ پر چلا جاتا ہے۔

انسان اگر عقل سے کام لے تو اسے سمجھ آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے جنسی اعضاء بھی خاص مقصد کے لیے بنائے ہیں۔ لیکن ہم جنس پرستی کے شکار لوگ صرف شہوت کے پیچھے پڑے ہوتے ہیں۔ پھر ایک طرف وہ اس برائی میں مبتلا ہیں اور دوسری طرف ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کی اولاد بھی ہو، جس کے لیے پھر وہ دوسروں کے بچوں کو Adopt کرتے ہیں۔

اصل میں تو یہ سب دجالی چالیں ہیں جن کے ذریعہ دجال انسان کو اس کی پیدائش کے اصل مقصد سے دُور ہٹانے کی کوشش کر رہا ہے اور وہ ان شیطانی کاموں سے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت انسان کو خدا اور مذہب سے دور کرنے کی کوشش کر رہا ہے کہ کسی طریقہ سے انسان کا خدا تعالیٰ پر اعتماد ختم ہو جائے۔

ہم جنس پرستی پیدائشی طور پر کسی انسان میں ودیعت نہیں کی گئی۔ یہ سب غلط سوچیں ہیں۔ اس برائی کے شکار لوگوں میں سے اکثر کو بچپن میں غلط قسم کی فلمیں وغیرہ دیکھ کر یہ گندی عادت پڑ جاتی ہے اور کچھ معاشرہ بھی انہیں خراب کر رہا ہوتا ہے۔ اسی طرح جب سکولوں میں ایسے مضامین پڑھائے جاتے ہیں تو اس سے بچوں اور نوجوانوں میں زیادہ Frustration پیدا ہوتی ہے اور بعض بچے اور نوجوان اس برائی میں پڑ جاتے ہیں۔

دنیا میں تو چوری چکاری کرنے والے اور لوٹ کھسوٹ کرنے والے لوگ بھی پائے جاتے ہیں۔ جو بعض اوقات والدین کی غلط تربیت یا معاشرہ کی بُری صحبت کی وجہ سے ان برائیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر ایسے لوگ یہ کہنا شروع کر دیں کہ ان میں یہ برائیاں قدرت نے پیدائشی طور پر رکھ دی ہیں تو کیا ان کا یہ کہنا درست اور بجا ہوگا؟ ہرگز ان کا یہ جواب درست اور قابل قبول نہیں ہوگا۔ پس یہی حال ہم جنس پرستی میں مبتلا لوگوں کا بھی ہے۔

باقی جہاں تک Transgender کی کسی ایسی صورت کا تعلق ہے جس میں کوئی بچہ پیدائشی طور پر کسی جنسی نقص میں مبتلا ہوتا ہے تو یہ بھی اسی قسم کی ایک بیماری ہے جس طرح کوئی بچہ پیدائشی اندھا یا پیدائشی بہرہ پیدا ہوتا ہے یا پیدائشی طور پر کسی بیماری کا شکار ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں جس طرح ہم دوسری بیماریوں کا علاج کرواتے ہیں، اس جنسی بیماری کا بھی علاج ہونا چاہیے۔

ان برائیوں یا بیماریوں میں مبتلا لوگوں کو ہم اس طرح بُرا نہیں سمجھتے کہ انہیں اپنے سے دُور کرنے کے لیے دھتکار دیں۔ بلکہ ایک انسان ہونے کی حیثیت سے معاشرہ اور حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی جائز ضروریات کو پورا کرے اور ان کی اصلاح کے لیے مناسب اقدامات کرے۔ ہاں یہ فعل جسے اللہ تعالیٰ نے بُرا کہا ہے وہ ہمارے نزدیک بھی بہر حال بُرا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس بُرائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو سزا بھی دی تھی۔ لہٰذا یہ تو نہیں ہوسکتا کہ اللہ تعالیٰ نے آج سے کئی ہزار سال پہلے ایک قوم کو اس بُرائی کی وجہ سے سزا دی ہو لیکن آج کل لوگ وہی برائی کریں تو اللہ تعالیٰ انہیں سزا نہ دے۔ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کے مختلف طریقے ہیں۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے خود ہی اس معاملہ میں سزا بھی دی تھی۔ اب بھی اللہ تعالیٰ خود ہی فیصلہ کرے گا کہ ایسے لوگوں کا کیا کرنا ہے۔ لیکن ہماری ہمدردی کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کو ان بُرے کاموں میں پڑنے سے بچائیں کیونکہ ہم مذہبی لحاظ سے اس چیز کو بُرا سمجھتے ہیں۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان۔ انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 12 اکتوبر 2024ء)

❁❁❁

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں

### حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا پاکیزہ منظوم کلام

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا
نام اُس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پہلوں سے خوب تر ہے خوبی میں اِک قمر ہے
اُس پر ہر اک نظر ہے بدرالدّجی یہی ہے
پہلے تو رہ میں ہارے پار اِس نے ہیں اُتارے
مَیں جاؤں اِس کے وارے بس ناخدا یہی ہے
پَردے جو تھے ہٹائے اندر کی رہ دکھائے
دِل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یارِ لامکانی وہ دلبرِ نہانی
دیکھا ہے ہم نے اُس سے بس رہنما یہی ہے
وہ آج شاہِ دیں ہے وہ تاجِ مرسلیں ہے
وہ طیّب و امیں ہے اُس کی ثنا یہی ہے
اُس نُور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے
وہ دلبرِ یگانہ علموں کا ہے خزانہ
باقی ہے سب فسانہ سچ بے خطا یہی ہے
سب ہم نے اُس سے پایا شاہد ہے تُو خدایا
وہ جس نے حق دکھایا وہ مَہ لقا یہی ہے

❁❁❁

## اعلان نکاح: از حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مؤرخہ 04 / جنوری 2025ء بعد نماز ظہر و عصر مسجد مبارک اسلام آباد میں درج ذیل 6 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

| | |
|---|---|
| (1) | مکرمہ عاتکہ کریم صاحبہ بنت مکرم عطاء الکریم صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم احسان احمد صاحب (فارغ التحصیل جامعہ احمدیہ یوکے) ابن مکرم رفیع احمد صاحب |
| (2) | مکرمہ عالیہ بلال رانا صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم بلال احمد رانا صاحب (سیکرٹری امور عامہ امریکہ) ہمراہ مکرم عمر عثمان چوہدری صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ کینیڈا) ابن مکرم عثمان ناصر چوہدری صاحب |
| (3) | مکرمہ پلوشہ سلمانہ نور صاحبہ (واقفۂ نو) بنت مکرم ناصر احمد نور صاحب (امریکہ) ہمراہ مکرم سید علی احمد صاحب (واقفِ نو) ابن مکرم ڈاکٹر سید تنویر احمد صاحب (امریکہ) |
| (4) | مکرمہ نوال عزیز صاحبہ بنت مکرم عزیز اللہ صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم چوہدری نعمان احمد سوہل صاحب (متعلم جامعہ احمدیہ جرمنی) ابن مکرم امان اللہ سوہل صاحب |
| (5) | مکرمہ دعا احمد خالد صاحبہ بنت مکرم خالد بشیر صاحب (جرمنی) ہمراہ مکرم سمیر احمد صاحب ابن مکرم دبیر احمد صاحب (یوکے) |
| (6) | مکرمہ فرحین یاسین صاحبہ بنت مکرم محمد یاسین صاحب (یوکے) ہمراہ مکرم حارث احمد مرزا صاحب ابن مکرم رشید احمد مرزا صاحب (یوکے) |

اللہ تعالیٰ یہ اعزاز طرفین کیلئے مبارک فرمائے اور نئے رشتے کے بندھن میں بندھنے والوں کو دین و دنیا کے ثمرات سے نوازے۔ آمین۔

☆......☆......☆

# سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

## اسلام ایک وسطی نظریہ پیش کرتا ہے

ایک اور اصولی بات جو اسلام کے اقتصادی نظام کے متعلق یاد رکھنی چاہئے یہ ہے کہ انسانی زندگی کے متعلق اسلام یہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ اس میں ہر وقت ایک جدوجہد کی کیفیت قائم رہنی چاہئے اور درحقیقت زندگی ایک پیہم حرکت اور مسلسل جدوجہد کا ہی نام ہے اور انسان کی ساری ترقی اسی پیہم حرکت اور اسی مسلسل سعی کے ساتھ وابستہ ہے۔ پس اسلام کسی ایسے نظام کا موید نہیں ہوسکتا جس میں انسان کو جدوجہد کے میدان سے نکل کر دوسرے کے کمائے ہوئے مال کو بیٹھے بیٹھے کھانے یا دوسرے کے سہارے پر کھڑے ہوکر زندگی گزارنے کا رستہ اختیار کرنا پڑے۔ بے شک اسلام بھی انفرادی زندگی کے لئے بعض خارجی سہارے مہیا کرتا اور ان سے واجبی فائدہ اٹھانے کا سامان پیدا کرتا ہے مگر اس کا اصل زور اس بات پر ہے کہ ہر انسان خود اپنے پاؤں پر کھڑا ہو اور اپنے ہاتھ کی طاقت یا اپنے دماغ کی قوت سے اپنے لئے زندگی کا رستہ بنائے۔ وہ خارجی سہاروں کو ایک زائد امدادی حیثیت تو ضرور دیتا ہے مگر صرف انہی پر کامل تکیہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسی لئے قرآن شریف ورثہ کے ذریعہ حاصل کئے ہوئے مالوں کو بیٹھ کر کھانے والوں کے متعلق فرماتا ہے:

تَاْكُلُوْنَ التُّرَاثَ اَكْلًا لَّمًّا ۙ وَّتُحِبُّوْنَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ○

یعنی ”تم لوگ فارغ بیٹھے ہوئے ورثہ کے مالوں کو کھانا چاہتے ہو اور خواہش رکھتے ہو کہ یہ جمع شدہ مال کبھی ختم نہ ہو۔ اور تم ذخیرہ شدہ مال و دولت سے عشق لگائے بیٹھے ہو۔“

اس لطیف آیت میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ خدائے اسلام کو ایسی زندگی پسند نہیں جو انسان کو جدوجہد اور سعی و عمل کے میدان سے نکال کر کسی خاص کھونٹے کے ساتھ باندھ دے۔ کیونکہ اس طرح آہستہ آہستہ انسان کے فطری قویٰ زنگ آلود ہوکر ضائع ہوجاتے ہیں۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ سرمایہ داری اور اشتراکیت یعنی کمیونزم دونوں انسانوں کو جدوجہد والی زندگی سے نکال کر دوسروں پر تکیہ کرکے بیٹھ جانے کا رستہ کھولتے ہیں۔ یعنی جہاں سرمایہ داری جمع شدہ روپے کا کھونٹا گاڑ کر اس کے ساتھ انسان کو باندھ دیتی ہے وہاں اشتراکیت یعنی کمیونزم دوسری انتہا کی طرف لے جاکر اور حکومت کے کھونٹے کے ساتھ باندھ کر انسان کو گویا سلانا چاہتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ گو یہ انتہائیں جدا ہیں مگر حقیقتاً سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں میں یہی اصول چلتا ہے کہ انسان کو انفرادی جدوجہد کے میدان سے نکال کر کسی مضبوط کھونٹے کے ساتھ باندھ دیا جائے جہاں وہ ہر وقت چوکس رہنے کی ضرورت محسوس کرنے کے بغیر آرام کی زندگی گزار سکے۔ پس غور کیا جائے تو یہ دونوں افراط و تفریط کی راہیں ہیں جن سے خدائے اسلام لوگوں کو بچا کر جدوجہد کے سرگرم میدان میں کھڑا رکھنا چاہتا ہے۔ اشتراکیت کا اصول کیا ہے؟ یہی نا کہ قوم کے سب افراد مل کر متحدہ زندگی گزاریں اور خواہ بعض افراد دوسروں سے کمزور ہوں اور بعض مضبوط اور خواہ بعض سست ہوں اور بعض چوکس ہوں وہ گریں تو اکٹھے گریں اور کھڑے ہوں تو اکٹھے کھڑے ہوں۔ مگر غور کرو کہ کیا یہ بھی سرمایہ داری کی طرح ایک غیر طبعی سہارا نہیں جو انفرادی جدوجہد سے انسان کو غافل کرنے کا موجب ہوسکتا ہے؟ بے شک اسلام نے بھی کمزور افراد کے لئے ملک و قوم کا سہارا مہیا کیا ہے۔ مگر اس نے کمال دانش مندی سے اس سہارے پر پورا بھروسہ نہیں ہونے دیا اور انفرادی بوجھ کی اصل ذمہ داری افراد پر رکھی ہے اور زائد سہارا صرف جزوی امداد کے طور پر یا غیر معمولی حالات کے لئے مہیا کیا گیا ہے۔ پس اسلام ہی وہ وسطی مذہب ہے جس نے سرمایہ داری اور اشتراکیت دونوں انتہاؤں سے بچتے ہوئے ایک درمیانی رستہ کھولا ہے۔ وہ نہ تو جمع شدہ اموال کے ساتھ انسان کو باندھ کر اسے سرمایہ داری کے طریق پر بیکار کرنا چاہتا ہے اور نہ ہی اسے اشتراکیت کے اصول پر کلیتہً حکومت کے سہارے پر رکھ کر اس کی انفرادی جدوجہد کو کمزور کرتا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ

یعنی ”اے مسلمانو! ہم نے تمہیں ایک وسطی امت بنایا ہے تاکہ تم ہر قسم کی انتہاؤں کی طرف جھک جانے والی قوموں کے لئے خدا کی طرف سے نگران رہو۔“

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام نے اپنے اقتصادی نظام میں وسطی طریق اختیار کیا ہے اور اگر کوئی دل و دماغ رکھنے والا شخص اشتراکیت کے مقابلہ پر اسلام کے اقتصادی نظام کے متعلق منصفانہ غور کرنا چاہے تو اس کے لئے اس نکتہ میں بھی بھاری سبق ہے کہ گو انتہاؤں کا فرق ضرور ہے یعنی سرمایہ داری ایک انتہا پر واقع ہے اور اشتراکیت دوسری انتہا پر مگر بہرحال اشتراکیت بھی ایک دوسری صورت میں اسی مصیبت کو دنیا کے سامنے پیش کرتی ہے جو اس کے مقابل کی انتہا یعنی سرمایہ داری نے پیش کر رکھی ہے۔ یعنی یہ دونوں نظام انسان کو جدوجہد کے میدان سے نکال کر کسی نہ کسی کھونٹے کے ساتھ باندھنا چاہتے ہیں اور یہ صرف اسلام ہی ہے جس نے وسطی رستہ اختیار کرکے ایک طرف تو انسان کی انفرادی جدوجہد کو قائم رکھا ہے اور دوسری طرف خاص حالات کے پیش نظر نیز قوم میں اخوّت اور اتحاد کی روح قائم رکھنے کے لئے بعض خارجی سہارے بھی مہیا کردیئے ہیں اور یہی وہ رستہ ہے جس سے انسان کا دماغ کُند اور منجمد ہونے سے بچ سکتا ہے ورنہ جو لعنت آج دنیا کے سامنے سرمایہ داری نے پیدا کی ہے وہی کچھ عرصہ کے بعد ایک مختلف صورت میں اشتراکیت کے ذریعہ دنیا کے سامنے آنے والی ہے۔

## استثنائی حالات میں خوراک کی مساویانہ تقسیم

دولت کی تقسیم کے متعلق اس حکیمانہ نظریہ کے باوجود جس میں عام حالات کے ماتحت جبری طریق کے اختیار کرنے کے بغیر دولت کو منصفانہ رنگ میں سمونے کا انتظام کیا گیا ہے تاکہ انفرادی جدوجہد کا محرک بھی قائم رہے اور ملکی دولت چند ہاتھوں میں جمع بھی نہ ہونے پائے۔ اسلام اس بات کی تعلیم دیتا ہے کہ اگر کبھی کوئی ایسے خاص حالات پیدا ہوجائیں کہ کسی ملک یا قوم یا بستی کی خوراک کے ذخیرہ میں کمی آجائے یعنی ایک حصہ کے پاس تو زائد خوراک موجود ہو اور دوسرے حصہ کے پاس اس کی اقل ضرورت سے بھی کم ہو یا بالکل ہی نہ ہو تو اس قسم کے ہنگامی حالات میں خوراک کی مساویانہ تقسیم کا جبری نظام بھی جاری کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ روایت آتی ہے کہ:

خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ فَاَصَابَنَا جُهْدٌ حَتّٰى هَمَمْنَا اَنْ نَنْحَرَ بَعْضَ ظَهْرِنَا فَاَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَمَعْنَا اَزْوَادَنَا۔

یعنی ”ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں نکلے مگر رستہ میں ہمیں خوراک کی سخت کمی پیش آگئی۔ حتّٰی کہ ہم نے ارادہ کیا کہ اپنی سواریوں کے بعض اونٹ ذبح کردیں۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا کہ سب لوگوں کے خوراک کے ذخیرے اکٹھے کرلئے جائیں پس ہم نے سب ذخیرے اکٹھے کرلئے۔ اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان میں سے سب کو مساویانہ راشن بانٹنا شروع کردیا۔“

پھر ایک اور روایت آتی ہے کہ:

بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْثًا قِبَلَ السَّاحِلِ وَاَمَّرَ عَلَيْهِمْ اَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ وَهُمْ ثَلَاثُ مِائَةٍ فَخَرَجْنَا وَكُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ فَنِيَ الزَّادُ فَاَمَرَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بِاَزْوَادِ الْجَيْشِ فَجُمِعَ فَكَانَ مِزْوَدَيْ تَمْرٍ فَكَانَ يَقُوْتُنَا كُلَّ يَوْمٍ قَلِيْلًا قَلِيْلًا حَتّٰى فَنِيَ فَلَمْ يَكُنْ يُصِيْبُنَا اِلَّا تَمْرَةٌ تَمْرَةٌ۔

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کی ایک پارٹی ساحل سمندر کی طرف روانہ کی اور اس سریہ کا امیر (اپنے مقرب صحابی) ابوعبیدہ بن جراح کو مقرر فرمایا اور یہ پارٹی تین سو صحابہ پر مشتمل تھی۔ راوی کہتا ہے کہ ہم سریہ میں نکلے لیکن (رستہ بھول جانے کی وجہ سے) ابھی ہم اس کے رستہ میں ہی تھے کہ ہمارا زاد کم ہونا شروع ہوگیا۔ اس پر ابوعبیدہ نے حکم دیا کہ سب لوگوں کی خوراک کا ذخیرہ جمع کرلیا جائے تو یہ سارا جمع شدہ ذخیرہ دو توشہ دان بنا۔ اس کے بعد ابوعبیدہ ہمیں اس ذخیرہ میں سے تھوڑی تھوڑی خوراک تقسیم کرواتے تھے حتّٰی کہ یہ ذخیرہ اتنا کم ہوگیا کہ بالآخر ہمارا راشن صرف ایک کھجور فی کس پر آگیا۔“

اس روایت سے یہ بھاری اصول مستنبط ہوتا ہے کہ خاص ہنگامی حالات میں خوراک کے انفرادی ذخائر کو اکٹھا کرکے قومی ذخیرہ میں منتقل کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح ایک دوسری روایت آتی ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ الْاَشْعَرِيِّيْنَ اِذَا اَرْمَلُوْا فِي الْغَزْوِ اَوْقَلَّ طُعَامُ عِيَالِهِمْ بِالْمَدِيْنَةِ جَمَعُوْا مَا كَانَ عِنْدَهُمْ فِيْ ثَوْبٍ وَاحِدٍ ثُمَّ اقْتَسَمُوْا بَيْنَهُمْ فِيْ اِنَاءٍ وَاحِدٍ بِالسَّوِيَّةِ فَهُمْ مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُمْ۔

یعنی ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے کہ اشعر قبیلہ کے لوگوں کا یہ طریق ہے کہ جب کسی سفر میں انہیں خوراک کا ٹوٹا پڑ جاتا ہے یا حضر کی حالت میں ہی ان کے اہل و عیال کی خوراک میں کمی آجاتی ہے تو ایسی صورت میں وہ سب لوگوں کی خوراک ایک جگہ جمع کرلیتے ہیں اور پھر اس جمع شدہ خوراک کو ایک ناپ کے مطابق سب لوگوں میں مساویانہ طریق پر بانٹ دیتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا میرے ساتھ حقیقی جوڑ ہے اور میرا ان کے ساتھ حقیقی جوڑ ہے۔“

یہ الفاظ جس بلند اور شاندار روح کا اظہار کر رہے ہیں وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں مگر افسوس ہے کہ دنیا نے اپنے اس عظیم الشان محسن کی قدر نہیں کی۔

خلاصہ کلام یہ کہ اسلام میں دولت کی تقسیم کے متعلق چار بنیادی اصول تسلیم کئے گئے ہیں:

اوّل: تقسیم ورثہ اور نظام زکوٰۃ کے قیام اور سود اور جوئے کی حرمت کے ذریعہ ملکی دولت کو چند ہاتھوں میں جمع ہونے سے بچایا جائے۔

دوم: مگر دولت پیدا کرنے کے انفرادی حق کو قائم رکھا جائے تاکہ کام کرنے کا ذاتی محرک بھی قائم رہے اور افراد کے دماغ منجمد نہ ہونے پائیں۔

سوم: جو لوگ باوجود ان ذرائع کے کسی خاص معذوری کی وجہ سے اپنی اقل ضروریات کا سامان بھی پیدا نہ کرسکیں ان کی ضروریات کے پورا کرنے کا حکومت انتظام کرے۔

چہارم: خاص ہنگامی حالت میں جب کہ خوراک کی خطرناک قلت پیدا ہوجائے۔ تمام انفرادی ذخیروں کو جمع کرکے ایک مرکزی قومی ذخیرہ قائم کرلیا جائے تاکہ سب لوگوں کو اقل خوراک کا مساویانہ راشن ملتا رہے اور یہ نہ ہو کہ ملک کا ایک حصہ تو عیش اڑائے اور دوسرا قوت لایموت سے بھی محروم ہو۔

(سیرت خاتم النّبیین، صفحہ 704 تا 709، مطبوعہ قادیان 2006)

❁❁❁

طالب دعا:
اقبال احمد ضمیر
فلک نما، حیدرآباد
(تلنگانہ)

# سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم. اے. رضی اللہ عنہ)

(قسط-11)

## سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سفر لاہور اور حضور پُرنور کا وصال

نیند رات بھر حضرت کو بالکل نہ آئی البتہ انتہائی ضعف اور کمزوری کے باعث کبھی کبھی خاموش اور بالکل بے حس وحرکت پڑے رہتے تھے۔ نبض ڈھونڈے سے نہ ملتی تھی حتّٰی کہ ایک مرتبہ تو یہی سمجھا گیا کہ حضور کا وصال ہو گیا جس کی وجہ سے سب پر سکتہ چھا گیا مگر وقفہ سے پھر کسی قدر حرکت اور اضطراب وگھبراہٹ ہونے لگی۔ سیدۃ النساء حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نہ صرف یہ کہ رات بھر آنکھوں میں کاٹی بلکہ حضرت کی خدمت اور دوائی درمن کے علاوہ بار بار نہایت ہی اضطراب اور بیقراری میں خدا کے حضور گر گر کر عاجزی و تضرّع سجدات میں بھی اور بیٹھے، کھڑے یا چلتے پھرتے بھی دعاؤں اور التجاؤں ہی میں گزاری۔ جزع فزع یا شکوہ شکایت کی بجائے ہمت و استقلال اور تحمل و وقار ہمرکاب اور شامل حال نظر آتا تھا۔ اور نہ صرف خود سنبھلتے بلکہ اوروں کو بھی سنبھالتے تھے اور خاندان کی بیگمات، معصوم شہزادیوں اور بچوں کو پیار کرتے اور تسلیاں دیتے تھے۔ خاندان کے تمام اراکین حضور کی چارپائی کے سرہانے کی طرف کھڑے دعاؤں میں لگے ہوئے تھے۔ سیدنا حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب سلمہ ربہ موجودہ خلیفۃ المسیح الثانی، قبلہ حضرت نانا جان، قبلہ حضرت نواب صاحب اور شہزادے سبھی حضور کے گرد مختلف رنگ میں خدمات بجا لاتے، خدا سے دعائیں کرتے اور گڑگڑاتے ہی نظر آتے تھے۔ سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھوڑے تھوڑے وقفہ کے بعد حضور پُرنُور کے دہن مبارک میں گلاب کیوڑہ یا شہد وغیرہ ڈالتے اور کہتے ”اے خدا میری عمر بھی ان کو دے دے، ان کو مدتوں تک زندہ سلامت رکھ تا تیرے دین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکیں“۔ یہ اور اسی قسم کی مختلف دعائیں سیدہ طاہرہ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ کے نام کے واسطہ سے ایسے دردناک اور پُرسوز لہجہ میں کرتی تھیں جن کے اثر سے کلیجہ پھٹا جاتا تھا۔ اور بات برداشت سے باہر ہوئی جا رہی تھی۔ حضرات صاحبزادگان والاتبار بھی اپنی جگہ اپنے رنج وغم اور درد والم پر قابو پائے، ضبط کئے، بحالت کظم یاد الٰہی اور دعاؤں میں مصروف تھے اور ایسا معلوم دیتا تھا کہ ان کی نظریں اس دنیا سے نکل کر کسی دوسرے عالم کی طرف اٹھ رہی ہیں اور ان کے عزائم کسی پروگرام کی تیاری میں مصروف اور وہ اپنے خدا سے کوئی نئے عہد و پیماں باندھ رہے ہیں۔

دور کہیں صبح کی اذان ہوئی جس کی بالکل دھیمی سی آواز ہمارے کانوں نے محسوس کی اور ساتھ ہی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود انتہائی کمزوری وضعف اور باوجود شدت کرب خود دریافت فرمایا:

**”کیا صبح ہو گئی یا اذان ہو گئی؟“**

میں نے عرض کیا۔ حضور اذان ہو گئی۔ جس پر حضور پُرنور نے تیمم کی غرض سے ہاتھ بڑھائے۔ کوئی صاحب مٹی کی تلاش میں نکلے مگر حضور نے بستر کے کپڑے ہی پر ہاتھ مار کر تیمم کیا اور پھر کافی دیر تک نماز ہی میں مصروف رہے۔

اگرچہ جس وقت سے حضور بیمار ہوئے اور میں حاضر خدمت ہوا، میرے کان آشنا ہیں، میرا دماغ محفوظ رکھتا ہے اور دل اس بات کے اظہار میں بے حد لذت محسوس کرتا ہے کہ بیماری کی تکلیف اور سختی کے اوقات میں بھی حضور کی زبان مبارک سے میں نے ”ہائے۔ وائے۔ میں مر گیا۔ یہ ہو گیا وہ ہو گیا“ کے نازیبا اور بے صبری کے الفاظ میں سے قطعاً قطعاً نہ صرف یہ کہ کوئی ایک لفظ بھی نہ سنا بلکہ کوئی ایسی خفیف سی حرکت بھی میں نے دیکھی، نہ محسوس کی۔ اور جو کچھ دیکھا، سنا، یا محسوس کیا وہ سرتاپا نور اور کلیۃً نورٌ علیٰ نور، روح پرور، ایمان افزا اور سبق آموز ہی تھا۔ شدت کرب اور انتہائی تکلیف کے اوقات میں بھی حضور متواتر، مسلسل اور بلا وقفہ ذکر الٰہی اور یاد خدا میں رطب اللسان تھے اور نہایت ہی صبر کے ساتھ تسبیحی کلمات شکر بجالاتے ہوئے ان تکالیف کو برداشت کرتے رہے۔ جزع فزع یا بے حوصلگی وگھبراہٹ کی کوئی چھوٹی سے چھوٹی حرکت بھی میں نے نہ دیکھی بلکہ پورے وقار اور رضا کا مقام حضور کو میسر تھا۔ وہ نور نبوت اور روحانی چمک جو شدت امراض یا مشکلات کے گھٹا ٹوپ اوقات میں بھی حضور کے چہرۂ انور پر موجود رہا کرتی تھی اور جس کو میں نے حضور کی جبینِ مبارک سے کبھی جدا ہوتے نہ دیکھا تھا، آج بھی برابر حضور کے رخسار اور جبین مبارک پر قائم وسلامت نظر آ رہی تھی اور حضور کی روشن و درخشاں پیشانی پر کسی بل یا شِکن کا کوئی اثر بھی نہ تھا۔ حضور کو علم تھا کہ خدائی وعدوں اور الٰہی وحیوں کے پورا ہونے کے سامان ہو رہے ہیں مگر باوجود اس کے نہ صرف یہ کہ حضور کو بے چینی وبیقراری یا اضطراب نہ تھا بلکہ حضور کو ایک اطمینان وسکون حاصل تھا۔ حضور کا دل وصال کی لذت میں اور زبان ذکر کے ترانوں میں مشغول یہی کہہ رہی تھی۔

”اے میرے خدا! اے میرے پیارے اللہ اور اے میرے پیارے اور پیارے کے پیارے خدا! سبحان اللہ۔ الحمد للہ۔ یا حیّ یا قیّوم“ یہی ذکر تھا اور یہی ورد جس کی لذت وسرور میں حضور پر بیماری کی تکالیف اور اضطراب وکرب ہیچ اور بے اثر تھے اور اگرچہ بتقاضائے بشریت حضور کے اعضاء طبعی اور اضطراری حرکات کر رہے تھے مگر حضور کا دل اپنے آقا کی یاد میں محو ومطمئن اور روح اس کے وصال کے لئے پرواز شوق میں مصروف تھی۔ حضور کے چہرۂ مبارک پر اطمینان اور سکون کے ساتھ انوارِ الٰہیہ کے آثار نمایاں تھے۔ خاندان نبوت کے علاوہ اور بھی بہت سے دوست حضور کی علالت کی خبر پا کر جمع ہو رہے تھے۔ چارپائی کے گرد ایک ہجوم حلقہ باندھے کھڑا دعاؤں میں مصروف قدرت الٰہی اور بے نیازی کا رنگ دیکھ رہا تھا۔ اس بڑھتے ہوئے ہجوم کو انتظام وترتیب میں لا کر سبھی خدام کو خدمت وقربت کا موقعہ بہم پہنچانے کی غرض سے پہرہ کا انتظام کیا گیا۔ اور باری باری چند چند دوستوں کو موقعہ زیارت اور شرف خدمت دیا جاتا تھا۔ سورج نکل کر بلند ہو چکا تھا۔ دھوپ میں شدت اور تیزی پیدا ہو چکی تھی۔ قریباً ۹ بجے کا وقت ہو گا کہ حضور کی بڑھتی ہوئی کمزوری اور حالت کی نزاکت کے مدنظر پوچھا گیا۔ جس پر ہمارے آقاء نامدار فداہ روحی نے کچھ اشارہ کیا جسے سمجھ کر قلم دوات اور کاغذ حضرت کے حضور پیش ہوا اور حضور نے کچھ لکھنے کی کوشش کی مگر ضعف ونقاہت کا یہ عالم تھا کہ بہت تھوڑا لکھا جا سکا۔ اور قلم حضور کا پھسل گیا۔ حضور نے قلم اور کاغذ چھوڑ دیا۔ جس کے پڑھنے کی کوشش کی گئی مگر ناکام۔ آخر مکرمی میر مہدی حسین صاحب کو دیا گیا کیونکہ ان کو حضرت کے دست مبارک کی تحریر کے پڑھنے کی زیادہ اور تازہ مشق تھی۔ چنانچہ میر صاحب محترم نے جو کچھ پڑھا وہ یہ تھا۔

**”تکلیف یہ ہے کہ آواز نہیں نکلتی۔ دوائی پلائی جائے۔“**

اور وہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس بات پر اس طرح یقین ہے جس طرح آیات قرآنی پر کہ بالکل یہی الفاظ حضور نے تحریر فرمائے تھے مگر انجام کار چونکہ میری یاد میں اس کاغذ کا محترم حضرت پیر جی منظور محمد صاحب کے پاس پہنچنا تھا لہٰذا میں اس مرحلہ پر صاحب ممدوح کی خدمت میں حاضر ہوا تا اس مقدس دستاویز کے متعلق معلوم کروں۔ تو حضرت پیر صاحب نے جو کچھ فرمایا وہ یہ تھا کہ

تکلیف یہ ہے کہ آواز نہیں نکلتی.......... حلق .......... علاج کیا جائے.......... پہلا حصہ جس پر دونوں بزرگوں کا اتفاق ہے ”تکلیف یہ ہے کہ آواز نہیں نکلتی“۔ بہرحال مسلّم ہے اور مجھے بھی پوری طرح سے یہی یاد ہے۔ اگلے حصہ کے متعلق میری یاد یہی تھی کہ وہ قیاسی تھا۔

ایک حنائی رنگ کے کاغذ پر حضور نے حسب عادت اسے تہ کر کے صرف دو چھوٹی چھوٹی سطریں لکھیں۔ یہ کاغذ حضرت کے ہاتھ سے ڈاکٹر نور محمد صاحب نے لیا اور وہی اس حالت میں سب سے پیش پیش تھے اور انہی کے بار بار کے تقاضا واصرار پر حضرت نے کاغذ پر کچھ لکھا تھا۔ پہلے خود ڈاکٹر صاحب نے پڑھنے کی کوشش کی۔ ان سے اوروں نے لیا اور پڑھنے کی کوشش کی مگر جب دیکھا کہ کسی سے بھی پوری تحریر حضور کی پڑھی نہیں گئی تو مکرمی میر مہدی حسین صاحب کو دے کر پڑھوانے کی کوشش کی کیونکہ وہ حضرت کی طرزِ تحریر سے زیادہ واقف سمجھے گئے کچھ انہوں نے پڑھا اور آخر کار وہ دستاویز جو حضور پُرنور کی آخری دستی تحریر تھی، قبلہ حضرت پیر جی منظور محمد صاحب مصنف وموجد قاعدہ یسرنا القرآن کے ہاتھ آئی اور چونکہ وہ بھی سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کے پڑھنے کا خاص ملکہ ومہارت رکھتے تھے، انہوں نے پڑھا اور جو کچھ انہوں نے پڑھا وہ بھی اوپر درج کیا گیا ہے۔ مجھے یاد تھا کہ وہ کاغذ مبارک حضرت پیر صاحب موصوف ہی کے پاس ہے چنانچہ میں اسی خیال سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا کہ وہ کاغذ حاصل کر کے اس کا عکس اتروالوں مگر صاحب ممدوح نے بتایا کہ وہ کاغذ مبارک پانچ ماہ تک میرے پاس رہا اس کے بعد سیدۃ النساء حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مجھ سے منگا لیا تھا۔ اب انہی کے پاس ہوگا۔

ڈاکٹر صاحبان نے اس مرحلہ پر ایک اور انجکشن کرنے کا فیصلہ کیا جو اسی طرح چھاتی کے بائیں جانب دل کی حرکت ظاہر کرنے والے مقام کے اوپر ہوا جس کے ساتھ گرم پانی میں ملا ہوا نمک بھی استعمال کیا گیا حضور نے بالکل اطمینان سے یہ انجکشن کرا لیا۔ کوئی گھبراہٹ، درد یا اضطراب ظاہر نہیں ہوا۔ اس وقت بھی حاضرین نے ڈاکٹروں کے اس عمل کو ناپسند کیا کہ کیوں حضور کو اس حال میں تکلیف دیتے ہیں مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ اور بجائے فائدہ وآرام ہونے یا طاقت و قوت آنے کے حضور کی کمزوری بڑھتی گئی اور نقاہت غلبہ ہی پاتی گئی۔ سیدنا حضرت نورالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حسب عادت سر ڈالے ایک طرف بیٹھے دعائیں کر رہے تھے اس موقعہ پر اٹھ کر خواجہ کمال الدین صاحب کے مکان کی ایک تنہا کوٹھڑی میں کھٹولے پر جا بیٹھے۔ حضرت پیر جی منظور محمد صاحب بھی حضرت کے پیچھے ہی پیچھے گئے اور حضرت کی طبیعت کے متعلق سوال کیا جس پر حضرت نورالدین نے جو فرمایا وہ یہ تھا کہ ”ایسی بیماری کے مریض کو میں نے تو بچتے کبھی نہیں دیکھا“

(سیرۃ المہدی، جلد 2، تتمہ، صفحہ 412 تا 416، مطبوعہ قادیان 2008)

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

## سریۂ زید بن حارثہؓ، سریۂ وادی القریٰ، سریہ عبدالرحمٰن بن عوف، سریہ علی ابن طالبؓ اور سریہ حضرت ابوبکرؓ کے اسباب اور حالات وواقعات کا بیان

## اب قادیان میں مزید کوئی درویش نہیں رہا اور قادیان کا یہ پہلا جلسہ ہے جو کسی درویش کے بغیر ہو رہا ہے

### خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 27/دسمبر 2024 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال:** تقسیم ملک کے وقت کتنے درویش قادیان میں مقیم تھے؟

**جواب:** حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشاد کے مطابق تقسیم ملک کے وقت تین سو تیرہ درویش قادیان میں مقیم رہے۔

**سوال:** سریہ زید بن حارثہ کے متعلق کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** سریہ زید بن حارثہؓ کہلاتا ہے۔ یہ سریہ جُمَادَی الآخِرَۃ چھ ہجری کو بنو جُذام کی جانب حِسْمٰی میں ہوا۔ حِسْمٰی بنو جُذام کا ایک شہر تھا اور مدینہ سے آٹھ راتوں کی مسافت پر واقع تھا۔ اس زمانے کے سفر کے ذریعہ سے اس لحاظ سے سفر کافی لمبا تھا۔ علامہ ابن قیّم نے زادالمعاد میں کہا ہے کہ یہ سریہ بلاشبہ صلح حدیبیہ کے بعد کا ہے یعنی سات ہجری کا ہے۔

**سوال:** قبیلہ جُذَام کی شاخ بنو ضُبَیب کے مدینہ آنے کا کیا ذکر ملتا ہے؟

**جواب:** حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم اے فرماتے ہیں: ”ابھی زید مدینہ میں پہنچے نہیں تھے کہ قبیلہ بنو ضُبیب کے لوگوں کو جو قبیلہ بنو جذام کی شاخ تھے زید کی اس مہم کی خبر پہنچ گئی اور وہ اپنے رئیس رِفاعہ بن زید کی معیت میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! ہم مسلمان ہو چکے ہیں اور ہماری بقیہ قوم کے لیے امن کی تحریر ہو چکی ہے۔“ جو نہیں مسلمان ہوئے ان کے لیے بھی امن کی تحریر ہو چکی ہے جبکہ آپ کا جو بھیجا ہوا لشکر تھا اس نے حملہ کر کے ان میں سے بعضوں کو قتل کر دیا، کچھ کو قیدی بنا لیا، غنیمت حاصل کر لی اور ہم تو مسلمان ہو چکے ہیں اور ان کے بارے میں بھی امن کی تحریر ہے۔ ”تو پھر ہمارے قبیلہ کو اس حملہ میں کیوں شامل کیا گیا ہے؟“ ”ہم پر کیوں حملہ کیا؟“ ”آپؐ نے فرمایا ہاں یہ درست ہے۔“ آپؐ نے کوئی دلیل نہیں دی۔ آپ نے فرمایا تم ٹھیک کہہ رہے ہو ”مگر زید کو اس کا علم نہیں تھا اور پھر جو لوگ اس موقع پر مارے گئے تھے ان کے متعلق آپؐ نے بار بار افسوس کا اظہار کیا۔ اس پر رِفاعہ کے ساتھی ابو زید نے کہا یا رسول اللہ! جو لوگ مارے گئے ہیں ان کے متعلق ہمارا کوئی مطالبہ نہیں۔ یہ غلط فہمی کا حادثہ ہو گیا مگر جو لوگ زندہ ہیں اور جو ساز و سامان زید نے ہمارے قبیلہ سے پکڑا ہے وہ ہمیں واپس مل جانا چاہیے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں یہ بالکل درست ہے“ اور وہ جو ہزاروں بھیڑیں اونٹ اور سامان وغیرہ تھا سو قیدی بھی تھے ”آپؐ نے فوراً حضرت علی کو زید کی طرف روانہ فرمایا اور بطور نشانی کے انہیں اپنی تلوار عنایت فرمائی اور زید کو کہلا بھیجا کہ اس قبیلہ کے جو قیدی اور اموال پکڑے گئے ہیں وہ چھوڑ دیئے جائیں۔ زید نے یہ حکم پاتے ہی فوراً سارے قیدیوں کو چھوڑ دیا اور غنیمت کا مال بھی واپس لوٹا دیا۔“

**سوال:** سریہ وادی القریٰ کب ہوا؟

**جواب:** سریہ وادی القریٰ میں رجب چھ ہجری میں ہوا۔ سریہ حِسْمٰی کے قریباً ایک ماہ بعد یہ ہوا اور آنحضرت ﷺ نے پھر زید بن حَارِثَہ کو وادی القریٰ کی طرف روانہ فرمایا۔

**سوال:** وَادِی الْقُرٰی کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: وَادِی الْقُرٰی کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مدینہ کے شمال میں شام کی طرف تقریباً تین سو پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ اس جگہ قبیلہ مَذْحِج اور قُضَاعَہ کے لوگ جمع تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ قبیلہ مُضَر کے کچھ خاندان وہاں جمع تھے مگر لڑائی کی نوبت نہیں آئی۔

**سوال:** سریہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: سریہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ذکر ملتا ہے۔ یہ سریہ شعبان چھ ہجری کو دُوْمَۃُ الْجَنْدَل کی جانب ہوا۔ دومۃ الجندل مدینہ کے شمال میں شامی سرحد کے قریب ترین مقام، مدینہ سے تقریباً 450 کلو میٹر کے فاصلہ پر تھا۔

**سوال:** سریہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ کے حالات و واقعات کا حضور انور نے کیا ذکر فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: اس سریہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو حکم دیا کہ رات کو دُومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوں۔ آپ کے لشکر کا پڑاؤ جُرُف مقام پر تھا اور وہ سات سو افراد تھے۔ جُرُف کے بارے میں لکھا ہے کہ مدینہ منورہ سے تین میل شمال کی جانب ایک جگہ تھی۔

**سوال:** سریہ حضرت علی ابن ابی طالبؓ کے بارے میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: یہ سریہ شعبان چھ ہجری کو ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ کو سو آدمیوں کے ساتھ فَدَک میں بنو سعد بن بکر کی طرف بھیجا۔ فدک کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ مدینہ سے چھ رات کی مسافت پر خیبر کے قریب ایک بستی ہے۔ سات ہجری میں غزوۂ خیبر کے موقع پر یہ علاقہ جنگ کے بغیر فتح ہوا تھا۔ اب یہ ایک بڑا شہر ہے جہاں کھجور اور زراعت کی کثرت ہے۔ آجکل اس کو الحائط کہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ بات پہنچی کہ انہوں نے ایک لشکر جمع کر رکھا ہے، ان لوگوں نے، دشمنوں نے اور وہ خیبر کے یہود کی مدد کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت علیؓ رات کو چلتے تھے اور دن کو چھپتے تھے۔

**سوال:** سریہ حضرت ابوبکرؓ کب ہوا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا یہ سریہ بنو فَزَارَہ کی طرف تھا۔ یہ سریہ چھ ہجری میں ہوا۔ بنو فزارہ نجد میں وادی القرٰی میں آباد تھے اور وادی القرٰی مدینہ کے شمال میں شام کی طرف تقریباً تین سو پچاس کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔

**سوال:** حضور انور نے مکرم طیّب علی صاحب درویش کے بارے میں کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے بیان فرمایا: مکرم طیّب علی صاحب بنگالی درویش قادیان۔ مورخہ 11 دسمبر 2024ء کو ستانوے سال کی عمر میں انہوں نے وفات پائی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ 1942ء میں آپ کو ڈھاکہ میں باقاعدہ بیعت فارم پُر کر کے بیعت کی توفیق ملی۔ 1945ء میں پہلی بار جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوئے اور حضرت مصلح موعودؓ سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے مطابق تقسیمِ ملک کے وقت تین سو تیرہ درویش قادیان میں مقیم رہے، آپ اِن میں سے آخری تھے، جن کی وفات ہو گئی ہے۔ اب قادیان میں مزید کوئی درویش نہیں رہا اور قادیان کا یہ پہلا جلسہ ہے جو کسی درویش کے بغیر ہو رہا ہے، آج سے شروع ہے۔ اب قادیان میں رہنے والی نئی نسل کا کام ہے کہ اپنے اِن قربانی کرنے والے بزرگوں کی روایات کو قائم رکھتے ہوئے وفا اور اخلاص سے قادیان میں اپنی زندگیاں گزاریں۔ اللہ تعالیٰ اِن کو توفیق بھی دے۔

❁❁❁

## ایسے لوگ جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں

## اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے حصہ لیتے ہیں اور آخرت میں بھی انشاء اللہ حصہ لیں گے

### خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 01/ستمبر 2006 بطرز سوال وجواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

**سوال:** خطبہ کے شروع میں حضور انور نے کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

**جواب:** حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ العنکبوت کی آیت نمبر 58 تا 59 کی تلاوت فرمائی:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ۔ ثُمَّ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔ نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۔

**سوال:** ہر ایک چیز کو دنیا سے فنا ہونا ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیا فرماتا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: جو اس دنیا میں آئے گا اس نے جانا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ یعنی ہر چیز جو اس زمین پر ہے وہ فانی ہے اور آگے فرمایا کہ وَيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ اور صرف تیرے ربّ کی ذات باقی رہنے والی ہے جو جلال اور اکرام والی ہے۔

**سوال:** جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں انہیں کیا حاصل ہوتا ہے؟

**جواب:** جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پچھلوں کے لئے بھی یہ نمونہ چھوڑ کر جاتے ہیں کہ دنیا کی فانی چیزوں کے پیچھے نہ دوڑنا بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ اگر یہ تمہیں مل گئی تو تمہیں دونوں جہان کی نعمتیں مل گئیں۔ وہ اپنے عمل سے اپنے پیچھے رہنے والوں کو، اپنی نسلوں کو یہ سبق دے کر جاتے ہیں کہ ہم نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی تا کہ اللہ تعالیٰ کے اُس انعام کے مصداق ٹھہریں جس نے فرمایا ہے کہ مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ یعنی جو بھی اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دے اور وہ احسان کرنے والا ہو تو اس کا اجر اس کے رب کے پاس ہے۔

**سوال:** اگر مرنے والے کے حق میں لوگ گواہی دیں تو اس پر کیا واجب ہو جاتی ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ایک حدیث میں آتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ لوگ ایک جنازہ لے کر گزرے۔ وہاں بیٹھے ہوئے صحابہ نے ان کی تعریف کی۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ پھر ایک اور جنازہ گزرا، لوگوں نے اس کی برائی کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا واجب ہو گئی۔ حضرت عمرؓ نے جو پاس بیٹھے ہوئے تھے عرض کیا حضور! کیا واجب ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا جس کی تم نے تعریف کی اس کے لئے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے برائی کی اس کے لئے دوزخ واجب ہو گئی۔ تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو یعنی نیکی اور بدی میں تمیز کی تم لوگوں

کو توفیق دی گئی ہے۔

**سوال:** جو لوگ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیتے ہیں ان کو خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ملتا ہے؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: ایسے لوگ جو اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دیتے ہیں اس دنیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں سے حصہ لیتے ہیں اور آخرت میں بھی انشاء اللہ حصہ لیں گے۔

**سوال:** نیک عمل کرنے والوں کے متعلق حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: نیک عمل کرنے والوں کا یہ ایسا عمدہ اور اعلیٰ اجر ہے کہ اس کے برابر کوئی اور اجر ہو نہیں سکتا۔ پس خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اپنے نیک اعمال کے ایسے اجر پائیں گے اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کی جنتوں کے وارث بنتے چلے جائیں گے۔ ہمارے جو بزرگ گزشتہ دنوں فوت ہوئے ہم امید رکھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس سلوک کے مستحق ہوئے ہوں، حقدار ٹھہرے ہوں۔ اُن لوگوں نے اپنی زندگیاں اس طرز پر ڈھالنے کی کوشش کی کہ نیک اعمال بجالائیں۔ اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر اور انسانیت کی خدمت میں گزاریں۔ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں سے مغفرت اور رحم کا سلوک فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر جو بھی چھوٹی سی کوشش انہوں نے کی اس کا کئی گنا بڑھ کر اجر عطا فرمائے۔

**سوال:** حضور انور نے حضرت مرزا عبدالحق صاحب کے کن اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے تقریباً 106 سال کی لمبی عمر عطا فرمائی۔ آپ کی پیدائش جنوری 1900ء کی تھی۔ حضرت مرزا عبدالحق صاحب نے حضرت خلیفہ ثانی کی بیعت کی اور اس بیعت کے رشتے کو اس طرح نبھایا کہ کوشش کی کہ اپنا حلیہ بھی وہی رکھیں جو ظاہری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا تھا۔ چنانچہ مجھے ایک دفعہ انہوں نے خود بتایا کہ بیعت کے بعد پھر میں نے یہ کوشش کی کہ جو لباس حضرت خلیفۃ المسیح الثانی پہنتے ہیں اسی طرح کا لباس پہنوں۔ چنانچہ شلوار، قمیص اور کوٹ اور سر پر پگڑی ہاتھ میں سوٹی وغیرہ اس طرح رکھنی شروع کی۔ ایک دفعہ انہوں نے بتایا کہ میں نے تو 9 سال کی عمر میں (جبکہ بچہ تھا) دینی مسائل پر غور کرنا شروع کر دیا تھا۔ اور ماشاء اللہ جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی فوج میں داخل ہوئے تو آپ کے علم و عرفان کو چار چاند لگ گئے۔ چنانچہ آپ کے جلسہ سالانہ پر بڑے علمی خطابات ہوتے تھے۔ کئی کتابیں لکھی ہیں۔ بڑے علمی کام کئے ہیں۔ قرآن کریم کی تفسیر بیان کرتے رہے، سرگودھا میں ان کے کئی شاگرد ہیں۔ آپ کی شخصیت ایک گہرے علمی اور دینی ذوق رکھنے والی تھی۔ بغیر تیاری کے بھی کسی مضمون پر بولنا شروع کرتے تھے تو خوب حق ادا کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ جماعت کو ایسے علمی اور روحانی افراد عطا فرماتا رہے جو ہمیشہ سلطان نصیر ثابت ہوں۔

**سوال:** حضور انور نے صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ کے اوصاف حمیدہ کا کیا ذکر فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: صاحبزادی امۃ الباسط بیگم صاحبہ کا جو میری خالہ بھی تھیں بلکہ ہم دونوں میاں بیوی کی خالہ تھیں۔ بڑی غیر معمولی طبیعت کی مالک تھیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے جو دوسرے بڑے بہن بھائی ہیں انہوں نے ایک دفعہ باتوں میں ان سے پوچھا کہ پہلے تو نام لیتے تھے اب ادب اور احترام کے دائرے میں ان کو مخاطب کرنے یا ان سے بات کرنے کے لئے آپ کس طرح ان کو مخاطب کرتی ہیں۔ تو کہنے لگیں کہ اب وہ خلیفہ وقت ہیں۔ میں تو خلیفہ وقت ہی کہتی ہوں تا کہ خلافت کا احترام قائم رہے۔ اور ذاتی رشتوں پر خلافت کا رشتہ مقدم رہے۔ میرے بارے میں کسی نے پوچھا کہ اب کس طرح مخاطب کریں گی۔ تو فرمانے لگیں کہ میرے نزدیک خلافت کا رشتہ سب سے مقدم ہے۔ جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کو مخاطب کرتی تھی اسی طرح ان کو مخاطب کروں گی۔ خلافت کے بعد اپنی خلاؤں میں میری سب سے پہلی ملاقات شاید ان سے ہوئی اور ان کی آنکھوں میں، الفاظ میں، بات چیت میں جو فوری غیر معمولی احترام میں نے دیکھا وہ حیران کن تھا۔ گو کہ میرے جو باقی بڑے رشتے تھے انہوں نے بھی اسی طرح اظہار کیا ہے، لیکن ان کو اور میری ایک اور بزرگ ہیں ان کو میں نے فوری طور پر مل لیا تھا اور پہلا موقع تھا اس لئے فوری دل پر نقش ہو گیا۔

**سوال:** سوگ منانے کے ضمن میں حضور انور نے کیا بیان فرمایا؟

**جواب:** حضور انور نے فرمایا: سوگ منانے کے ضمن میں حضرت زینب بنت ابی سلمٰی رضی اللہ عنہ بیان کرتی ہیں کہ میں ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی، ان دنوں آپ کے والد حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ فوت ہوئے تھے۔ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے میری موجودگی میں زرد رنگ کی خوشبو منگوائی۔ پہلے اپنی لونڈی کو لگائی پھر اپنے ہاتھ اور اپنے رخساروں پر ملی اور ساتھ ہی فرمایا: خدا کی قسم! مجھے خوشبو لگانے کی کوئی خواہش نہیں۔ مگر میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ اور آخری دن پر ایمان لانے والی کسی بھی عورت کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی مرنے والے کا سوگ کرے۔ البتہ بیوی اپنے خاوند کے مرنے پر چار ماہ دس دن سوگ میں گزارتی ہے۔

❁❁❁

# نماز جنازہ حاضر وغائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 12 نومبر 2024ء بروز منگل 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

## نماز جنازہ حاضر

**مکرم چودھری عزیز اللہ بنگوی صاحب (لندن۔ یوکے)**

7 نومبر 2024ء کو 79 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم حضرت مولوی رحمت اللہ صاحب بنگوی صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے اور مکرم چودھری ہدایت اللہ بنگوی صاحب مرحوم (سابق جنرل سیکرٹری و افسر جلسہ سالانہ جماعت یوکے) کے بیٹے تھے۔ مرحوم 50 سال سے زائد عرصہ سے مسجد فضل لندن کے قریب رہائش پذیر تھے۔ ابتدا میں شعبہ سمعی بصری سے منسلک رہے اور مسجد فضل لندن میں بچوں کی اطفال کلاسیں بھی لیا کرتے تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، ہمدرد، ملنسار، خلافت کے ساتھ وفا کا تعلق رکھنے والے، دیندار، نیک اور مخلص انسان تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔ مرحوم مکرم مرزا خلیق احمد صاحب (سیکرٹری اشاعت جماعت یوکے) کے خسر تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم مجید اللہ بنگوی صاحب نے بیت الفتوح کی پرانی عمارت میں جماعت کی IT کی تنصیبات کو انسٹال کیا تھا۔

## نماز جنازہ غائب

**(1) مکرمہ رضوانہ کوثر صاحبہ اہلیہ مکرم رانا مبارک صاحب (جرمنی)**

11 اکتوبر 2024ء کو 50 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کے نانا کے بھائی حضرت چودھری غلام محمد صاحب رضی اللہ عنہ کے ذریعہ آئی جو موضع گاؤں ڈھپئی ضلع سیالکوٹ کے ایک گھرانے سے تھے۔ انہوں نے 1905ء میں بیعت کی اور 1908ء میں قادیان چلے گئے اور صدر انجمن میں خدمت کی توفیق پائی۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، خوش اخلاق، غریب پرور، نظام جماعت اور خلافت کی اطاعت گزار ایک نیک اور ہمدرد خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔

**(2) مکرم نصیر احمد فاروقی صاحب ابن مکرم حکیم ظفر احمد صاحب سنوری (ربوہ)**

15 اکتوبر 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مولوی قدرت اللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ کے نواسے اور مکرم شجر احمد سنوری فاروقی صاحب کے بھائی تھے۔ مرحوم چھوٹی عمر سے ہی جماعتی خدمت میں بھرپور حصہ لیتے رہے۔ آپ نے امیر ضلع کوئٹہ کے علاوہ مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ ربوہ شفٹ ہونے پر اپنے محلہ کے شعبہ مال میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ تبلیغ بڑے شوق سے کیا کرتے تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خوش اخلاق، منکسر المزاج، شفیق، ملنسار، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ خلافت سے گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

**(3) مکرمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم عبدالقادر صاحب (ربوہ)**

16 اکتوبر 2024ء کو 94 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم خواج دین صاحب مرحوم نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت حاصل کی۔ آپ کے بڑے بھائی مکرم نواب دین صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کے دور میں حفاظت خاص میں شامل تھے اور ایک بھائی مکرم سراج دین صاحب شعبہ ضیافت یوکے میں خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔ مرحومہ صوم و صلوٰۃ اور تلاوت قرآن کریم کی پابند، تہجد گزار، دعا گو، دیندار، مخلص اور نیک فطرت خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق تھا اور خاندان حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ والہانہ عقیدت اور محبت رکھتی تھیں۔ لازمی اور دیگر چندہ جات وقت پر ادا کرتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر پروفیسر عبدالکریم خالد صاحب (آف لاہور) اور مکرم عبدالحلیم احمد صاحب (مربی سلسلہ نظارت اصلاح و ارشاد رشتہ ناطہ) کی والدہ، مکرم عبدالماجد طاہر صاحب (ایڈیشنل وکیل التبشیر یوکے) کی خالہ اور مکرم عطاء الفاتح صاحب (عملہ حفاظت خاص اسلام آباد۔ یوکے) کی دادی تھیں۔

**(4) مکرم اشفاق حسین صاحب ابن مکرم شیخ الطاف حسین صاحب (کراچی)**

16 اکتوبر 2024ء کو 96 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ کے والد مکرم شیخ الطاف حسین صاحب نے چھوٹی عمر میں نچولی (میرٹھ) انڈیا میں 1915ء میں بیعت کی تھی۔ جس کے بعد وہ مستقل طور پر قادیان منتقل ہو گئے اور صدر انجمن احمدیہ قادیان میں ملازمت کرتے رہے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند، خلافت سے بے پناہ عقیدت رکھنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ نے جماعت کراچی میں ایڈیشنل سیکرٹری تعلیم القرآن اور

ایڈیشنل سیکرٹری اصلاح وارشاد کے علاوہ مقامی سطح پر مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور 4 بیٹے شامل ہیں۔

**(5) مکرم مرزا نوید احمد صاحب**

**ابن مکرم مرزا ابشارت احمد صاحب**

**(دارالعلوم وسطی حلقہ لطیف ربوہ)**

14/اکتوبر 2024ء کو ایک حادثہ میں 40 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کے پڑدادا مکرم مرزا محمد ابراہیم صاحب مرحوم ربوہ کے ابتدائی باسیوں میں سے تھے۔ جنہوں نے بطور سِول کنٹریکٹر ربوہ کی ابتدائی عمارات کی تعمیر میں نہایت مستعدی سے حصہ ڈالا۔ مرحوم بوقت وفات ڈیپارٹمنٹ آف ایکسپلوسوز، منسٹری آف انرجی اینڈ پٹرولیم لاہور میں بطور ڈپٹی ڈائریکٹر گریڈ 18 پر کام کر رہے تھے۔ ہمیشہ اپنی ڈیوٹی پوری ایمانداری اور حب الوطنی کے جذبہ سے نبھاتے رہے۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بڑے خوش اخلاق، ملنسار، نیک اور جماعت کے فدائی مخلص نوجوان تھے۔ چندہ جات میں باقاعدہ تھے اور مالی قربانی میں ہمیشہ پیش پیش رہتے تھے۔ دوسروں کے دکھ درد کو اپنا سمجھتے اور ممکن حد تک مدد کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ غرباء اور سٹوڈنٹس وغیرہ کے ایڈمشن میں خاموشی سے خطیر رقم بطور مالی معاونت ادا کرتے رہے۔ مرحوم نے محلہ میں منتظم اطفال اور منتظم عمومی کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ تنظیمی اور جماعتی میٹنگز اور اجلاسات پر تمام کام چھوڑ کر اپنی حاضری نہ صرف یقینی بناتے بلکہ قبل از وقت جانا پسند کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ اہلیہ، ایک بیٹی اور 3 بیٹے شامل ہیں۔

**(6) مکرم خلیفہ وسیم الدین محمود صاحب**

**ابن مکرم خلیفہ علیم الدین صاحب (امریکہ)**

12/اکتوبر 2024 کو 93 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے پوتے تھے۔ جو کہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی پہلی زوجہ حضرت ام ناصر رضی اللہ عنہا کے والد تھے۔ مرحوم نے قادیان اور ربوہ میں مختلف جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار تھے۔ خلافت سے گہری محبت رکھتے تھے اور اپنی اولاد کو بھی آخری وقت تک خلافت سے محبت اور اطاعت کی تلقین کرتے رہے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹا اور 2 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم ھبۃ الرحمان صاحب (انچارج خدام سیکشن مرکزیہ) اور مکرم محبوب الرحمٰن صاحب (جنرل سیکرٹری IAAAE) کے ماموں تھے۔

۞۞۞۞

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 16/نومبر 2024ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

## نماز جنازہ حاضر

**مکرمہ عذرا خان صاحبہ**

**بنت مکرم رانا نعیم الدین خان صاحب مرحوم**

**سابق کارکن حفاظت خاص (یوکے)**

11/نومبر 2024ء کو 56 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، مہمان نواز، خوش اخلاق، نیک، دیندار اور مخلص خاتون تھیں۔ چندوں کی ادائیگی میں بڑی باقاعدہ تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق تھا۔ بیماری کا عرصہ بڑے صبر وہمت سے گزارا اور کبھی مایوسی کا اظہار نہ کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں 2 بیٹے اور 6 بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ مکرم رانا وسیم احمد صاحب (کارکن دفتر پرائیویٹ سیکرٹری اسلام آباد۔ یوکے) کی بڑی ہمشیرہ تھیں۔

## نماز جنازہ غائب

**(1) مکرمہ امۃ الرشید مظفر صاحبہ**

**اہلیہ مکرم چودھری مظفر احمد صاحب شہید**

**(دارالذکر۔ لاہور)**

15/اکتوبر 2024ء کو 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ کے والد حضرت علم دین صاحب رضی اللہ عنہ اور دادا حضرت قطب دین صاحب رضی اللہ عنہ (آف لودھی ننگل) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ آپ کے خسر حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانیؓ درویش قادیان تھے۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، صابرہ وشاکرہ نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ کامل وفا کا تعلق تھا اور اپنی اولاد کو بھی اس طرف متوجہ کرتی تھیں۔ کبھی کسی کا گلہ نہیں کیا اور ہر ایک کی ہمدرد اور خیر خواہ تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور تین بیٹے شامل ہیں۔

**(2) مکرم مقصود احمد صاحب**

**ابن مکرم علی محمد صاحب**

**(صدر جماعت 52 گ ب ضلع فیصل آباد)**

16/اکتوبر 2024ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ نے لمبا عرصہ مقامی جماعت میں صدر کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، بڑے ہمدرد، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ عبادات سے بہت شغف رکھتے تھے۔ اپنے گھر میں مسجد کی طرز پر افراد جماعت کے لیے نماز سنٹر بنایا ہوا تھا۔ خلافت سے عقیدت واحترام کا تعلق تھا۔ سلسلہ کے مہمانوں کی بڑے شوق کے ساتھ مہمان نوازی کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔

**(3) مکرمہ بشریٰ زبین صاحبہ**

**اہلیہ مکرم چودھری محمد انوار صاحب (دستگیر کراچی)**

21/ستمبر 2024ء کو 70 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت مولوی سلطان علی صاحب رضی اللہ عنہ (پھیرو چیچی انڈیا) کی پوتی اور مولوی عبدالرحیم صاحب (سابق امیر حلقہ گھسیٹ پورہ) کی بیٹی تھیں۔ مرحومہ عبادت گزار، خلافت سے انتہائی عقیدت کا تعلق رکھنے والی، مہمان نواز، غریب پرور، ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مالی قربانی میں نمایاں تھیں۔ اپنا سارا زیور تحریک جدید کی مد میں پیش کر دیا تھا۔ 1974ء میں دستگیر کراچی سے جن پانچ احمدیوں کو ایک جھوٹے الزام کے تحت گرفتار کیا گیا تھا ان میں آپ کے شوہر بھی شامل تھے۔ اسی طرح 1984ء میں آرڈیننس سے قبل مولویوں نے دھاوا بول کر آپ کے مکان کا کچھ حصہ منہدم کر دیا تھا۔ آپ نے دونوں مرتبہ بڑی ہمت، حوصلہ اور صبر کا مظاہرہ کیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم محمد احسن صاحب (صدر جماعت دستگیر کراچی) کی والدہ تھیں۔ آپ کے ایک داماد مکرم مصباح الدین مبارک محمود صاحب جامعہ احمدیہ ربوہ میں استاد اور دوسرے داماد عاصم ضیاء باجوہ صاحب وکالت مال اول میں بطور انسپکٹر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

**(4) مکرم محمد عادل صاحب**

**(آف ننگل باغبانہ محلہ طاہر قادیان۔ انڈیا)**

25/ستمبر 2024ء کو 85 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحوم کا تعلق جماعت دھن سنگھ پور ضلع فتح پور صوبہ یوپی سے تھا۔ 1971ء میں بیعت کی سعادت حاصل کی اور اس کے بعد مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ 1993ء میں ہجرت کر کے فیملی کے ساتھ قادیان آ گئے۔ پنجوقتہ نمازوں کے علاوہ نماز تہجد نیز قرآن کریم کی تلاوت باقاعدگی سے کیا کرتے تھے۔ نہایت خاموش طبع، ملنسار اور فدائی احمدی تھے۔ چندوں کی ادائیگی اوّل وقت میں کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی کتب و تحریرات کا مطالعہ باقاعدگی سے کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ دو بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ بڑے بیٹے مکرم حافظ شریف الحسن صاحب ناظم ارشاد وقف جدید قادیان کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہے ہیں اور دوسرے بیٹے بھی صدر انجمن احمدیہ کے کارکن ہیں۔

**(5) مکرمہ صفیہ خانم صاحبہ**

**بنت مکرم قادر بخش صاحب مرحوم (جرمنی)**

13/اگست 2024ء کو 82 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، ملنسار، مہمان نواز، خوش اخلاق، مخلص اور نیک خاتون تھیں۔ پردے کی بڑی پابند تھیں۔ جماعتی پروگراموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی رہیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور دو بیٹے شامل ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم کلیم احمد صاحب جماعت Eppelheim میں بطور جنرل سیکرٹری اور ایک پوتی بطور جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ Eppelheim جبکہ ایک پوتا خدام الاحمدیہ میں ناظم اطفال کے طور پر خدمت کی توفیق پا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

۞۞۞۞

**تربیت اولاد کی ذمہ داری کو سمجھیں اور اس پر خاص توجہ دیں**

**اپنے بچوں کو نمازوں کا پابند بنائیں،**

**انہیں خلافت سے وابستگی اور اسکی برکات سے متمتع ہونے کی تلقین کرتی رہیں**

**ان کا دینی علم بڑھائیں، انہیں جماعتی عقائد اور دلائل سکھائیں،**

**انہیں ایم ٹی اے سے جوڑیں**

**ان کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر میرے خطبات سنا کریں**

**اور بعد میں بچوں سے کچھ پوچھ بھی لیا کریں تا کہ اگلی دفعہ وہ زیادہ غور سے سنیں**

(پیغام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
برموقع سالانہ اجتماع لجنہ اماء اللہ جرمنی 2019)

**وصایا** منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سیکرٹری مجلس کارپرداز قادیان)

**مسل نمبر** 11588: میں محمد سمیع اللہ موسیٰ رضا ولد مکرم ایم شفیع اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت تاریخ پیدائش 26 فروری 1954ء پیدائشی احمدی ساکن: نمبر 9 نورس روڈ رچمنڈ ٹاؤن بنگلور بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 جون 2023 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائیداد مندرجہ ذیل ہے۔ بمن سندرا انڈسٹرئل ایریا بنگلور سروے نمبر 48B (ایک ایکڑ پلاٹ) میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/80,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عرفان خان ایم اے    العبد : محمد سمیع اللہ موسیٰ رضا    گواہ : ولی الدین

**مسل نمبر** 12186: میں ناہید مبشر زوجہ مکرم سید مبشر الحق صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 5 اپریل 1980ء پیدائشی احمدی ساکن: قادیان محلہ طاہر (بڑا ننگل) ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 جنوری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ چار مرلے کا ایک مکان ہے۔ حق مہر -/30,000 روپے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : سید طارق مجید    الامۃ : ناہید مبشر    گواہ : اسد فرہان

**مسل نمبر** 12187: میں رابعہ بصری احمد زوجہ مکرم فاروق احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش 13 نومبر 1964ء پیدائشی احمدی ساکن کملا پوری کالونی کھیرتاباد یوسف گڑا حیدر آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 19 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: ہار 45 گرام 22 کیریٹ، چوڑیاں، لچھا، انگوٹھی (تمام زیورات 105 گرام 22 کیریٹ) 105 گرام زیور طلائی میں مذکور چوڑیاں ایک ہار 45 گرام جس کا اوپر ذکر کیا گیا حق مہر کی صورت میں خاکسار کو مہیا ہوا ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : محمد ابراہیم    الامۃ : رابعہ بصری احمد    گواہ : حمید اللہ حسن

**مسل نمبر** 12188: میں تنزیلہ مبارک بنت مکرم مبارک احمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 17 اکتوبر 2005ء پیدائشی احمدی ساکن: مکان نمبر 401 بنڈلہ گوڑہ جاگیر سن سٹی حیدآباد تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 دسمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : میر عبد الحمید شاہد    الامۃ : تنزیلہ مبارک    گواہ : غلام طیب احمد خان

**مسل نمبر** 12189: میں عائشہ پروین زوجہ مکرم منصور احمد غوری صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 9 جون 1974ء پیدائشی احمدی ساکن: مکان نمبر 257 ماما دلارم باغ سنتوش نگر حیدر آباد بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 5 دسمبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ حق مہر: -/21,000 روپے ادا شد۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : منصور احمد غوری    الامۃ : عائشہ پروین    گواہ : غلام طیب احمد خان

**مسل نمبر** 12190: میں سبحان احمد گلبرگی ولد مکرم سعید احمد صاحب گلبرگی قوم احمدی مسلمان پیشہ خادم مسجد تاریخ پیدائش 8 دسمبر 1994ء پیدائشی احمدی ساکن: مکان نمبر 19-2-21/23/55/A بشارت نگر حیدآباد تلنگانہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 ستمبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3,000 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عمر عبد القدیر    العبد : سبحان احمد گلبرگی    گواہ : غلام طیب احمد خان

**مسل نمبر** 12191: میں سیدہ ثمینہ نوشین زوجہ مکرم کے عطاء الرحمٰن صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 3 جون 1983ء پیدائشی احمدی موجودہ پتہ: دمام ایسٹرن پرووِنس مستقل پتہ: فلک نما حیدآباد۔ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 10 جنوری 2025ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 20 تولہ 24 کیریٹ، ایک گھر جو کہ مٹروسٹی بالا پور حیدآباد میں واقع ہے۔ جس کا سروے نمبر 120 اسکوائر یارڈ پر مشتمل ہے جس کا سروے نمبر 248، 249 اور 250 ہے۔ پلاٹ نمبر 146، ایک پلاٹ یادادیری حیدر آباد میں واقع ہے جو کہ 100 اسکوئر یارڈ پر مشتمل ہے جس کا سروے نمبر 786/A/2 ہے۔ حق مہر -/60,000 روپے ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 50 سعودی ریال ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : حبیب غوری    الامۃ : سیدہ ثمینہ نوشین    گواہ : قدرت اللہ غوری

**مسل نمبر** 12192: میں حسینہ زوجہ مکرم حسین پیر صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری تاریخ پیدائش: 1 جون 1985ء تاریخ بیعت: 2023 ساکن: 236 بازار لنگایا تھارا کرناٹک بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 29 نومبر 2024ء وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ زیور طلائی: 5.400 گرام 22 کیریٹ جو کہ حق مہر میں ملے ہیں۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/500 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : حسین پیر    الامۃ : حسینا بیگم    گواہ : ایم اقبال احمد

**مسل نمبر** 12193: میں نوید صباحت بنت مکرم حنیف محمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالبہ علم تاریخ پیدائش: 18 جولائی 2002ء پیدائشی احمدی ساکن: جماعت چندیریا، چتوڑ گڑھ، صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 نومبر 2024 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عنایت اللہ    الامتہ : نوید صباحت    گواہ : اقرار احمد

**مسل نمبر** 12194: میں ولید احمد ولد مکرم حنیف محمد صاحب قوم احمدی مسلمان طالب علم تاریخ پیدائش 6 نومبر 2007ء پیدائشی احمدی ساکن: جماعت چندیریا، چتوڑ گڑھ صوبہ راجستھان بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 16 نومبر 2024ء وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 1/10 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیہّ قادیان بھارت ہوگی۔ خاکسار کی اس وقت کوئی جائیداد نہیں ہے۔ میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/200 روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 1/16 اور ماہوار آمد پر 1/10 حصّہ تا زیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ : عنایت اللہ    العبد : ولید احمد    گواہ : اقرار احمد

**ہر احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لیے انتھک محنت کرنے کا عہد کرنا چاہئے**
**جو یہ ہے کہ اول بنی نوع انسان کو ہمارے خالق واحد خدا کو پہچاننے اور اس کی عبادت کرنے کی طرف بلایا جائے**
**اور دوم یہ کہ بنی نوع انسان کے حقوق کو پورا کیا جائے تا کہ اس دنیا میں امن اور ہم آہنگی قائم ہو سکے**

**میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنے کی تلقین کرتا ہوں**
**بہترین احمدی مسلمان بننے کی کوشش کریں**
**اپنی پنجوقتہ نمازوں کو باقاعدگی سے باجماعت ادا کریں، اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور اپنے دلوں میں ہمیشہ ذکر الٰہی کرتے رہیں**

**میں آپ کو یاددہانی کرواتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں**
**خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ وفادار رہیں**
**آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہئے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں**
**خصوصی طور پر آپ میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں اور میری دیگر تقریبات اور مواقع پر بیان کی گئی باتوں پر بھی عمل کریں**

**کینیا کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو پھیلانے کیلئے نئے طریق اور ذرائع تلاش کرتے رہیں**

## سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کینیا کے ستانویں جلسہ سالانہ 2024ء کے موقع پر بصیرت افروز پیغام کا اُردو مفہوم

پیارے احباب جماعت احمدیہ کینیا،

**السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ**

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ آپ اپنا جلسہ سالانہ 6، 7 اور 8 دسمبر 2024ء کو منعقد کر رہے ہیں۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے جلسہ کو بہت کامیاب کرے اور تمام شاملین بے شمار برکتیں حاصل کریں۔

یقیناً آپ کا جلسہ سالانہ جو کینیا میں منعقد ہو رہا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُس مسیح و مہدی ہونے کا معجزانہ ثبوت ہے جس کی بعثت کی خبر حضرت نبی کریم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دی تھی اور جس کی پیشگوئی قرآن کریم نے کی تھی۔ اگرچہ آپ قادیان سے ہزاروں میل کے فاصلے پر موجود ہیں جہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دعویٰ فرمایا تھا [اِس کے باوجود] نیک اور پاک جذبے لیے ہوئے احمدی مسلمان سینکڑوں کی تعداد میں اکٹھے ہوئے ہیں تا کہ اس جلسہ کے دوران آپؑ کی سچائی کی گواہی دیں اور آپؑ کے نام کو عزت، احترام اور محبت سے بلند کریں۔

یقیناً اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے یہ وعدہ فرمایا تھا: ''میں تجھے زمین کے کناروں تک عزت کے ساتھ شہرت دوں گا اور تیرا ذکر بلند کروں گا اور تیری محبت دلوں میں ڈال دوں گا۔ جعلناک المسیح ابن مریم (ہم نے تجھ کو مسیح ابن مریم بنایا) ان کو کہہ دے کہ میں عیسیٰ کے قدم پر آیا ہوں۔''

(تذکرہ، (انگریزی ترجمہ) صفحہ 242)

(بحوالہ ازالہ اوہام حصہ دوم، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 442)

سو اِس بات میں کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ مسلمہ کے جلسے جہاں کہیں بھی، دنیا کے جس بھی کونے میں منعقد ہوں اس الٰہی وعدے کے پورا ہونے کا عظیم الشان ثبوت ہے اور آپ سب احباب جو اس جلسہ میں شریک ہو رہے ہیں اس امر کے گواہ ہیں۔

ہر احمدی کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشن کی تکمیل کے لیے انتھک محنت کرنے کا عہد کرنا چاہیے جو یہ ہے کہ اول بنی نوع انسان کو ہمارے خالق واحد خدا کو پہچاننے اور اس کی عبادت کرنے کی طرف بلایا جائے اور دوم یہ کہ بنی نوع انسان کے حقوق کو پورا کیا جائے تا کہ اس دنیا میں امن اور ہم آہنگی قائم ہو سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''خدا تعالیٰ نے جو اس جماعت کو بنانا چاہا ہے تو اس سے یہی غرض ہے رکھی ہے کہ وہ حقیقی معرفت جو دنیا میں گم ہو چکی ہے اور وہ حقیقی تقویٰ و طہارت جو اس زمانہ میں پائی نہیں جاتی اسے دوبارہ قائم کرے۔''

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 277 تا 278)

میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ذاتی تعلق قائم کرنے کی تلقین کرتا ہوں اور بہترین احمدی مسلمان بننے کی کوشش کریں۔ اپنی پنجوقتہ نمازوں کو باقاعدگی سے باجماعت ادا کریں، اپنی دعاؤں میں اضافہ کریں اور اپنے دلوں میں ہمیشہ ذکر الٰہی کرتے رہیں۔

اس حوالہ سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: ''انسان کو چاہیئے کہ روحانی پانی کو تلاش کرے تو وہ اسے ضرور پالے گا۔ اور روحانی روٹی کو ڈھونڈے تو وہ اسے ضرور دی جائے گی۔ جیسا کہ ظاہری قانون قدرت ہے ویسا ہی باطن میں بھی قانون قدرت ہے لیکن تلاش شرط ہے جو تلاش کرے گا وہ ضرور پالے گا۔ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق پیدا کرنے میں جو شخص سعی کرے گا خدا تعالیٰ اس سے ضرور راضی ہو جائے گا۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 95)

میں آپ کو یاددہانی کرواتا ہوں کہ خلافت احمدیہ کے الٰہی نظام کو ہمیشہ اولین ترجیح دیں۔ خلیفۃ المسیح کے ساتھ ایک قریبی تعلق قائم کرنے کی کوشش کریں اور ہمیشہ وفادار رہیں۔ آپ کو ایم ٹی اے کثرت سے دیکھنا چاہیے اور اپنے اہل خصوصاً اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے رہیں۔ خصوصی طور پر آپ میرے خطبات جمعہ کو باقاعدگی سے سنیں اور میری دیگر تقریبات اور مواقع پر بیان کی گئی باتوں پر بھی عمل کریں۔

میں ہر ایک فردِ جماعت کو تبلیغ کی اہمیت کی یاددہانی کرواتا ہوں۔ میں ہر ایک فردِ جماعت کو تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی ہر کوشش کرنے کی تلقین کرتا ہوں۔ آپ باقاعدگی سے پروگرام منعقد کریں اور دانشمندانہ منصوبہ بندی کریں، اور کینیا کے تمام لوگوں تک اسلام احمدیت کے پُرامن پیغام کو پھیلانے کے لیے نئے طریق اور ذرائع تلاش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

آخر میں مَیں آپ سب سے کہتا ہوں کہ اب وقت آگیا ہے کہ آپ آگے بڑھیں اور پختہ عزم اور ثابت قدمی کے ساتھ عہد کریں کہ آپ ہمیشہ اپنی زندگیوں میں تمام خالص تبدیلیاں لانے کی کوشش کریں گے تا کہ آپ شرائط بیعت کی ہر شرط پر قائم رہ سکیں اور اسے پورا کر سکیں جس کا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وعدہ کیا ہے۔ ان شاء اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو دنیا میں ایک حقیقی روحانی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس ہدایت پر بہترین انداز میں عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ آپ سب پر رحم کرے۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 7 جنوری 2025ء)

❁❁❁

## میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے

### ارشادات عالیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام

''میں نے اس کتاب میں نہایت زبردست ثبوتوں سے مسیح کا فوت ہو جانا اور اموات میں داخل ہونا ثابت کر دیا ہے اور میں نے بداہت کی حد تک اس بات کو پہنچا دیا ہے کہ مسیح زندہ ہو کر جسم عنصری کے ساتھ ہرگز آسمان کی طرف اُٹھایا نہیں گیا بلکہ اَور نبیوں کی موت کی طرح اُس پر بھی موت آئی اور دائمی طور پر وہ اس جہان سے رخصت ہوا۔ اگر کوئی مسیح کا ہی پرستار ہے تو سمجھ لے کہ وہ مر گیا اور مرنے والوں کی جماعت میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو گیا۔ سو تم تائید حق کے لئے اس کتاب سے فائدہ اٹھاؤ اور سرگرمی کے ساتھ پادریوں کے مقابل پر کھڑے ہو جاؤ۔ چاہئے کہ یہی ایک مسئلہ ہمیشہ تمہارے زیر توجہ اور پورا بھروسہ کرنیکے لائق ہو جو درحقیقت مسیح ابن مریم فوت شدہ گروہ میں داخل ہے۔ میں نے اس بحث کو اس کتاب میں بڑی دلچسپی کے ساتھ کامل اور قوی دلائل سے انجام تک پہنچایا ہے اور خدائے تعالیٰ نے اس تالیف میں میری وہ مدد کی ہے جو میں بیان نہیں کر سکتا اور میں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ میں سچ پر ہوں اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک میں دُوربین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں کیونکہ میری زبان کی تائید میں ایک اور زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں۔ میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے۔ جو میرے لفظ لفظ اور حرف حرف کو زندگی بخشتی ہے۔'' (ازالہ اوہام، روحانی خزائن، جلد 3، صفحہ 403)

# حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک سے
# Ayaat Search ایپ کا اجرا

مورخہ 15 فروری 2025ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ alislam.org ویب سائٹ کی نگرانی کرنے والی ٹیم کے تیرہ 13 رکنی وفد کو اسلام آباد (ٹلفورڈ) میں قائم ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں ملاقات کی سعادت حاصل ہوئی۔ یہ ٹیم حضور انور سے ملاقات کی غرض سے امریکہ اور یورپ سے تشریف لائی تھی۔

جب حضورِ انور مجلس میں رونق افروز ہوئے تو آپ نے سب کو السلام علیکم کا تحفہ عنایت فرمایا۔ سب سے پہلے تلاوت قرآنِ کریم ہوئی جس کے بعد مختلف پریزنٹیشنز پیش کی گئیں جن میں الاسلام ویب سائٹ کی ٹیم کی حالیہ مساعی پر روشنی ڈالی گئی۔

اس کے بعد حضور انور کی خدمتِ اقدس میں نئی بنائی گئی موبائل ایپلیکیشن ”Ayaat search“ کے بارے میں ایک مختصر پریزنٹیشن پیش گئی۔

اس حوالے سے حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یہ ایپلیکیشن مصنوعی ذہانت (AI) کی مدد سے قرآنِ کریم کی آیات بذریعہ آڈیو تلاش کرنے کی سہولت فراہم کرتی ہے۔ ایپ کا نام حضور انور نے Ayaat search رکھا۔ یہ IOS اور Android دونوں پر میسر ہے۔

پھر سکرین کی مدد سے اس ایپ کی ہوم سکرین دکھائی گئی نیز عرض کیا گیا کہ اس پر نظر آنے والا نیلا بٹن دبا کر قرآنِ مجید کی کسی بھی آیت کی تلاوت کی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد پریزنٹیشن پیش کرنے والے ٹیم ممبر نے عملی طور پر اس سرچ ایپ پر آیت تلاش کرنے کا ایک نمونہ بھی پیش کیا اور عرض کیا کہ اب یہ ایپ میری آواز ریکارڈ کرے گی اور اس کے نتیجہ میں فوراً مطلوبہ الفاظ پر مبنی آیت تلاش کرے گی۔ نیز عرض کیا کہ ہم اَھۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

جب ایسا کیا گیا تو سکرین پر اِلٰۤی اَھۡلِہٖ مَسۡرُوۡرًا نمودار ہوا۔ جس پر حضورِ انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ فوری طور پر سرچ ایپ سورۃ الانشقاق کی آیت نمبر دس دکھا دیتی ہے نیز ساتھ ہی یہ اوپر نشاندہی کرتی ہے کہ مطلوبہ الفاظ پر مبنی دو آیات ملی ہیں۔

اس مختصر پریزنٹیشن کے بعد حضورِ انور نے اپنے دستِ مبارک سے اس ایپ کا باضابطہ اجرا بھی فرمایا۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل 27 فروری 2025ء)

❀❀❀❀

# جو رمضان بغیر سچی قربانی کے گزر جاتا ہے وہ رمضان نہیں
# اور جو تحریک جدید بغیر روح کی تازگی کے گزر جاتی ہے وہ تحریک جدید نہیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بار پھر ہم رمضان کے بابرکت مہینہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ماہ مقدس میں زیادہ سے زیادہ عبادات بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ ماہ رمضان کا تحریک جدید سے ایک گہرا تعلق ہے۔

بانیٔ تحریک جدید سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ ماہ رمضان المبارک کے ساتھ تحریک جدید کی گہری مناسبتوں پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ہر شخص کو کوشش کرنی چاہئے کہ اس کا رمضان تحریک جدید والا ہو اور تحریک جدید رمضان والی ہو۔ رمضان ہمارے نفس کو مارنے والا ہو اور تحریک جدید ہماری روح کو تازگی بخشنے والی ہو۔ پس جب میں نے کہا کہ رمضان سے فائدہ اٹھاؤ تو دراصل میں نے تمہیں سمجھایا ہے کہ تم تحریک جدید کے اغراض و مقاصد کو رمضان کی روشنی میں سمجھو۔ اور جب میں نے کہا ہے کہ تحریک جدید کی طرف توجہ کرو تو دوسرے لفظوں میں میں نے تمہیں یہ کہا ہے کہ تم ہر حالت میں رمضان کی کیفیت اپنے اوپر وارد رکھو۔ اور صحیح قربانی اور مسلسل قربانی کی اپنے اندر عادت ڈالو۔ جو رمضان بغیر سچی قربانی کے گزر جاتا ہے وہ رمضان نہیں اور جو تحریک جدید بغیر روح کی تازگی کے گزر جاتی ہے وہ تحریک جدید نہیں۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 4 نومبر 1938ء)

مخلصین جماعت کا تحریک جدید کے آغاز سے ہی یہ تعامل رہا ہے کہ وہ ہمیشہ ماہ رمضان کے وسط تک اپنے وعدہ جات چندہ تحریک جدید کی صد فی صد ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ کے افضال و برکات کو جذب کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

لہٰذا احباب جماعت سے گزارش کی جاتی ہے کہ ماہ رمضان المبارک میں چندہ تحریک جدید کی مکمل ادائیگی کر کے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دعاؤں سے حصہ لیں۔ صدران جماعت اپنی اپنی جماعتوں کے صد فی صد ادائیگی کنندگان کی فہرستیں 22 مارچ سے پہلے پہلے بذریعہ ای میل وکالت مال تحریک جدید قادیان کو بھجوائیں تا کہ تمام جماعتوں کی یکجائی فہرستیں بغرض دعا سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی جا سکیں۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان

SAFOORA COLLECTION CENTER
LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
Partap Nagar Qadian Pin 143516
Dist: Gurdaspur Punjab
WE ACCEPT ONLINE ORDER ALSO
INSTAGRAM
ALL KINDS OF LADIES GARMENTS AND KIDS PARTY WEAR & BURQA ALSO
Shabana Omer : +91-8699710284 / Omer Farooque: +91-7347608447

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments
خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
’الیس اللہ بکافٍ عبدہ‘ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص
Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

A. SAMSUL ALAM
A. ABDUL RAHIM
Dealers of Natural Precious & Semi-Precious Gemstones
TOONICE — DEALERS OF PRECIOUS & SEMI-PRECIOUS GEMSTONES
No. 100/59-A, 1st Floor, South Thaikkat Street Melapalayam, Tirunelveli-627005 Tamil Nadu, India
+91 9659389953 toonicegems@gmail.com
Al-Nida GEMS
No. 1/83, 1st Floor Village Road Balaji Nagar Extension Puzhuthivakkam, Chennai-600091 Tamil Nadu, India
+91 9042150339 alnidagems@gmail.com
HG GEMS HANIYAHANA GEMS CO., LTD.
No. 191/16, Soi Puttha Osot Siphraya, Bangrak Bangkok - 10500 Thailand
+66 638751327 gemscertify22@gmail.com
طالبِ دعا: اے شمس العالم (جماعت احمدیہ میلا پالم، صوبہ تامل ناڈو)

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadr.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان

Weekly **BADAR** Qadian

Qadian - 143516 Distt. Gurdaspur (Punjab) INDIA

Postal Reg. No. GDP/001/2023-25 Vol. 74 Thursday 13 - 20 March - 2025 Issue. 11 - 12

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

**ANNUAL SUBSCRIPTION** : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro ( **WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

# رمضان میں اللہ تعالیٰ نے عبادتوں کی طرف اس لیے توجہ دلائی ہے تا کہ پھر تم اسے اپنی زندگیوں کا حصّہ بنالو، اگر یہ نہیں تو صرف رمضان کی عبادتیں کچھ کام نہیں کریں گی

## اللہ تعالیٰ یہ موقع دیتا ہے کہ اگر سال کے دوران تم سے غلطیاں ہوگئی ہیں تو تم نئے سِرے سے یہ عہد کرو کہ تم آئندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے بنو گے

## اس رمضان میں ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اپنی عبادتوں کو زندہ کریں گے، اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگیں

### خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 07 / مارچ 2025ء بمقام مسجد مبارک (اسلام آباد) یو.کے

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضورِ انور نے سورہ بقرہ کی آیت 187 کی تلاوت فرمائی اور اس کا ترجمہ بیان فرمایا کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں، جب وہ مجھے پکارتا ہے۔ پس چاہیے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ رمضان کے شروع ہوتے ہی یہ خیال فوراً دل میں پیدا ہوجاتا ہے کہ نمازوں کی طرف توجہ ہو کیونکہ یہ برکتوں والا مہینہ ہے، اس لیے عموماً لوگ مسجد کی طرف زیادہ رُخ کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ کم از کم ان دنوں میں لوگوں کو خیال آجاتا ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کی طرف جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں رمضان کے دنوں میں جہنم کے دروازے بند کر دیتا ہوں شیطان کو جکڑ دیتا ہوں، اور جنّت کے دروازے کھول دیتا ہوں۔ اس سے لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ صرف رمضان میں عبادتوں کی ضرورت ہے، یہ غلط سوچ ہے۔ رمضان میں اللہ تعالیٰ نے عبادتوں کی طرف اس لیے توجہ دلائی ہے تا کہ پھر تم اسے اپنی زندگیوں کا حصّہ بنالو، اگر یہ نہیں تو صرف رمضان کی عبادتیں کچھ کام نہیں کریں گی۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ایمان کے تقاضے اور ثواب کی نیّت سے رمضان کی راتوں میں اٹھ کر نماز پڑھتا ہے تو اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا ہے وہ ہمیں یہ موقع دیتا ہے کہ اگر سال کے دوران تم سے غلطیاں ہوگئی ہیں تو تم نئے سِرے سے یہ عہد کرو کہ تم آئندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے والے بنو گے، اور اُن تمام نیکیوں کو بجا لانے والے بنو گے جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو یقیناً وہ بڑی رحمت کے ساتھ تمہاری طرف متوجہ ہوگا۔ اس آیت میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ، جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں، یہاں بندوں سے مراد عاشقانِ الٰہی ہیں۔ اب عاشق ایسا تو نہیں ہوتا کہ گیارہ مہینے اسے عشق یاد نہ آئے اور صرف ایک مہینہ وہ عشق کا اظہار کرے۔ اس لیے ہمیں یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اے اللہ! ہمیں اپنا قرب عطا فرما۔ ہمیں مقبول دعاؤں کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بار بار توجہ دلائی ہے کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف توجہ کرو۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں سات سَو احکامات ہیں بلکہ ایک جگہ فرمایا کہ سات سَو سے زیادہ احکام ہیں۔

جب ہم رمضان میں قرآن پڑھیں گے تو ظاہر ہے کہ ہم احکامات بھی تلاش کریں گے اور جب احکامات تلاش کریں گے تو اُن پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرنے والے ہوں گے۔ یہی ایک سچے عاشق کا کام ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایمان اور اعمالِ صالحہ ایسی چیزیں ہیں جو ساتھ ساتھ چلتی ہیں، جب اللہ تعالیٰ پر ایمان اور اس کے حکموں پر عمل ہوگا تو ایسا شخص پھر خدا کا دوست بن جاتا ہے اور جب خدا تعالیٰ کی دوستی عطا ہوگی تو اس سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور پھر اس قرب میں بڑھتے چلے جائیں گے۔ یہ قرب ایسا نہیں کہ جو ایک جگہ رکنے والا ہو، اللہ تعالیٰ اس قرب کے طفیل دعاؤں کو بھی سنے گا۔ پس رمضان میں ہمیں اس معیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کی قبولیت کے لیے بھی بعض شرائط رکھی ہیں جن میں پہلی تو یہی ہے کہ اُس کا عبد بن کر رہنا ہوگا، خالص ہو کر اس کی عبادت کرنی ہوگی۔ اس کو سب طاقتوں کا سرچشمہ سمجھنا ہوگا، کوئی جھوٹے خدا نہیں بنانے، ورنہ تو یہ شرک کی طرف لے جانے والی بات ہوگی۔ سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اُس کا رحم اور شفقت مانگو، اور اس کے حکموں پر عمل کرنے کی کوشش کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کی دعا سنتا ہے جو بے صبری نہیں دکھاتے، اور یہ نہیں کہتے کہ مَیں نے بہت دعائیں کرلیں، اللہ تعالیٰ سنتا ہی نہیں۔ فرمایا یہ کفر ہے اور اللہ تعالیٰ سے دُور لے جانے والی بات ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یہ تو دو دوستوں کا معاملہ ہوتا ہے کبھی دوست اپنے دوست کی مان لیتا ہے کبھی دوست سے اپنی منواتا ہے۔ اسی طرح خدا معاملہ کرتا ہے، لیکن بظاہر جو ایک مومن کی دعا خدا ردّ کرتا ہے یہ بھی اصل میں اُس کی بہتری کے لیے ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں کہ خدا کے وجود پر دلیل کیا ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ مَیں بہت نزدیک ہوں، کچھ بڑے دلائل کی حاجت نہیں، نہایت آسانی سے میرے وجود پر دلیل پیدا ہوتی ہے اور دلیل یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارے تو مَیں اس کی سنتا ہوں اور اپنے الہام سے اس کی کامیابی کی بشارت دیتا ہوں۔

قرآن کریم میں جو یہ ذکر ہے کہ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس کی بڑی لطیف تشریح فرمائی ہے، فرمایا: غیب بھی خدا کا نام ہے۔ فرمایا: ہر دعا سے پہلے یہ یقین ہو کہ خدا ہے اور وہ بے انتہا صفات کا حامل ہے۔ جب اس یقین کے ساتھ آگے بڑھو گے تو پھر تمہیں خدا کا حقیقی عرفان حاصل ہوگا۔ یہ نہیں کہ صرف رمضان میں نمازوں کی طرف توجہ پیدا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ احمدی نمازوں کی طرف بہت زیادہ توجہ دیتے ہیں مگر پھر بھی اس میں کمی ہے۔

چاہیے کہ ہم اس رمضان کو ایسا رمضان بنائیں جو ہماری عبادتوں کے معیار کو بلند کرنے والا ہو، ہمیں خدا تعالیٰ کا قرب دلانے والا ہو، تا کہ ہم اللہ تعالیٰ کے خالص بندے بننے والے ہوں۔

پس اس رمضان میں ہمیں یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم اپنی عبادتوں کو زندہ کریں گے، اور پھر اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ تمہارا ربّ ہر رات قریبی آسمان تک نزول فرماتا ہے، اور جب رات کا تیسرا حصّہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کون ہے جو مجھے پکارے تو مَیں اسے جواب دوں، کون ہے جو مجھ سے مانگے تو مَیں اس کو دوں، کون ہے جو مجھ سے بخشش طلب کرے تو مَیں اس کو بخش دوں۔ یہ صرف رمضان کے ساتھ مشروط نہیں، بلکہ عام بات ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تکالیف کے وقت اُس کی دعاؤں کو قبول کرے تو اسے چاہیے کہ آسانی اور فراخی کے وقت کثرت سے دعا کرے۔ پس یہ باتیں بہت ضروری ہیں، ہمارا اللہ تعالیٰ سے پختہ تعلق ہونا چاہیے۔

ایک روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مَیں بندے کے گمان کے مطابق اُس سے سلوک کرتا ہوں، جس وقت بندہ مجھے یاد کرتا ہے، مَیں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ اگر وہ مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو مَیں اس کو دل میں یاد کروں گا۔ اگر وہ میرا ذکر محفل میں کرے گا تو مَیں اس کا ذکر اس سے زیادہ بہتر محفل میں کروں گا۔ اگر وہ میری جانب ایک بالشت آئے گا تو مَیں اس کی طرف ایک ہاتھ جاؤں گا اگر وہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو مَیں اُس کی طرف دو ہاتھ جاؤں گا۔ اگر وہ میری طرف چل کر آئے گا تو مَیں اس کی طرف دوڑ کر جاؤں گا۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ ہر احمدی کو یہ کوشش کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اپنی زبانوں کو تر رکھے۔ ہمارا ہر فعل اور ہر عمل ایسا ہونا چاہیے کہ ہم خدا کی طرف قدم بڑھانے والے ہوں۔

ایک روایت میں مذکور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ذو النون یعنی حضرت یونسؑ نے مچھلی کے پیٹ میں یہ دعا کی کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ۔ فرمایا اس دعا کو جو بھی مسلمان کسی ابتلا کے وقت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو ضرور قبول فرمائے گا۔

حضور انور نے فرمایا: قرآن کریم میں جو مختلف دعائیں سکھائی گئی ہیں وہ اسی لیے ہیں تا کہ ہم یہ دعائیں مانگیں اور اللہ تعالیٰ ضرور ان کو قبول فرمائے گا لیکن شرط وہی ہے کہ ہم پہلے اُس کا حق ادا کرنے والے ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

جو لوگ قبل از نزولِ بلا دعا کرتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں اور صدقات دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرتا ہے اور انہیں عذابِ الٰہی سے بچا لیتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ گذشتہ دنوں مَیں نے دعاؤں کی تحریک کی تھی، اس میں استغفار کی طرف بھی توجہ دلائی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ استغفار ایک ڈھال ہے۔ پس اس کی طرف بھی توجہ دیں، کثرت سے استغفار کریں۔ صدقِ دل سے دعاؤں کی طرف توجہ دیں، رمضان کے بعد بھی دعاؤں اور نیکیوں پر قائم رہنے کی کوشش کریں اور پھر دیکھیں کہ خدا تعالیٰ کس طرح دوڑ کر ہمارے پاس آتا ہے اور ہمیں اپنی آغوش میں لے لیتا ہے۔

حضورِ انور نے فرمایا کہ آج کل جو دنیا میں بعض جگہ حالات ہیں، پاکستان، بنگلہ دیش، الجیریا وغیرہ میں ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ! ہمیں ان ظالموں سے نجات دے۔ خود ان سے انتقام لے۔ جب اس طرح ہم دعائیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ ضرور ایک انقلابِ عظیم پیدا فرمائے گا۔

پس دعاؤں کی طرف ہمیں بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے، اس رمضان کو ایسا رمضان بنائیں کہ جو دعاؤں کی قبولیت والا رمضان ہو۔ اپنے آپ میں مستقل پاک تبدیلی پیدا کرنے والا رمضان ہو۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام دشمنوں اور ظالموں سے نجات دے۔

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad